(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

KASHMIR LIBERATION MOVEMENT

۱۴۵۸۷

کے۔ ایل۔ ایم

(تحریک آزادی کشمیر)

مؤلفہ

عبدالصمد وانی کاشمیری

پبلشرز:۔
پرویز برادرز۔ اردو بازار۔ راولپنڈی
سٹاکسٹ:۔ میر برادرز۔ اردو بازار۔ راولپنڈی

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No: 4012
★ MAILSI ★
21 FEB 202

بار اوّل ------------- اپریل ۱۹۶۰ء

تعداد ------------- ۵۲۵

قیمت ------------- پانچ روپے

مطبوعہ ------------- نور آرٹ پریس راولپنڈی

[ام جهرل]
922.22
TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

خواجہ عبدالصمد ڈالی پرنٹر پبلشر نے نور آرٹ پریس لیاقت روڈ راولپنڈی سے چھپوا کر پرویز برادرز اردو بازار راولپنڈی سے شائع کیا۔

انتساب

مقبوضہ کشمیر کے شہیدوں

اور

اُن مجاہدین کے نام

جو

وطن کی آزادی اور بقائے اسلام کیلئے

ایک مدت سے

بھارتی سامراج کا نشانہ ستم بنے ہوئے ہیں

اور جن کی

پیہم اور بے مثال قربانی کی وجہ سے

آزادئ وطن کی شمع ہر رنگ میں جلتی ہے

— مؤلف

حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ
نے
فرمایا ہے

"کشمیر سیاسی اور فوجی حیثیت سے پاکستان
کی شہ رگ ہے کوئی خوددار ملک اور قوم
اسے برداشت نہیں کر سکتی کہ وہ اپنی
شہ رگ کو دشمن کی تلوار کے حوالے
کر دے کشمیر پاکستان کا ایک حصّہ ہے
ایک ایسا حصّہ۔ جسے پاکستان سے
الگ نہیں کیا جا سکتا۔"

تحریک کا یومِ ابتداً

۴ر مئی ۱۹۵۰ء

"ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا"

فہرست

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۱	پیشِ لفظ	۹
۲	حرفِ اول	۱۷
۳	کشمیر میں آزادی کی جدوجہد	۲۱
۴	قائدِ تحریک	۲۸
۵	لاہور کنونشن	۳۳
۶	لاہور کنونشن اور لاہور کی ڈائری	۴۳
۷	تحریکِ آزادی کشمیر کی ابتدا	۴۶
۸	تم بھی جاگو	۴۹
۹	قائدِ تحریک کے خطبات بیانات اور اعلانات	۵۲
۱۰	قائدِ تحریک کے ممتاز ساتھیوں کے خیالات	۸۰
۱۱	جنگ بندی لائن کیا ہے؟	۸۶
۱۲	صدائے بازگشت	۹۳
۱۳	غیروں نے کہا	۹۴
۱۴	اور اپنوں کی بات…	۹۹
۱۵	راستہ تو یہی ہے لیکن…	۱۰۵
۱۶	عبداللہ عباس زندہ باد	۱۰۹
۱۷	قوم ساتھ ہے	۱۱۱
۱۸	ہم بھی ساتھ ہیں	۱۱۳
۱۹	قومی پریس	۱۲۷
۲۰	تحریکِ آزادی کشمیر کی مرکزی تنظیم	۱۹۳
۲۱	منزل کی طرف (۱۵ جون سے ۷ اکتوبر ۵۸ء تک)	۱۹۹
۲۲	حلفِ وفاداری	۲۰۰
۲۳	قرارداد	۲۰۱
۲۴	قائدِ تحریک کی گرفتاری	۲۰۷
۲۵	رفتارِ کارواں	۲۰۹
۲۶	پاداشِ جرم میں	۲۴۴

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۲۷	سرگرمِ کارکنانِ تحریک	۲۵۷
۲۸	وطن کی لاج کی خاطر	۲۶۵
۲۹	آزادی کے پروانوں پہ کیا گزری؟	۲۶۷
۳۰	زبانِ خلق	۲۷۱
۳۱	اعترافِ حقیقت (حکومتِ پاکستان بنام اقوامِ متحدہ)	۲۷۳
۳۲	زنداں تیرا مقام نہیں؟	۲۸۱
۳۳	اُمید کی کرن	۲۸۳
۳۴	تحریکِ آزادیٔ کشمیر (حقیقت اہمیت اور افادیت)	۲۸۷
۳۵	تصویرِ کشمیر از حفیظ جالندھری	۳۰۳

پیش لفظ

(از خواجہ محمد یوسف صراف - ایم اے - ایل - ایل - بی ایڈووکیٹ
سیکرٹری جنرل تحریک آزادی کشمیر)

یہ جولائی ۱۹۵۸ء کا واقعہ ہے۔ تحریک آزادی کشمیر زوروں پر تھی۔ مادرِ وطن کی سسکیوں نے حدِ متارکہ کے اس طرف باشندگانِ ریاست کی قومی زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیا تھا۔ اور

کشمیر لے گا خون سے
نہ نہرو سے نہ نون سے

کا نعرہ آزاد کشمیر اور پاکستان کی فضاؤں میں گونج رہا تھا۔ میں بہت سے دیگر ساتھیوں کے ساتھ راولپنڈی سینٹرل جیل میں نظر بند تھا۔ ایک شام ہم تحریک کے مختلف پہلوؤں پر غور کر رہے تھے۔ اسی دوران میں نے تحریک کے بارے میں ایک کتاب کی ضرورت پر زور دیا۔ اور چند دوستوں سے جن میں اس کتاب کے مؤلف خواجہ عبد الصمد صاحب وانی بھی شامل تھے۔ اس سلسلے میں مواد اکٹھا کرنے کی درخواست کی۔

میں خود بھی کتاب لکھنے کا خواہشمند تھا۔ جیل میں مجھے کتاب لکھنے کی اجازت نہ دی گئی۔ رہائی کے بعد میں اس کام کی طرف توجہ نہ دے سکا۔ سیاسی حالات بھی بدل گئے تھے۔ اور مجھے اس امر کا افسوس ہی تھا۔ کہ تحریک کی تاریخ مرتب نہ ہو سکی۔ کہ اچانک گذشتہ ماہ مجھے وانی صاحب کا خط ملا۔ جس میں یہ مسرت انگیز اطلاع تھی کہ انہوں

نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے تحریک آزادیٔ کشمیر کی تاریخ مرتب کرلی ہے۔ اور اس کا پیش لفظ لکھنے کا بوجھ میرے ناتواں کندھوں پر ڈال دیا گیا ہے۔

اس سے قبل کہ میں تحریک کے بارے میں چند ضروری باتیں تحریر کردوں میں وانی صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ کہ انہوں نے مجھ ایسے سینکڑوں کارکنانِ تحریک میں سے اس کتاب کا پیش لفظ لکھنے کے لئے مجھے منتخب کرلیا ہے۔

وانی صاحب وادیٔ کشمیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ۱۹۴۷ء کے انقلاب کے دوران آزادیٔ کشمیر کی تلاش میں پاکستان آئے۔ آپ ایک نوجوان کارکن ہیں۔ جو گذشتہ بارہ برس سے تحریکِ آزادی کے ساتھ سرگرمی سے وابستہ ہیں۔ اور اس سلسلے میں اُن کو کافی مصائب سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ یہ ایک خوددار اور باضمیر کارکن ہیں۔ ان کا مطالعہ کافی وسیع ہے۔ اور ہمارے نوجوان کارکنان میں یہ سب سے ذہین۔ تجربہ کار۔ بالغ نظر اور باشعور کارکن ہیں۔ یہ تحریک میں خود بھی گرفتار ہوئے تھے۔ اس لئے یہ امر باعث افتخار ہے کہ سب سے پہلے تحریک کے ایک سپاہی اور جماعتی تنظیم کے ایک رکن نے اس اہم کام کو سرانجام دیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ کہ انہوں نے اس بارے میں کافی محنت سے کام لیا ہے اور بڑی جانفشانی سے کام کیا ہے۔ اور سب سے اچھی بات یہ ہے۔ کہ تاریخ کو تاریخ کے ایک وفادار طالب علم کی حیثیت میں لکھنے کی کوشش کی ہے جو عام طور پر ایک ایسے مصنف یا مؤلف کے لئے مشکل ہوتا ہے۔ جو اس بارے میں ایک ذاتی یا جماعتی زاویہ رکھتا ہو۔

یہ تحریک کیوں شروع کی گئی۔ اس سے کیا نتیجہ برآمد ہو سکتا تھا۔ اور

اس سے کیا مقاصد حاصل ہوئے ۔ اس کے اخراجات کہاں سے آئے ۔ یہ چند ایسے امور ہیں ۔ جن کے بارے میں تحریک کے دوران یا اس کے بعد ہم سے اکثر سوالات کیے گئے ہیں ۔ اس "پیش لفظ" میں ان سوالات پر مفصل بحث نامناسب ہوگی کیونکہ اس کے لیے بجائے خود ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے اور اگر زندگی نے مہلت دی ۔ تو شاید کسی وقت ایسی کتاب پیش کرنا ممکن ہو یہاں میں سرسری طور پر ان سوالات کا جواب دینے کی مقدور بھر کوشش کرونگا

یہ تحریک کیوں شروع کی گئی اور کن حالات میں شروع کی گئی ۔ اس بارے میں کشمیر کے چند نادان دوستوں نے جو بزعم خود کشمیر کا درد اپنے ہی جگر میں سمائے ہوئے ہیں ۔ اور جن میں بدقسمتی سے سردار محمد ابراہیم خان صاحب سابق صدر آزاد کشمیر حکومت اور اُن کے گنتی کے چند ساتھی جو مسند وزارت چھوٹنے کے بعد یا تو تھک کر راستے میں ہی بیٹھ گئے ہیں ۔ یا کہیں اور پناہ حاصل کر چکے ہیں ۔ جان بوجھ کر غلط فہمیاں پھیلانے کی کوشش کر چکے ہیں ۔ تحریک کے پس منظر کے بارے میں ہو سکتا ہے ۔ کہ کئی باتیں سر بستہ راز ہوں ۔ جن کو ظاہر کرنے کا ابھی وقت نہ آیا ہو ۔ لیکن دو باتیں بالکل صاف اور دو ٹوک ہیں ۔ اول یہ کہ تحریک کا آزاد کشمیر کی وزارتی یا صدارتی سیاست سے قطعاً کوئی تعلق نہ تھا ۔ یہ بہتان حب الوطنی کی علیٰ ضد ہے ۔ اور مادرِ وطن کی آزادی کے تقدس کے ساتھ ایک افسوسناک مذاق ۔ اور ستم کی حد تو یہ ہے ۔ کہ اہم غیر ملکی سفارت خانوں تک یہ بات پہنچائی گئی ۔ تحریک کے قائد چودھری غلام عباس خان صاحب کی گرفتاری سے قبل ایک اہم سفارت خانہ کا ایک ذمہ دار افسر اُن سے ملنے آیا ۔ مجھے بھی طلب

کیا گیا۔ دوسرے روز اس بات چیت کی تکمیل کے سلسلے میں مجھے اُن صاحب سے دوبارہ ملنے کا اتفاق ہوا۔ میں لرز اُٹھا۔ جب اُنہوں نے مجھے کہا۔ کہ آزاد کشمیر کے فلاں سابق وزیر نے (جو بعد میں سردار صاحب کی کابینہ کے بھی رکن رہے) یہ کہا ہے کہ یہ تحریک آزاد کشمیر حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے شروع کی گئی ہے۔ چند روز کے بعد مجھے لاہور جانا پڑا۔ اور وہاں ایک سفارت خانہ میں اُس سفارت خانہ کے چند افسروں سے جن میں سے کچھ تحریک کا اتہ پتہ کرنے کراچی سے آئے تھے۔ ملنے کا اتفاق ہوا۔ ان سے بھی یہ بات سُنی۔ اور راوی ہمارے یہی نادان دوست تھے جو بزعم خود اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لئے یہ بہتان تراشی کر رہے تھے۔ اس پروپیگنڈا کے غلط ہونے کا واضح ثبوت یہ ہے۔ کہ ۷ر جولائی کو ہائی کمان میٹنگ میں ہمیں اس امر کی پیش کش کی گئی تھی۔ کہ آزاد کشمیر حکومت سنبھالو۔ اور تحریک واپس لو۔ مگر ہم نے اسے پیش ہوتے ہی حقارت سے مسترد کر دیا۔ اس کے بعد گھوڑا گلی سب جیل کی نظر بندی کے ایام میں ریپبلکن پارٹی کے قائد مسٹر قزلباش کی طرف سے یہ پیش کش دوہرائی گئی۔ مگر ہم نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا۔ آزاد کشمیر کی صدارتیں اور وزارتیں تو معمولی جوڑ توڑ سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اور کی جا چکی ہیں۔ اس گندے مقصد کے لئے ہزاروں آدمیوں کا جیل میں جانا نہ صرف انتہائی غیر ضروری بلکہ ایک مضحکہ خیز تہمت ہے۔ اور جیل جانے والوں میں نہ صرف اس حکومت کے دو سابق صدر۔ ایک سابق وزیر بھی تھے۔ بلکہ ایسے اور بھی لوگ تھے۔ جن کی ذاتی شہرت عزت اور اقتصادی آسودہ حالی اس حکومت کے سربراہ اور اُس کے وزیروں سے بدرجہا بہتر ہے۔ اُس وقت کی حکومت پاکستان کے وزیر اعظم ملک فیروز خاں نون نے جو اس تحریک کے شدید مخالف تھے۔ اپنے

ایک بیان میں اس الزام کو احمقانہ قرار دیا۔

جس وقت چودھری غلام عباس خان صاحب نے یہ تحریک شروع کرنے کا فیصلہ کیا اُس وقت اُنھوں نے کسی کارکن سے مشورہ نہ کیا۔ یہ بات اس لئے بھی ضبط تحریر میں لائی جاتی ہے کہ کئی دوستوں نے جنہوں نے آزادی وطن کے لئے بیش بہا قربانیاں دی ہیں۔ لیکن جو اس تحریک میں شامل نہ ہوئے اور جن میں قریشی محمد یوسف صاحب بھی شامل ہیں۔ مجھے بتلایا گیا کہ وہ اس لئے شامل نہ ہوئے تھے کہ چودھری صاحب نے اُن سے مشورہ نہ کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ فیصلہ خود چودھری صاحب نے کیا۔ اور جس وقت یہ بات ہم تک پہنچی۔ ہم نے اسے اپنے جذبات اور خیالات سے ہم آہنگ پایا۔ اور یہی ہر اُس کارکن اور رضاکار کی بات ہے جو اس میں کود پڑا۔ اُس وقت جنگ بندی کو ساڑھے نو برس گزر چکے تھے۔ یہ جنگ اس شرط پر بند ہوئی تھی۔ کہ ریاست کے الحاق کا فیصلہ بجائے لڑائی کے زیادہ مہذب طریقہ یعنی رائے شماری کے ذریعہ ہوگا۔ ہمارے سامنے سلامتی کونسل اور حکومت پاکستان ضامن تھے۔ سلامتی کونسل اپنی بے بسی ثابت کر چکی تھی۔ اور حکومتِ پاکستان اپنی نااہلی اور کمزوری۔ یہ صاف ظاہر تھا۔ کہ ان دونوں پر تکیہ لگائے رکھنا مزید وقت ضائع کرنے کے مترادف ہوگا۔ دنیا دن بدن کشمیر کے مسئلہ کو بھول رہی تھی۔ ہندوستان کا یہ نظریہ تھا۔ کہ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے۔ حدِ متارکہ کی حیثیت مستقل ہوتی جا رہی ہے۔ روسی بلاک اس کی تائید کر چکا تھا۔ اور مغربی طاقتیں اس کے بارے میں اپنے غلط نظریات کی وجہ سے (چین بنام ہندوستان اشتراکیت بنام جمہوریت) ہندوستان کی طرف جھکی جا رہی تھیں اور بدقسمتی سے اپنے ملک میں ایک ایسا راج قائم تھا۔ جس سے محمد شاہ رنگیلے کی یاد تازہ ہوتی تھی۔

ادھر مقبوضہ کشمیر کے سیاسی حالات دن بدن خراب ہوتے جا رہے تھے۔ شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ

کو دوبارہ گرفتار کیا جا چکا تھا۔ اور اُس کے ساتھ ہی حریت پسندوں پر نت نئے مظالم ڈھائے جا رہے تھے۔ پاکستان خاموش تھا۔ جس سے سرحد پار میں مایوسی پھیلی ہوئی تھی اور یہ احساس زور پکڑتا جا رہا تھا۔ کہ جس ملک کی خاطر وہ بے بہا مصائب جھیلتے چلے آ رہے تھے۔ وہاں سے ان کی پکار کا کوئی جواب نہ آ رہا تھا۔ ان حالات میں ایک غیرت مند قوم کے افراد کی حیثیت میں ہمارے سامنے ایک ہی راستہ تھا۔ کہ ہم بھی کم از کم مقبوضہ کشمیر کے ہموطنوں کے آلام و مصائب میں حتی المقدور شریک ہوں۔ ہم نے محسوس کیا۔ کہ اس سے ایک تو ہمارے ضمیر کا بوجھ ہلکا ہوگا۔ اور دوسرے اس سے اُن کے ساتھ (EMPRSSION OF SOLIDERITY) کی اہم ذمہ داری بھی پوری ہوگی، ہمارا یہ بھی یقین تھا۔ کہ سیز فائر لائن کو پُر امن طور پر توڑنے سے اس لکیر کے غیر قدرتی اور ناقابلِ قبول ہونے کی حقیقت ایک بار اور دُنیا پہ واضح ہو جائے گی۔ اور بڑی بڑی طاقتیں یہ سوچنے پر مجبور ہوں گی۔ کہ جب تک مسئلہ کشمیر کا آبرومندانہ تصفیہ نہیں ہوتا۔ تب تک یہ مسئلہ کسی بھی وقت سنگین صورت اختیار کر سکتا ہے۔

ہمیں آخر وقت تک اس بات کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ کہ حکومت پاکستان ہمارے اور بھارتی سامراج کے درمیان حائل ہوگی۔ اور ہمیں سیز فائر لائن عبور کرنے کی اجازت نہ دے گی۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۷ جون ۱۹۵۸ء کو راولپنڈی کے مقام پر تحریک کے قائد چوہدری غلام عباس خان صاحب کی افسوسناک گرفتاری سے ہمیں سخت صدمہ ہوا۔ اور ایسے ہزاروں کارکن اور رضاکار جو مادر وطن کی خاک پاک کی کشش سے سیز فائر لائن توڑنے کے لئے پابہ رکاب تھے۔ مایوس ہو کر خاموش بیٹھ گئے۔ حکومت پاکستان کی ناعاقبت اندیشانہ پالیسی سے اس تحریک سے وہ خاطر

خواہ نتائج حاصل نہ ہو سکے۔ جن کے حصول کی توقع تھی۔ لیکن اس کے باوجود اس تحریک سے بہت سے مفید نتائج برآمد ہوئے۔ ایک طرف جہاں اس کی بدولت مسئلہ کشمیر کی قومی اور بین الاقوامی سطح پر کافی پبلسٹی ہوئی۔ جو لاکھوں روپے خرچ کرنے سے بھی نہ ہو سکتی تھی۔ وہاں ہندوستان کے پالیسی سازوں کے ذہن میں بھی یہ بات جاگزین ہوئی۔ کہ مقبوضہ کشمیر کو بزورِ شمشیر خاموش کرنے یا حکومت پاکستان کی خاموشی سے ہی یہ مسئلہ ختم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ پاکستان اور آزاد کشمیر میں بسنے والے ۱۵ لاکھ کشمیری کسی بھی وقت ایک نازک صورت حال پیدا کر سکتے ہیں۔ اور ہندوستان و پاکستان کے باہمی تعلقات پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس تحریک سے جہاں ہم لوگوں نے مقبوضہ کشمیر میں بسنے والے ہموطنوں کی بارہ سالہ مصائب اور اُن کے جذبات کے ساتھ ہم آہنگی کا اظہار کیا۔ وہاں ہمیں اس یقین میں مزید اعتماد پیدا ہوا کہ آزاد کشمیر اور پاکستان میں بسنے والے کشمیریوں کی اپنے وطن سے محبت اور اس کی آزادی کے لئے قربانی دینے کا جذبہ بارہ برس کے صبر آزما جمود کے باوجود پوری شدت کے ساتھ موجود ہے۔ جو ہماری رائے میں آزادیٔ وطن کے لئے ایک مبارک فال ہے۔

ایک اور بات جس کو واضح کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہ تحریک کے سلسلہ میں سرمایہ کی فراہمی کا ہے۔ میں یہ بات پوری ذمہ داری سے تحریر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ تحریک کے سلسلے میں کسی بھی صورت میں بیس ہزار روپے سے زیادہ رقم نہ تو جمع کی گئی اور نہ ہی خرچ کی گئی۔ یہ روپیہ انفرادی طور پر وصولی

کیا گیا اور وہ بھی گنتی کے چند ہمدردوں سے یہ رقم مرکزی خزانچی ڈاکٹر مظفر حسین شاہ صاحب سابق ڈپٹی ڈائرکٹر آف میڈیکل سروسز آزاد کشمیر کے دیانتدار ہاتھوں سے خرچ ہوا۔ اور اس کا حساب اُن کے پاس موجود ہے۔ اس رقم میں سے ایک حصہ پونچھ۔ مظفر آباد۔ میرپور۔ گجرات۔ گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کی اضلاعی شاخوں کو دیا گیا۔ اور بقیہ رقم رضاکاروں کے کرایہ اور اُن کی خوراک اور اس قسم کے دیگر متفرق اخراجات پر صرف کیا گیا۔ ۲۰ ہزار کی رقم اتنی ہمہ گیر تحریک کے لئے اس قدر کم ہے کہ اس کا یقین کرنا بھی مشکل ہوتا ہے لیکن تحریک کو کشمیری عوام کے جذبہ آزادی نے چلایا ہے اس لئے سرمایہ کو کوئی اہمیت نہ تھی مجھے یقین ہے کہ کشمیری عوام کا یہی جذبہ آزادی ریاست جموں وکشمیر کو آزادی سے ہم کنار کرے گا۔

؎ توڑ اُس دستِ جفاکش کو یارب جس نے
روحِ آزادیٔ کشمیر کو پامال کیا!

محمد یوسف صراف

بتاریخ
۵ مارچ ۱۹۶۰ء
میرپور (آزاد کشمیر)

حرفِ اوّل

★

جون ۱۹۵۸ء میں جب تحریکِ آزادی کشمیر کے سربراہ قاید کشمیر چودھری غلام عباس خان نے نون حکومت کی بے حسی اور بے بسی سے مایوس ہو کر عالمی رائے عامہ کے خوابیدہ ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لئے کشمیر لبریشن موومنٹ (کے۔ایل۔ایم) کے نام سے اپنی تاریخی تحریک شروع کی تو دوسرے ہزاروں کشمیریوں کی طرح مجھے بھی اس تحریک میں حصہ لینے کا شرف حاصل ہوا۔ اپنے وطنِ عزیز کی آزادی اور پاکستان کی سالمیت کی حفاظت میرا جزوِ ایمان ہے چنانچہ اُس وقت کی حکومت نے ہزاروں رضاکاروں کے ساتھ مجھے بھی قید کیا اور تقریباً تین ماہ کے بعد دوسرے نظربندوں کے ساتھ رہا کیا۔ اگست ۵۸ء کے دوران راولپنڈی سینٹرل جیل میں ہی میں نے تحریکِ آزادی کشمیر کے حالات و واقعات قلمبند کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن راولپنڈی جیل کی زندگی

غاصی ہنگامہ خیز تھی اور وہ سکون اور یکسوئی جو جیل کی زندگی
کا خاصا ہوتا ہے اس جیل میں ناپید تھی۔ ۱۶ ستمبر ۵۸ء کو جب
حکام نے مجھے کیمبل پور سب جیل میں منتقل کیا تو وہاں کا ماحول کچھ
سازگار نظر آیا۔ کیونکہ وہاں مجھے تنہائی بھی حاصل تھی اور سکون و
یکسوئی بھی۔ لیکن تنہائی میرے لئے ایک نئی چیز تھی۔ اس لئے کچھ
دن تو تنہائی کو اپنا رفیق بنانے میں صرف ہوئے جونہی میں تنہائی
سے آشنا ہوا تو رہائی کا حکم آگیا۔ اس طرح تین ماہ کا عرصہ
گذر گیا اور میں اس سلسلہ میں ایک لفظ نہ لکھ سکا۔ ہماری رہائی
اُس وقت عمل میں آئی۔ جب پاکستان میں ایک خوشگوار سیاسی
انقلاب نے جنم لیا تھا اور فیلڈ مارشل خان محمد ایوب خان فرشتہ
رحمت بن کر ملک کو آنے والے خطرات سے بچانے کے لئے میدان
میں آ چکے تھے۔ چنانچہ مسئلہ کشمیر، جو پاکستان کے لئے موت و حیات
کا سوال ہے، کے بارے میں اُنہوں نے آتے ہی اعلان کر دیا
کہ پاکستان کشمیری عوام کی آزادی کے لئے آخری اقدام تک کرنے
کے لئے تیار ہے اور اگر ضرورت پڑی تو جنگ سے بھی گریز
نہیں کیا جائے گا۔ صدر پاکستان کے اس حقیقت پسندانہ اور
جرأت مندانہ اعلان نے حد متارکہ جنگ کے دونوں طرف کشمیری

عوام میں نیا ولولہ اور تحریک آزادی میں نئی جان پیدا کی ہے۔ صدر پاکستان کے اس واضح اور جراٗت مندانہ اعلان پر قاید تحریکِ آزادی کشمیر چودہری غلام عباس خان نے بھی اپنے اعتماد و یقین کا اظہار کیا ان حالات کی روشنی میں کشمیری عوام کو یقین ہے کہ اُن کی آزادی کی منزل دُور نہیں ہے اور افق کشمیر پہ آزادی کا تابناک سورج طلوع ہونے ہی والا ہے۔

جون ۱۹۵۸ء کی "تحریک آزادی کشمیر":-

کشمیری عوام کی تیس ۳۰ سالہ جدوجہد' آزادی کی ایک اہم کڑی ہے مستقبل کا مورخ جب کشمیر میں حرّیت آزادی کی تاریخ رقم کرے گا تو اس تحریک کا ذکر کئے بغیر وہ تاریخ مکمل نہ ہوگی اس لحاظ سے اس تحریک کو تاریخی اہمیت حاصل ہے یہی وہ جذبہ ہے جس نے مجھے اس تحریک کے حالات و واقعات قلمبند کرنے پر آمادہ کیا میں نے جو کچھ بیان کیا ہے اور جس انداز سے اُسے آپ تک پہنچانے کی کوشش کی ہے وہ کیا ہے اُس کا فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنے محترم دوست خواجہ محمد یوسف صراف ایڈووکیٹ کا شکریہ ادا کروں۔ جنہوں نے سب سے پہلے راولپنڈی سینٹرل جیل میں اس کام کی تحریک کی مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ میں نہ اہل قلم ہوں اور نہ ادیب۔ میں ایک طالب علم ہوں

اور ہمیشہ اپنے آپ کو طالب علم ہی سمجھوں گا۔ اس کتاب کے قارئین مجھے ممکن واقعاتی فروگذاشتوں سے مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں تاکہ اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں مناسب تصحیح کی جاسکے۔ کتاب کو بہتر بنانے کیلئے ہر مشورہ شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔

مؤلف

عبدالصمد وانی کاشمیری

۳۱ جنوری ۱۹۷۰ء بمقام راولپنڈی

کشمیر میں آزادی کی جدوجہد

★

جموں وکشمیر ایک قدیم سرزمین ہے اور اس سرزمین کی پانچ ہزار سال کی تاریخ کے نشانات موجود ہیں آمدِ اسلام سے قبل یہاں نیل مت ۔ شیومت اور بدھ مت کا دَور رہا ہے ۔ بارہویں صدی عیسوی میں یہ علاقہ نورِ اسلام سے منور ہوا ہے تھوڑے ہی عرصہ میں یہاں کی غالب اکثریت نے دینِ اسلام قبول کیا ۔ اس کے بعد صدیوں تک یہ علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں رہا ۔ آخر مغلوں اور پٹھانوں کے زوال کے بعد اس خوبصورت علاقہ پر سکھوں نے تسلط جمایا سکھوں کے زوال کے بعد انگریزوں نے ۱۸۴۶ء میں یہ علاقہ ایک ڈوگرہ سردار گلاب سنگھ کے پاس ۷۵ لاکھ نانک شاہی روپیہ میں فروخت کیا گویا اس طرح ۸۴ ہزار مربع میل پر مشتمل یہ وسیع سرزمین اس میں بسنے والے لاکھوں انسانوں سمیت فروخت کی گئی

دہقان وکشت وجوی وخیاباں فروختند
قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند (اقبالؒ)

تاریخ میں اس طرح اجتماعی طور پر انسانوں کی خرید و فروخت کی اور کوئی

مثال ملنی مشکل ہے اسے معاہدہ امرتسر کا نام دے کر تاریخ میں جگہ دی گئی کشمیری عوام نے۔ جو سکھوں کی ستائیس سالہ دورِ حکومت کے ظلم و تشدّد سے نیم جان اور خستہ حال تھے، اُس وقت بھی اس رسوائے عالم معاہدہ کو تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ میرپور اور پونچھ کے بعض غیور مسلمانوں نے اُس دور میں بھی اس کے خلاف آواز بلند کی لیکن ڈوگرہ بربریت نے اُنہیں ہمیشہ کے لئے ختم کر کے اُن کی آواز کو خاموش کر دیا۔ اس طرح بلتستان اور گلگت کے حریت پسند لوگوں نے ڈوگرہ غلامی قبول کرنے سے انکار کیا مگر اُنہیں بھی دبا یا گیا ریاست جموں و کشمیر کے مختلف علاقوں نے بھی گاہے گاہے ڈوگرہ غلامی کے خلاف آواز بلند کی سنہ ۱۹۱۹ء میں ریشم خانہ سرینگر کے مزدوروں نے ڈوگرہ مظالم کے خلاف صف آراء ہونے کی جرأت کی مگر ڈوگرہ بربریت نے آزادی کے اُن متوالوں کو گھوڑوں کے سموں تلے روند ڈالا۔ اس کے بعد سنہ ۱۹۲۶ء میں شمع آزادی کے پروانوں کے ساتھ پھر یہی سلوک ہوا اس دوران میں برصغیر پاک و ہند میں مختلف سیاسی تحریکوں نے جنم لیا۔ ریاست جموں و کشمیر کی فضا بھی ان سیاسی تحریکوں سے آشنا ہونے لگی چنانچہ کشمیری عوام نے بھی اپنی آزادی کے لئے آئینی جدوجہد کا طریقہ اپنایا۔ سنہ ۱۹۳۰ء کے آغاز میں ہی جموں میں مسلم ینگ مینز ایسوسی ایشن اور سرینگر میں فتح کدل ریڈنگ روم پارٹی، کی شکل میں آزادی کی دو تحریکوں نے سر اُبھارا۔ جموں کے جانباز کارکنوں

ہیں چودھری غلام عباس خان اور سری نگر کے غیور کارکنوں میں شیخ محمد عبداللہ سرفہرست تھے۔ کشمیر کا مسلمان اسلام کا فدائی ہے وہ اسلام کی حرمت پر اپنا سب کچھ قربان کرتا ہے کشمیری مسلمانوں کی اسی خاصیت نے تحریک آزادی کشمیر میں جان ڈالی۔ ہوا یوں کہ جموں میں ایک غیر مسلم پولیس افسر نے قرآن پاک کی توہین کی ایک اور پولیس افسر نے خطبۂ عید پر اعتراض کیا۔ جموں مسلم ینگ مینز ایسوسی ایشن کے غیور اور جانباز کارکنوں نے اس پر زبردست احتجاج کرتے ہوئے قدِ آدم پوسٹر شائع کئے۔ سری نگر کی فتح کدل ریڈنگ روم پارٹی کے سرفروش کارکنوں نے ان پوسٹروں کو اپنے حلقہ اثر میں تقسیم کیا۔ اس طرح تمام ریاست کے مسلمانوں نے ان واقعات پر زبردست اور شدید احتجاج کیا۔ حکومت کی دعوت پر اس بارے میں بات چیت کرنے کے لئے جموں کا ایک نمائندہ وفد سری نگر آیا۔ اسی دوران میں ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کا واقعہ پیش آیا۔ اس دن سری نگر سینٹرل جیل کے سامنے ڈوگرہ فوج نے نہتے کشمیری مسلمانوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کی۔ جس سے ۱۷ مسلمان شہید ہوگئے۔ یہ دن کشمیر کی تاریخ میں "یوم شہدائے کشمیر" کے نام سے مشہور ہے اور تحریک حریت کشمیر کا سنگِ میل خیال کیا جاتا ہے فائرنگ کے فوراً بعد جموں کے وفد میں سے چودھری غلام عباس۔ مستری یعقوب علی اور سردار گوہر رحمان کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسی رات کو شیخ

محمد عبداللہ۔ مولوی عبدالرحیم اور غلام نبی گلکار کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ ان سب لیڈروں کو قلعہ ہری پربت میں نظر بند کیا گیا۔ لیڈروں کی گرفتاری کے بعد تحریک ریاست کے چپہ چپہ میں پھیل گئی۔ ڈوگرہ بربریت نے اپنی پوری قوت کے ساتھ مظلوم کشمیری مسلمانوں کو دبانے کی پوری کوشش کی۔ لیکن آخرکار حکومت کو عوامی قوت کے سامنے جھکنا پڑا اور لیڈروں کو رہا کیا گیا۔ یہ کشمیری عوام کی پہلی کامیابی تھی۔ اس نے ان کے حوصلوں کو بڑھا دیا۔ اب تحریکِ آزادی کے دونوں کاروان، جموں مسلم ینگ مینز ایسوسی ایشن اور فتح کدل ریڈنگ روم پارٹی کے کارکنوں میں پورا تال میل ہو چکا تھا۔ چنانچہ ۱۹۳۲ء میں آزادی کی اس بے قاعدہ جدوجہد کو باقاعدہ تحریک میں تبدیل کر کے اسے آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کا نام دیا گیا۔ ۱۹۳۸ء تک مسلم کانفرنس نے اپنے دو عظیم راہنماؤں شیخ محمد عبداللہ اور چودہری غلام عباس کی قیادت میں شاندار کارنامے سرانجام دیئے۔ اور دو بار کشمیر اسمبلی کی تقریباً تمام منتخب مسلم نشستوں پر قبضہ کر کے اپنی ٹھوس عوامی نمایندگی کا ثبوت دیا۔ کئی دفعہ مسلم کانفرنس خم ٹھونک کر حکومت کے مقابلہ میں آئی چنانچہ سرینگر۔ اسلام آباد۔ بیجباڑہ۔ شوپیاں۔ پلوامہ۔ بارہ مولہ۔ سوپور۔ ہندواڑہ پونچھ۔ جموں۔ کوٹلی۔ میرپور اور راجوری میں سینکڑوں مسلمانوں نے آزادیِ وطن کے لئے جامِ شہادت نوش کیا۔ لیکن آخر غیروں کی عیاری اور اُن کی اپنی سادگی نے اس عظیم تحریک میں رخنہ پیدا کیا۔ اور ۱۹۳۹ء میں مسلم کانفرنس کو

نیشنل کانفرنس میں بدل دیا گیا۔ اس کے بعد ہی تحریک کے دو عظیم لیڈروں شیخ محمد عبداللہ اور چودھری غلام عباس کے راستے بھی جدا ہو گئے۔ اور پوری جماعت دو حصوں میں بٹ گئی۔

۱۹۴۰ء میں مسلم کانفرنس کو چودھری غلام عباس کی قیادت میں دوبارہ زندہ کیا گیا مارچ ۱۹۴۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ نے حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں قرارداد پاکستان منظور کی۔ جموں وکشمیر مسلم کانفرنس نے اس نعرہ کو اپنایا۔ اور وہ بھی جدوجہد پاکستان میں شامل ہو گئی۔ ۱۹۴۴ء میں حضرت قائداعظم نے کشمیر کا دورہ کیا اور مسلمانان جموں وکشمیر کو مسلم کانفرنس کے جھنڈے تلے منظم ہونے کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد ریاست کے کونے کونے میں پاکستان کا نعرہ گونجنے لگا۔ دوسری طرف نیشنل کانفرنس کانگریسی سیاستدانوں کے فریب میں آکر ہندو کانگرس کی ہمنوا بن گئی اور ۱۹۴۶ء میں نیشنل کانفرنس نے شیخ محمد عبداللہ کی قیادت میں "کشمیر چھوڑ دو" کا نعرہ بلند کیا۔ دوسری طرف مسلم کانفرنس نے چودھری غلام عباس خان کی صدارت میں "آزاد کشمیر" کی قرارداد پاس کی۔ ۱۹ جولائی ۱۹۴۷ء کو مسلم کانفرنس کی جنرل کونسل نے چودھری حمیداللہ خاں مرحوم کی صدارت میں خواجہ غلام محی الدین ترنبو کی تجویز پر الحاق پاکستان کی قرارداد منظور کر کے پاکستان کے ساتھ ریاست کے الحاق کا اعلان کر دیا۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کے دن جب برصغیر پاک و ہند

آزاد ہوا اور پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو اُس وقت مسلم کانفرنس اور نیشنل کانفرنس کے لیڈر جیلوں میں بند پڑے تھے۔ قیام پاکستان کے ساتھ ہی پونچھ وغیرہ کے علاقوں میں مسلم کانفرنس کی تحریک "آزاد کشمیر" پر عمل ہو چکا تھا چنانچہ ۲۶ اگست ۱۹۴۷ء کے دن نیلہ بٹ کے مقام پر مجاہد اوّل سردار عبدالقیوم خان نے ڈوگرہ فوج پر پہلی گولی چلا کر جنگ آزادی کی ابتدا کی۔ ۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کے دن مسلم کانفرنسی لیڈروں نے مہاراجہ ہری سنگھ کی معزولی اور "آزاد کشمیر حکومت" کے قیام کا اعلان کیا۔ آخر ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کے دن سردار محمد ابراہیم خان کی صدارت میں ایک باقاعدہ حکومت قائم کی گئی۔

دوسری طرف مہاراجہ ہری سنگھ نے ایک باقاعدہ سازش کے ذریعے بھارت کے ساتھ الحاق کا اعلان کر دیا۔ اور بھارتی حکمرانوں نے آزادی پسند کشمیریوں کو دبانے کے لئے فوراً اپنی فوج کشمیر روانہ کی۔ اس کے ساتھ ہی شیخ محمد عبداللہ کو جیل سے نکال کر کشمیر کا وزیراعظم مقرر کیا گیا اور اس دوران میں سیاسی سکوت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے صوبہ جموں میں مسلمانوں کا قتل عام کرایا گیا چنانچہ ۵ لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کو پاکستان میں دھکیل دیا گیا۔ نیشنل کانفرنس بھی اس نام نہاد الحاق کی حامی بن گئی۔ لیکن آزاد مجاہدین نے پاکستانی عوام کی امداد سے اس بھارتی سازش

کو ناکام بنانے کے لئے بھارتی افواج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ مجبوراً بھارتی حکمرانوں کو اقوام متحدہ کی حفاظتی کونسل میں فریاد لے کر جانا پڑا۔ سلامتی کونسل نے ریاست جموں و کشمیر میں بین الاقوامی نگرانی میں آزادانہ رائے شماری کا معاہدہ عمل میں لا کر جنگ آزادی کو عارضی طور پر بند کرایا۔ اس کے لئے ریاست جموں و کشمیر کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے ایک لکیر کھینچی گئی۔ کشمیری عوام نے اس خطِ متارکۂ جنگ کو کبھی بھی قبول نہیں کیا ہے بالکل اُسی طرح جس طرح اُنہوں نے معاہدہ امرتسر کو کبھی تسلیم نہیں کیا تھا۔ حد متارکہ کے دونوں طرف کشمیری عوام ریاست جموں و کشمیر کو ایک ناقابل تقسیم سیاسی وحدت خیال کرتے ہیں۔ شیخ محمد عبداللہ بھی اب عوام میں واپس آکر پھر کشمیری مسلمانوں کے "شیر کشمیر" بن چکے ہیں اور کشمیری عوام کی طرف اُن پر جو فرض عائد ہوتا ہے وہ مردانہ وار ادا کر رہے ہیں۔ حد متارکہ جنگ کے اس طرف اُن کے دیرینہ رفیق" کار قائد کشمیر چودھری غلام عباس خان نے کشمیری عوام کی طرف سے عائد شدہ فرض کے سلسلہ میں جو کچھ کیا ہے آگے چل کر اُسی کا ذکر کیا جائے گا۔

کشمیر کی تحریک آزادی حد متارکہ جنگ کے دونوں طرف اُس وقت تک برابر جاری رہے گی۔ جب تک ریاست جموں و کشمیر کا ایک ایک چپہ بھارتی سامراج کی غلامی سے آزاد نہیں ہوتا ہے۔

قایدِ تحریک

قایدِ کشمیر چودھری غلام عباس خان

★

تحریک آزادی کشمیر کے راہنما چودھری غلام عباس خان ۱۹۰۴ء میں ریاست کے سرمائی صدر مقام جموں میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۱۹۳۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کی۔ اُن کی سیاسی زندگی کا آغاز زمانہ طالب علمی میں ہی ہوا تھا۔ امتحان سے فارغ ہوتے ہی اُنہیں سیاسی سرگرمیوں کی بناء پر جیل بھیج دیا گیا۔ برصغیر پاک و ہند کی ریاستوں میں آپ پہلے شخص ہیں جو سیاسی وجوہ کی بناء پر جیل گئے آپ جموں مسلم ینگ مینز ایسوسی ایشن کے کارکنوں میں سرفہرست تھے اور سالہا سال تک اس نیم سیاسی انجمن کے صدر رہے ۔ ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کے دن آپکو شیخ محمد عبداللہ اور دوسرے لیڈروں کے ساتھ سرینگر میں گرفتار کیا گیا۔ ڈوگرہ حکومت نے انگریزوں کے مشورے پر مسٹر گلینسی کی صدارت میں ایک کمیشن مقرر کیا آپ اسمیں مسلمانوں کی طرف سے ایک نمائندہ تھے کمیشن میں آپ نے مسلم مفاد کے حق میں تاریخی رول ادا کیا۔ ۱۹۳۲ء میں آپ نے شیخ محمد عبداللہ سے

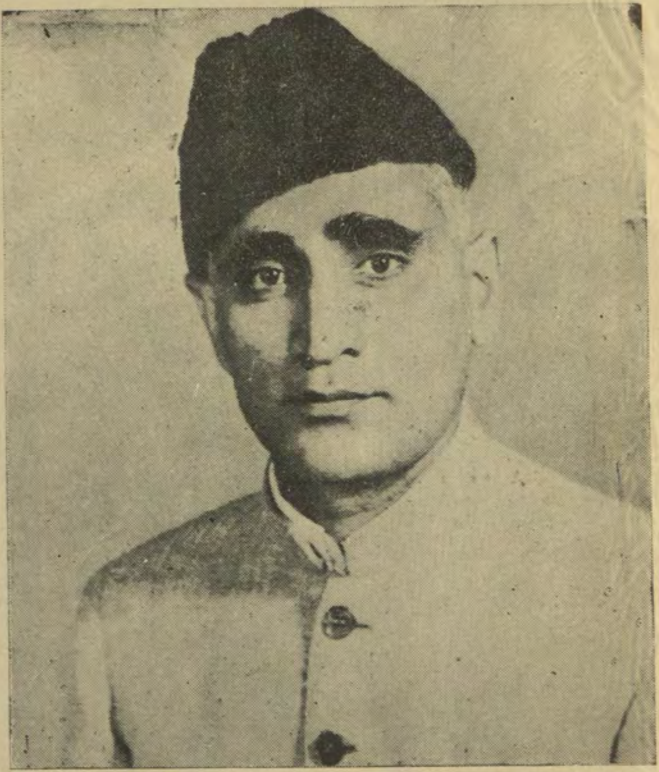

تحریک آزادی کشمیر کے سربراہ
قائد کشمیر چودھری غلام عباس خان

بلکہ آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی بنیاد ڈالی ۔ ان دنوں آپ کشمیری مسلمانوں میں رئیس الاحرار کے نام سے مشہور تھے۔ ۱۹۳۴ء میں مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ نے سیالکوٹ کے مقام پر تمام جماعت کو معطل کر کے مسلمانوں کے حقوق کے لئے تحریک چلانے کے لیے چودھری صاحب کو ڈکٹیٹر مقرر کیا تو حکومت نے فوراً آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا ۔ اس پہ تمام ریاست میں عام تحریک جاری ہو گئی اور بے شمار کارکن قید ہوئے

۱۹۳۵ء میں آپ کو غیر مشروط طور پر رہا کر دیا گیا ۔ اس سال سرینگر کے سالانہ اجلاس میں آپ کو مسلم کانفرنس کا صدر منتخب کیا گیا ۔ صدر منتخب ہونے پر آپ کا سرینگر میں بے مثال اور شاندار دریائی جلوس نکالا گیا ۔ جو کشمیر کی سیاسی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا ۔ ۱۹۳۵ء سے قبل اور بعد بھی آپ متعدد بار قید ہوئے ۔

۱۹۳۹ء میں جب مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس میں تبدیل کیا گیا تو آپ جلد ہی اس سے الگ ہو گئے ۔ آپ کے ساتھ ہی جماعت کے بے شمار کارکن اس سے جدا ہو گئے ۱۹۴۰ء میں آپ نے مسلم کانفرنس کو از سر نو زندہ کر کے منظم کیا ۔ چنانچہ وہ کئی سال تک مسلم کانفرنس کے صدر رہے ۔ ان دنوں کشمیری مسلمان آپ کو "قائد ملت" کہنے لگے ۔ قرارداد پاکستان منظور ہونے کے بعد آپ کی قیادت میں مسلم کانفرنس نے کشمیر میں اس نعرہ کو

اپنایا۔ چنانچہ چودھری صاحب ریاست جموں وکشمیر میں جدوجہد پاکستان کے سب سے پہلے علمبردار ہیں۔ ۱۹۴۴ء میں جب حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ سرینگر تشریف لائے تو آپ سوچیت گڑھ سے کوہالہ تک اُن کے ہمراہ تھے ۱۹۴۴ء میں ہی سرینگر میں آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت قائداعظم نے فرمایا تھا۔

"میں مسلمانانِ کشمیر سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مسلم کانفرنس
کے جھنڈے تلے اپنے واحد لیڈر چودھری غلام عباس
کی قیادت میں منظم ہو جائیں"

۱۹۴۶ء میں مسلم کانفرنس نے آپ کی صدارت میں "آزاد کشمیر" کی تاریخی قرارداد پاس کی۔ اور اسی سال سالانہ اجلاس کے دوران ہی آپ کو آپ کے چند ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ چنانچہ قیام پاکستان کے وقت آپ جیل ہی میں تھے۔ یکم مارچ ۱۹۴۸ء کے دن آپ کو جموں جیل سے رہا کر کے پاکستان بھیجا گیا۔ یہاں آتے ہی آپ نے مسلم کانفرنس کی صدارت سنبھال لی۔ بعد میں آزاد کشمیر حکومت کے نگرانِ اعلیٰ مقرر ہو گئے۔ نومبر ۱۹۵۱ء میں حکومتِ پاکستان کے ساتھ بعض اختلافات کی بناء پر نگرانِ اعلیٰ کے عہدہ اور مسلم کانفرنس کی صدارت سے الگ ہو کر ریاست سے ہی کنارہ کش ہو گئے۔ ۱۹۵۲ء میں مسلم کانفرنسی لیڈروں اور کارکنوں نے جہلم کے مقام پر

ایک کنونشن بلا کر آپ سے واپس سیاست میں آنے اور تحریک آزادی کی قیادت سنبھالنے کی درخواست کی۔ آخر عوام اور کارکنوں کے مسلسل اصرار پر آپ نے میرپور کے ایک جلسہ عام میں واپس سیاست میں آنے کا اعلان کر دیا۔ ستمبر ۵۳ء میں شیخ محمد عبداللہ کی برطرفی اور گرفتاری کے بعد آپ نے لاہور میں مسلم کانفرنس کی ایک کنونشن طلب کی۔ جس میں مسلم کانفرنس نے آپ کی قیادت میں ایک قرارداد کے ذریعے جنگ بندی لائن کو تسلیم نہ کرنے کا واضح الفاظ میں اعلان کر دیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد چودہری صاحب دوبارہ عملاً سیاست سے کنارہ کش ہو گئے۔ لیکن حدمتارکہ جنگ کے اُس پار اپنے محکوم بھائیوں کی بے کسی اُن کے لئے سوہانِ روح بنی رہی اور مادر وطن کی آزادی کی لگن نے اُنہیں زیادہ دیر چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ چنانچہ شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کی دوبارہ گرفتاری کے بعد آپ نے مقبوضہ کشمیر میں اپنے ہم وطنوں کی آزادی کے لئے جون ۵۸ء میں اپنی تاریخی تحریک "تحریک آزادی کشمیر" شروع کی۔ اور مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی میں شامل ہونے کے لئے جنگ بندی لائن کو عبور کرنے کا اعلان کر دیا۔ حدِ متارکہ کے اس پار آزاد کشمیر کے عوام اور کشمیری مہاجرین نے ان کی زبردست حمایت کی چنانچہ آپ نے اس کے لئے ۲۸ جون ۵۸ء کی تاریخ مقرر کی۔ اس سے پہلے ہی ہزاروں رضاکار آپ کے ہمراہ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ ۲۷ جون ۵۸ء کے دن جبکہ

آپ چناری جانے کے لئے گھر سے نکلے ہی تھے کہ حکومت پاکستان نے آپ کو گرفتار کیا۔ آپ کے ساتھ ہزاروں کارکن اور رضاکار قید ہوگئے اور حدِ متارکہ جنگ کی طرف مارچ زور شور کے ساتھ شروع ہوا۔ پاکستان میں انقلاب کے بعد آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو رہا کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے ساتھ ایک طویل ملاقات کے بعد آپ نے اپنی تحریک کو معطل کرنے کا اعلان کر دیا۔

قائدِ کشمیر چودھری غلام عباس خان اپنی قربانیوں۔ دیانت اور ایثار کی وجہ سے کشمیری عوام کے دلوں میں گھر کر چکے ہیں۔ اور حد متارکہ جنگ کے اس طرف تحریکِ آزادی کشمیر کے نشان سمجھے جاتے ہیں پاکستان کے پہلے وزیر اعظم شہید ملت خان لیاقت علی خان مرحوم نے تراڑکھل کے ایک جلسۂ عام میں چودھری صاحب کے بارے میں کہا تھا۔

"خوش قسمت ہے وہ قوم۔ جسے چودھری غلام عباس جیسا
مخلص ایثار پیشہ اور دیانت دار لیڈر ملا ہو۔ چودھری غلام عباس
ایک اعلیٰ کردار کے مالک اور تجربہ کار لیڈر ہیں"

لاہور کنونشن

★

پس منظر ۹ اگست ۱۹۵۳ء کے دن بھارتی حکومت نے مقبوضہ کشمیر کے وزیراعظم شیخ محمد عبداللہ کو برطرف کر کے گرفتار کر لیا۔ چونکہ اس سے قبل شیخ صاحب نے اپنی بعض تقاریر میں بھارتی حکومت کی مسلم دشمنی پر شدید نکتہ چینی کی تھی۔ اور بھارتی لیڈروں پر اپنی بے اعتمادی کا اظہار بھی کیا تھا۔ آپ کی گرفتاری پر مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے (پاکستان کے حق میں) دلی جذبات ابھر آئے۔ جن کو بھارتی ظلم و تشدد نے بظاہر دبا دیا تھا۔ چنانچہ شیخ صاحب کی گرفتاری پر تمام وادیٔ کشمیر میں بھارت کے خلاف مظاہرے شروع ہو گئے اور جگہ جگہ پاکستان زندہ باد" کا نعرہ گونجنے لگا۔ بھارتی پولیس اور فوج نے ان پرُامن مظاہرین پر بے تحاشا گولی چلائی۔ اور چند دن کے اندر ہی سینکڑوں حریت پسند بے گناہ مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا اس صورتِ حال سے حدِ متارکہ جنگ کے اس طرف بھی کشمیری عوام اور پاکستانی عوام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی تحریکِ آزادی کشمیر کے راہنما چودھری غلام عباس خاں نے حکومت پاکستان کے نام اپنے ایک خط میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ موجودہ صورت حال کا سختی سے نوٹس لے اور مظلوم کشمیری عوام کے قتلِ عام کو ختم کرنے اور اُن کی آزادی کے لئے ٹھوس اقدام کرے لیکن حکومت نے چودہری صاحب کی

بات نہ مانی اور ان کی مخالفت کے باوجود اُس وقت کے وزیر اعظم مسٹر محمد علی بوگرہ پنڈت نہرو سے ملنے بھارت پہنچ گئے۔ چند ملاقاتوں اور کچھ دعوتوں کے بعد ایک مضحکہ خیز مشترکہ اعلان جاری ہوا۔ جس میں مقبوضہ کشمیر کی اصل صورت حالات کو بالکل نظر انداز کیا گیا تھا۔ ان حالات سے مجبور ہو کر چودھری غلام عباس خان نے آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی جنرل کونسل اور چیدہ چیدہ کارکنوں کی ایک کنونشن ۱۰ ستمبر ۵۳ء کو لاہور میں سابق پنجاب مسلم لیگ ہال میں طلب کی۔ اس کنونشن میں، جو سابق صدر آزاد کشمیر حکومت کرنل سید علی احمد شاہ کی صدارت میں شروع ہوئی، مسلم کانفرنس کے سابق قائمقام صدر چودھری حمید اللہ خاں مرحوم (جو اُس وقت حکومت آزاد کشمیر کے وزیر خزانہ تھے) نے ایک تاریخی قرارداد پیش کی۔ قرارداد تحریک آزادی کشمیر کے راہنما چودھری غلام عباس خاں نے مرتب کی تھی۔

قرارداد

آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی کنونشن نے کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کی موجودہ صورت حال کا انتہائی رنج و غم کے ساتھ جائزہ لیا ہے۔ چھ سال ہوئے ہندوستان نے دھوکہ اور جعل سازی کے غیر شریفانہ حربے استعمال کر کے ریاست کو ہندوستان کے ساتھ ملا لیا تھا۔ اس عرصہ میں کشمیر کے نہتے مسلمانوں نے ہندوستان کی بربریت کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ اور مہاجر کیمپوں میں نہایت صبر و استقلال سے بے بسی اور مجبوری کی زندگی محض اس لئے بسر کی کہ وہ

دنیا پر واضح کر سکیں کہ تمام کشمیری مسلمان فردِ واحد کی طرح ریاست کی ہندوستان میں شمولیت کے خلاف ہیں ہندوستان جانتا تھا کہ جب تک کشمیری مسلمان کی آواز کو مؤثر طور پر دبایا نہیں جاتا یا ان کا صفایا نہیں کر دیا جاتا وہ خطہ کشمیر کو اپنی سلطنت میں مستقل طور پر شامل کرنے کے مجرمانہ عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکتا چنانچہ ۱۹۴۷ء میں برِصغیر پاک و ہند میں ملک گیر بدامنی پھیلی اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ہندوستان نے صوبہ جموں کو مسلمان آبادی سے پاک کرنے کی مہم شروع کر دی ۔ چھ سال کے جبر و تشدد کے بعد جب اس نے محسوس کیا کہ خود مقبوضہ کشمیر میں بھی اس کے خلاف آواز اُٹھ رہی ہے تو اس نے باقی ریاست سے بھی مسلمانوں کو صاف کرنے کے لئے آخری وار کیا ۔ اس نے شیخ محمد عبداللہ کو برطرف کر کے جیل میں بند کر دیا ۔ اور بھارتی فوج نے پُرامن مظاہروں کا جواب سنگینوں اور گولیوں کی بوچھاڑ سے دیا ۔ پنڈت نہرو آزادی ضمیر کے بلند بانگ دعویٰ کرتے ہیں ۔ مقبوضہ کشمیر کے واقعات نے اُن کو عریاں کر کے رکھ دیا ۔ اس صورت حال کا پاکستان میں ردّعمل انتہائی شدید ہوا ۔ اور فوری کارروائی کے مطالبے نے ملک گیر نعرہ کی صورت اختیار کر لی دنیا پر ایک مرتبہ پھر واضح ہو گیا کہ پاکستانی عوام اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے ۔ جب تک کشمیری عوام کو اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرنے کا حق نہیں دیا جاتا ۔

کشمیری عوام کو یہ جان کر انتہائی دکھ ہوا کہ اس تمام صورت حال کا نتیجہ پاکستان اور ہندوستان کے وزرائے اعظم کے ایک مشترکہ اعلان اور اس کے بعد

کی پیرسیس کانفرنس کی صورت میں نکلا۔ کنوینشن نے اس اعلان پہ کافی غور و خوض کرنے کے بعد انتہائی افسوس اور تکلیف کے ساتھ یہ نوٹ کیا ہے کہ دہلی کانفرنس نے کشمیر کے سلسلہ میں حد متارکہ جنگ کا ایک دوسرا معاہدہ کھڑا کیا ہے اور شیخ محمد عبداللہ کی گرفتاری کے بعد حدِ متارکہ کے دونوں طرف پوری شدت سے جو سیاسی تحریک شروع ہوئی تھی اس سے کوئی فائدہ بھی نہیں اُٹھایا گیا دہلی کانفرنس کے بعد بھارتی فوج کو کھُلا موقع مل گیا کہ وہ جس بے دردی سے چاہیں مسلمانوں کا خون بہائیں۔ مقبوضہ کشمیر سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بھارتی دستے اس موقع کا پورا پورا فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ جہاں تک حفاظتی کونسل میں مسئلہ کشمیر پہ بحث کے آئینی پہلو کا تعلق ہے معاہدہ دہلی گھڑیال کی سوئیوں کو بہت پیچھے لے آیا ہے اس طرح مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کو آلام و مصائب کے سمندر میں تیز و تند موجوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

گزشتہ چھ سالوں سے بھارت کشمیر کے معاملہ میں مہلت حاصل کرنے کی کامیاب چالیں چل رہا ہے اور وہ اس مسئلہ کو طے کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا دوسری طرف حفاظتی کونسل اپنے سامراجی عزائم اور اپنی اس مسلمہ پالیسی کی بنا پر کہ کمزور قومیں جہنم میں جائیں اس مسئلہ کو جان بوجھ کر نظر انداز کر رہی ہے۔ گول میز کانفرنسیں مصالحت۔ اور کمیشن بھارت کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ناکام ہو چکے ہیں۔ قائد اعظمؒ کی وفات کے بعد کسی خارجہ پالیسی اور یقین و عمل جرأت کے فقدان کی وجہ سے ارباب اقتدار نے حالات کو خراب سے خراب تر کر

ڈالا ہے۔ اور اس طرح وہ کشمیر کے متعلق کئے گئے وعدوں کو پورا کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہے ہے۔ ان حالات میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کشمیر کو کس طرح آزاد کرایا جائے اس کا ایک اور صرف ایک ہی جواب ہے اور وہ کشمیر کے سلسلہ میں تمام پابندیوں اور ذمہ داریوں کو ختم کر کے جدوجہد آزادی پھر سے شروع کر دی جائے اگر یہ نہیں ہو سکتا تو اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ گفت و شنید اور کشمیر کے بارے میں خالی دعوے بے سود ہیں"

قرارداد پیش ہونے کے فوراً بعد کرنل علی احمد شاہ نے قائد کشمیر چودہری غلام عباس خان سے صدارت کی درخواست کی۔ اس پر پُرجوش نعروں کے درمیان چودہری صاحب کرسی صدارت پر بیٹھ گئے۔ گزشتہ ڈھائی سال میں مسلم کانفرنس کا یہ پہلا اجلاس تھا۔ جس کی صدارت چودھری غلام عباس کر رہے تھے۔ (نوائے وقت۔ لاہور)

ارباب اقتدار کے وعدے

کشمیری مسلمانوں نے اس امید پر صبر آزما حالات کا مقابلہ کیا تھا کہ ارباب اقتدار نے ان سے جو وعدے کر رکھے تھے انہیں وہ پورا کریں گے۔ پنڈت نہرو یا اقوام متحدہ پر اعتماد بیوقوفی ہے۔ پنڈت نہرو نے کہا ہے کہ کشمیر سے وہ کئے گئے وعدہ ضرور پورے کریں گے لیکن اس طرح نہیں۔ جس طرح پاکستان چاہتا ہے پاکستان آزادانہ اور منصفانہ رائے شماری چاہتا ہے اس سے

صاف ظاہر ہے کہ پنڈت نہرو کشمیر میں کیا چاہتے ہیں؟ میں ان حالات میں کشمیری عوام سے اپیل کروں گا کہ وہ اختلافات کو بھول جائیں اور کشمیر کی آزادی کے لئے ایک قوت بن کر سامنے آجائیں۔

(چودھری حمید اللہ مرحوم نے قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا)

معاہدہ دہلی دھوکہ ہے

اگر اس وقت ہم نے کوئی قدم نہ اُٹھایا تو ہمارے بعد آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گے۔ معاہدہ دہلی کشمیری عوام کے ساتھ ایک دھوکہ ہے اور مشترکہ اعلان میں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ استصواب رائے۔ مہاجرین کی واپسی اور کشمیر میں غیر جانبدار حکومت کے قیام کا کوئی ذکر نہیں۔

(خواجہ محمد یوسف صراف سابق جنرل سیکرٹری مسلم کانفرنس)

قوم کے جذبات

میرا ہمیشہ یہ یقین رہا ہے کہ کشمیری عوام ہی کشمیر کو آزاد کر سکتے ہیں۔ ہم پاکستان سے صرف اُن کے وعدوں کی تکمیل چاہتے ہیں مسلم کانفرنس نے آج جو قرارداد منظور کی ہے یہ کشمیری عوام کے واضح خواہشات اور جذبات کے عین مطابق ہے اور یہاں جو دور دراز علاقوں سے قوم کے نمائندے آئے ہیں وہ سب یہی جذبہ لے کر آئے ہیں۔ مسلم کانفرنس کی اس قرارداد نے ہم میں نیا جوش اور ولولہ پیدا کیا ہے۔ (مسٹر اے۔ آر ساغر سابق قائمقام صدر مسلم کانفرنس)

ہماری توہین

وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے دہلی جاکر جو بوگس معاہدہ کر لیا ہے۔ وہ کشمیری عوام سے کیئے گئے وعدوں کی شدید خلاف ورزی ہے اُنہوں نے پنڈت نہرو کو "بڑا بھائی" بنا کر ہماری توہین کی ہے لیکن ہم نے اب اپنے لیڈر قائدِ ملت چودہری غلام عباس خان کی قیادت میں عملی اقدام کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور یہ قرارداد ہمارے جذبات کی پورے طور پر ترجمانی کرتی ہے۔

(خواجہ ثناء اللہ شمیم سابق وزیر ترقیات حکومت آزاد کشمیر)

قائد کشمیر چودہری غلام عباس خان کی تقریر

اقتدار سے دلچسپی نہیں میں نے عوام کے اصرار کے باوجود اب تک اس لیئے صدارت قبول نہیں کی تھی کہ میرا یہ اقدام کہیں کانفرنس میں ان رفقا کی شمولیت کی راہ میں حائل نہ ہو جو کسی وجہ سے اس قومی تنظیم سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ میں انہیں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مجھے یا میرے دوسرے رفقار کو عہدوں سے نہ کبھی دلچسپی رہی ہے اور نہ ہمیں اب کوئی دلچسپی ہے۔

پاکستان کی خاطر جب سے میں ڈوگرہ جیل سے رہا ہو کر آیا ہوں اس وقت سے لے کر اب تک میں نے حکومت پاکستان کے ساتھ مسئلہ کشمیر کے سلسلہ میں ہر ممکن تعاون کی صرف کوشش ہی نہیں کی بلکہ بعض اوقات میں نے اپنے اصولوں اور ۲۵ سالہ سیاسی ساکھ کو بھی مفاہمت

اور تعاون کی خاطر قربان کیا۔ہم نے پاکستان کی سالمیت اور استحکام کی خاطر سب ذلتیں برداشت کیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ارباب اقتدار نے اس کا غلط مطلب لیا۔مسلم کانفرنس نے ۱۹۴۰ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک سات سال متواتر ڈوگرہ حکومت اور نیشنل کانگرس کے ساتھ پاکستان کے مطالبہ پر جنگ لڑی۔اور ریاست کے چپہ چپہ سے پاکستان کا نعرہ بلند ہوا۔پاکستان کی خاطر لاکھوں کشمیری مسلمان شہید ہوئے۔ہم نے مال ومتاع کی پرواہ نہ کی اور عزت وآبرو مٹائی۔یہ سب کچھ پاکستان کے لئے تھا۔اب ہم یہ برداشت نہیں کرسکتے کہ پاکستان کی سالمیت کو خطرہ پیش ہو اور ہم خاموشی سے تماشا دیکھتے رہیں۔

کشمیر جل رہا ہے کشمیر میں اس وقت خون بہہ رہا ہے۔بھارت ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت مسلمانوں کی واضح اکثریت کو ختم کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے جو اٹھارہ بیس لاکھ مسلمان وہاں باقی رہ گئے ہیں انہیں بھی ختم کردیا گیا تو رائے شماری سے کیا حاصل ہوگا۔براہ راست بات چیت اپنی جگہ بجا ہے لیکن کشمیری عوام کو جہنم میں نہیں پھینکا جاسکتا قرارداد میں ہم نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ قوم کے جذبات ہیں آج مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کے خون سے جو ہولی کھیلی جارہی ہے اس سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔بلکہ مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے لئے اس موقع پر موثر قدم اٹھایا جاسکتا ہے۔اگر آج ہم مقبوضہ کشمیر کو حاصل نہیں کرسکتے تو آزاد کشمیر بھی زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا؛

مسئلہ ختم کس نے کیا؟ ڈکسن رپورٹ کے بعد کشمیر کا مسئلہ ختم کر دیا گیا۔ ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ ایک موقعہ وہ تھا جب قائد اعظم زندہ تھے۔ وہ موقعہ بھی گیا۔ دوسرا موقعہ التوائے جنگ کا تھا وہ بھی ہاتھ سے گیا۔ اور اب ۹ اگست کے بعد تیسرا موقعہ بھی ہم نے گنوا دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ حفاظتی کونسل پنڈت نہرو یا کسی اور نے ختم نہیں کیا۔ بلکہ اس کی ذمہ داری پاکستان کے اربابِ اقتدار اور ہم پر عائد ہوتی ہے۔ شیخ عبداللہ کی گرفتاری کے بعد جو حالات پیدا ہوئے تھے ان کی وجہ سے ہم کشمیر کی تحریک میں جان ڈال سکتے تھے۔ آخر ہمارے بھی جذبات ہیں۔ کیونکہ کشمیر مٹتا جا رہا ہے اور جب رت سے پوچھنے والا کوئی نہیں۔ کیا پاکستان صرف اس قدر چاہتا ہے کہ کشمیر کے بیٹے اور بیٹیاں شہادت کے جام نوش کر کے یہاں کے اخبارات کے لئے چار کالمی سرخیاں مہیا کرتے رہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو بات مسٹر محمد علی کے دہلی جانے کی محرک ہوئی اس سلسلہ میں دہلی میں کیا ہوا؟ اگر مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کو جان و مال کی حفاظت کی کوئی گارنٹی نہیں ملی تو یہ کس کا قصور ہے؟ حکومتِ پاکستان اور ہم کشمیری عوام کے سامنے جواب دہ ہیں۔ ۹ اگست کے واقعات کے بعد بھارت دنیا کی نظر میں سیاسی اور اخلاقی طور پر مردہ ہو گیا تھا۔ ہم نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ میں نے مسٹر محمد علی سے کہا تھا۔ کہ وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر کشمیر کے مسئلہ میں جان ڈالیں۔ لیکن ہمیں سخت مایوسی ہوئی ہے اور یہ آخری موقعہ بھی ہمارے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ ان حالات نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ ہم کشمیر کو آزاد کرانے کے لئے میدان میں نکلیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ پاکستان کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے

آج پاکستان کی سالمیت اور بقا خطرے میں ہے اور ہم سے قربانیوں کی طلبگار ہے۔ ضمیر کشی کے دن بیت گئے ہیں اور اب ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے خاموش تماشائی نہیں بن سکتے۔

عباس عبداللہ ملاقات

بعض حلقوں نے عبداللہ اور میری ملاقات کی تجویز پیش کی۔ اس پر وزارت امور کشمیر کے بعض حکام نے شیخ عبداللہ کی طرف سے راولپنڈی میں ایک جعلی بیان تیار کرایا۔ جس میں کہا گیا تھا کہ عبداللہ نے میرے ساتھ ملاقات کرنے سے انکار کیا اس شرمناک سکینڈل کے ردّ عمل کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ کشمیر کو آزاد اور خود مختار قرار دینے کا پراپیگنڈا کیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ آزاد اور خود مختار کشمیر مسئلہ کا کوئی حل نہیں، مرحوم لیاقت علی۔ خواجہ ناظم الدین اور مسٹر محمد علی کو میں نے دردمندانہ مشورہ دیا تھا کہ وہ دیانتداری سے کشمیر کے متعلق کوئی قدم اٹھائیں۔ اب بھی وہ ہمیں اگر یہ یقین دلا دیں کہ وہ کوئی ٹھوس اور فیصلہ کن قدم اٹھانا چاہتے ہیں تو میری جماعت سب کچھ ان کے کہنے پر قربان کرنے کو تیار ہے۔ قائد اعظم کے الفاظ میں کشمیر پاکستان کے دل و دماغ کی حیثیت رکھتا ہے ہم دل و دماغ کے لئے کوئی قربانی بڑی نہیں سمجھتے۔

عوام سے اپیل

میں آزاد کشمیر کے عوام اور کشمیری مہاجرین سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ۱۹۳۱ء کا سا عزم پیدا کریں۔ ہم پاکستان کے عوام کے ساتھ ملکر حکومت کو مؤثر اقدام اٹھانے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ پاکستان قائد اعظم کی محبوب ترین یادگار ہے اور اس یادگار کو ہم ہر قیمت پر مکمل کر کے رہیں گے۔

لاہور کنونشن ــــــ اور ــــــ لاہور کی ڈائری

پاکستان کے نامور صحافی میاں محمد شفیع نے اپنے ہفت روزہ اخبار "اقدام" لاہور میں ۲۷ ستمبر ۱۹۵۳ء کی اشاعت میں اپنے مخصوص کالم "لاہور کی ڈائری" جسے وہ م۔ش کے قلمی نام سے لکھتے ہیں میں لاہور کنونشن پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا

"قائد ملت چودھری غلام عباس صدر آل جموں اینڈ کشمیر مسلم کانفرنس خلوص۔دیانت اور ایثار کا بے مثال پیکر ہیں ان کے دل میں مسلمانوں کا سچا درد ہے ان کی تمام سیاسی زندگی شیشہ کی طرح صاف ہے۔سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہے کہ وہ صرف نام کے مسلمان نہیں بلکہ انہیں اسلام پر پورا ایمان بھی ہے یہی وجہ ہے کہ انہیں نہ تو کوئی ڈرا سکتا ہے اور نہ انہیں کوئی خرید سکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ قائداعظم ان کی دل سے قدر کرتے تھے اور آج جموں وکشمیر کے علاوہ پاکستان کے کروڑوں انسان ان پر اعتماد رکھتے ہیں۔

مجھے پچھلے ہفتے ایک جلسے میں قائد ملت کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور جتنا عرصہ وہ تقریر فرماتے رہے ہیں میں یہ سوچتا رہا کہ اتنی پیہم ناکامیوں اور مایوسیوں کے باوجود چودھری صاحب میں یہ نوجوانوں کی سی ہمت۔تڑپ اور بے باکی کہاں سے آئی ہے ان کی چمکدار آنکھوں میں خون کے موٹے موٹے ڈورے

تھے ان کی آواز میں مجاہد کی گرج تھی میں نے اس سے پہلے چودھری صاحب کو اس قدر تناؤ کی حالت میں کبھی نہیں دیکھا۔ جب وہ کشمیر کی مظلوم عورتوں اور مردوں کا ذکر کرتے تھے۔ تو ان کی آنکھیں نمناک ہو جاتی تھیں انہوں نے پوچھا:

"کیا پاکستان صرف اس قدر چاہتا ہے کہ کشمیر کے بیٹے اور بیٹیاں
شہادت کے جام نوش کر کے یہاں کے اخبارات کے لئے
چار کالمی سرخیاں مہیا کرتے رہیں؟"

دراصل بات یہ ہے کہ کشمیر کے لیڈر اور عوام انتظار کرتے کرتے تھک چکے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انگریز کی سطوت کے انتہائی عروج کے دور میں ہری سنگھ اس کی فوج اور پولیس سے ٹکر لینے سے گریز نہیں کیا۔ قائدِ انقلاب شیخ محمد عبداللہ اور قائدِ ملت چودھری غلام عباس دونوں نے ملکر ڈوگرہ سامراج کی جڑوں کو ہلا دیا تھا۔ اور کشمیر کے مظلوم عوام کے دلوں میں حریت اور زندگی کی دھڑکنیں بیدار کی تھیں۔ یہ انہی قائدین کرام کی کوششوں کا اثر تھا کہ انڈونیشیا سے لے کر مراکو تک مسلمان دنیا میں آج سب سے زیادہ جری۔ حریت پسند اور جمہوریت نواز جموں و کشمیر کے مسلمان ہیں۔

آج چودھری غلام عباس جو جنگ حریت میں کبھی شیخ محمد عبداللہ سے پیچھے نہیں رہے اس بات پر بجا طور پر مضطرب ہیں کہ شیخ بھارت کی سنگینوں کے باوجود نعرۂ مستانہ زبان پر لے آیا۔ اور اس طرح ریاست میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک انقلاب کی آگ روشن کر دی۔ لیکن میں پاکستان میں اپنی تمام روایات کے باوجود آزاد کشمیر کے کلرکوں کی سیاست میں پس رہا ہوں انہی احساسات نے

اُنہیں پھر دوبارہ عملی سیاست کی وادی پُرخار میں قدم رکھنے کے لئے مجبور کیا ہے۔"

تحریکِ آزادی کشمیر کی ابتدا

(قایدِ تحریک کا وزیرِ اعظم پاکستان کے نام خط)

۸۰ میو روڈ راولپنڈی
۱۴ر مئی ۱۹۵۸ء

مائی ڈیئر ملک صاحب

اب کچھ مدت کے لیئے کشمیر کے اصل امید، شیخ محمد عبداللہ کو دوبارہ جیل میں بند کر دیا گیا ہے۔ اپنی آزادی کے مختصر عرصہ کے دوران وہ انتہائی مشکلات اور دشواریوں کے مقابلہ میں تن تنہا جو جرأت مندانہ جنگ لڑ رہے تھے اس کے پیش نظر ان کی گرفتاری پہلے سے ہی ایک طے شدہ تھی۔ لیکن چونکہ ہم مقبوضہ کشمیر کے عوام سے بہت دور ہیں اس لیئے غالباً ہمارے لیئے یہ ممکن نہیں کہ جبر و تشدد اور انسانیت سوز مظالم کا اندازہ لگا سکیں جن کا مقبوضہ کشمیر کے بے بس اور بدنصیب لوگوں کو اس دوران سامنا کرنا پڑا ہے۔ کاش! حکومت پاکستان نے میرے ان بیانات اور خطوط کا بروقت نوٹس لینے کی زحمت گوارا کی ہوتی جو میں نے حکومت کو لکھے تھے۔

ڈاکٹر گراہم کی ناکامی اور شیخ محمد عبداللہ کی دوبارہ گرفتاری کے بعد ہمیں

محب وطن پاکستانیوں کی حیثیت سے اپنی جرأت اور دیانتداری کا ثبوت ضرور دینا چاہیئے کہ حقائق کی روشنی میں مسئلہ کشمیر کی اب کیا پوزیشن ہے؟ میں اس سلسلہ میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ:-

(۱)- حکومت پاکستان اس وقت تک کشمیر کا مسئلہ سلامتی کونسل میں نہ لے جائے جب تک اسے یہ یقین نہ ہو کہ اینگلو امریکی بلاک اب پاکستان کے حق میں کوئی فیصلہ کن رویہ اختیار کرے گا بالکل اسی طرح جس طرح روس حق و انصاف کے تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بھارت کی مسلسل حمایت کر رہا ہے۔

۲- حکومت پاکستان کو اعلان کر دینا چاہیئے کہ جب تک جموں و کشمیر میں جنگ بندی کے معاہدہ کی تمام اہم شرائط جن میں ریاست جموں و کشمیر میں رائے شماری کرانا بھی شامل ہے۔ مقررہ وقت کے اندر پوری نہیں ہوتی۔ اس وقت تک پاکستان اس معاہدہ کا پابند نہیں ہوگا۔ جو اقوام متحدہ نے دولت مشترکہ کے ایک رکن ممالک کے دباؤ سے ہم پر مسلط کیا تھا۔ اگر مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ نہروں کے پانی کی امکانی بندش کو پاکستان کے خلاف (بجا طور پر) اعلان جنگ قرار دے سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ حکومت پاکستان کشمیر کے معاملہ میں بھی اس حقیقت پسندی کا ثبوت دینے سے ہچکچاتی ہے۔ جب کہ اس حقیقت سے کوئی اختلاف نہیں کہ نہری پانی کے مسئلہ کی بنیاد ہی تنازعہ کشمیر ہے اگر حکومت پاکستان بدقسمتی سے ان میں سے کوئی بھی تجویز قبول کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو تو اس صورت میں میرا کم سے کم مطالبہ یہ ہوگا کہ بھارت کے ساتھ سفارتی، تجارتی اور دوسرے تمام تعلقات مکمل طور پر منقطع کر دیئے جائیں۔ یہ اقدام جو بہت پہلے کیا جانا

چاہیئے تھا۔ اب ناگزیر ہو گیا ہے کچھ اس وجہ سے کہ مسئلہ کشمیر نازک ترین دور میں داخل ہو گیا ہے اور اس کا اصل مقصد مقبوضہ کشمیر کے عوام کو پاکستان کی طرف سے مکمل حمایت کا یقین دلانے کا یہ ایک عملی مظاہرہ ہوگا۔ میرا خیال ہے آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ یہ بدترین قسم کا مذاق ہے کہ بھارت کو جس نے مقبوضہ کشمیر کو شیخ محمد عبداللہ کی گرفتاری کے بعد "سیاسی" نہیں بلکہ عملی طور پر "قبرستان" میں تبدیل کر دیا ہے پاکستان کے ساتھ اچھے تعلقات کا اطمینان حاصل ہو۔ کسی شخص کے اس کے بھائی کے قاتل کے ساتھ دوستانہ تعلقات کیا معنی رکھتے ہیں؟ میرے خیال میں بحیثیت قوم پاکستان کو اسرائیل کے بارے میں مصر کے مسلسل معاندانہ رویہ سے سبق حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر اس موقع پر بھی حکومت پاکستان یہ معمولی جرأت کا قدم اُٹھانے میں پس و پیش کرتی ہے تو کشمیر کے بارے میں اعلانات اور وعدے کوئی حیثیت نہیں رکھتے اور اس صورت میں مجھے اس امر کی آزادی ہوگی کہ میں مظلوم کشمیری بھائیوں کی طرف سے عائد کئے گئے فرض کی بجا آوری میں وہ قدم اُٹھاؤں جو میرے خیال میں اس وقت موزوں اور مناسب ہو۔

آپ کا مخلص :-

(اصل خط انگریزی میں ہے) غلام عباس

تم بھی جاگو؟

(رائے عامہ کو بیدار کرنے کی مہم)

★

شیخ عبداللہ کی دوبارہ گرفتاری کے بعد مقبوضہ کشمیر میں جو صورت حال پیدا ہو گئی ہے اس کے پیشِ نظر عدم تارکہ جنگ کے اس طرف تحریکِ آزادی کشمیر کو ٹھوس اور مضبوط بنیادوں پر منظم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اس سلسلہ میں چوہدری غلام عباس اور اُن کے رفقاء نے آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے ان مقامات پر جہاں کشمیری مہاجر مقیم ہیں۔ مسلم کانفرنس کے آزمودہ کار اور محبِ وطن کارکنوں کے کنونشن منعقد کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ باغ۔ مظفر آباد۔ پشاور۔ ایبٹ آباد۔ راولپنڈی۔ جہلم گجرات۔ گوجرانوالہ۔ میرپور۔ سیالکوٹ اور لاہور میں اضلاعی کنونشنوں کے بعد ایک مرکزی کنونشن منعقد کی جائے گی۔ جس میں تحریکِ آزادی کے پروگرام کو آخری شکل دی جائے گی۔ اس مہم کا آغاز باغ (آزاد کشمیر) میں ۱۵ مئی کو ضلع پونچھ کے مسلم کانفرنسی کارکنوں کے ایک کنونشن سے کیا جائے گا اس کے بعد پلندری اور دھیرکوٹ میں بھی اس سلسلہ میں جلسے ہوں گے۔ آزاد کشمیر کے سابق صدر سردار عبدالقیوم خان اس سلسلہ میں باغ روانہ ہو گئے آزاد کشمیر کے جن دوسرے مقامات پر ایسی کنونشنیں منعقد ہوں گی ان میں مظفر آباد اور میرپور بھی شامل ہیں۔ ایک اطلاع کے مطابق ۱۶ مئی

کو مظفر آباد میں۔ ۱۸ مئی کو پشاور میں کنونشنیں منعقد ہوں گی۔ اس کے بعد میرپور گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں علی الترتیب ۲۱-۲۲-۲۳-۲۴ مئی کو ایسی کنونشنیں ہوں گی ان اجتماعات میں اس خط پر خاص طور پر غور کیا جائے گا۔ جو حال ہی میں تحریک آزادی کشمیر کے راہنما چودہری غلام عباس نے وزیر اعظم ملک فیروز خان نون کو لکھا ہے اور جسے کشمیری حلقے تحریک آزادی کشمیر کی ابتدا قرار دے رہے ہیں۔ ان ڈسٹرکٹ کنونشنوں کے بعد ایک مرکزی کنونشن بلائی جائے گی جس میں آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے مختلف مقامات کے نمائندے شرکت کریں گے۔ خیال ہے کہ اس میں کم وبیش ۵ سو مندوبین شرکت کریں گے۔ اس کنونشن میں تحریک آزادی کشمیر کے پروگرام کو آخری شکل دی جائے گی۔ اور اس پر عمل درآمد کے مؤثر اور ٹھوس ذرائع اختیار کیے جائیں گے۔

(نوائے وقت۔ راولپنڈی۔ ۱۲ مئی ۱۹۵۸ء)

تحریک آزادی کشمیر کے قائد چودہری غلام عباس لاہور۔ جہلم۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ اور میرپور (آزاد کشمیر) کے اضلاع کا وسیع دورہ کرنے کے بعد کل رات راولپنڈی واپس پہنچ گئے ہیں۔ چودہری غلام عباس نے ان مقامات پر مسلم کانفرنسی کارکنوں سے خطاب کیا یاد رہے کہ ان اضلاع میں اور سابق پنجاب اور سابق سرحد میں تقریباً ۵ لاکھ کشمیری مہاجر عارضی طور پر آباد ہیں ان مہاجرین کو ۱۹۴۷ء میں جب کہ بھارتی فوجوں نے کشمیر پر حملہ کر کے ایک بہت بڑے حصے پر قبضہ کیا تھا۔ ریاست سے پاکستان کی طرف دھکیل دیا تھا۔ چودہری غلام عباس نے حال ہی میں وزیر اعظم پاکستان کو ایک خط لکھا تھا۔ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ "اگر کشمیر کا مسئلہ حل

کرنے کے بارے میں میری تجاویز منظور نہ کی گئیں تو میں مقبوضہ کشمیر کی موجودہ صورت حال کے پیش نظر اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہر قسم کا اقدام کرنے میں آزاد ہوں گا"

چودہری غلام عباس کی تجاویز یہ تھیں۔

(۱) حکومت پاکستان اُس وقت مسئلہ کشمیر کو سلامتی کونسل میں پیش نہ کرے۔ جب تک امریکہ اور برطانیہ اُسے اپنی بھرپور حمایت کا یقین نہ دلائیں جس طرح روس بھارت کی مسلسل حمایت کر رہا ہے۔

(۲) حکومت پاکستان مسئلہ کشمیر سے متعلق اپنی تمام ذمہ داریوں سے دستبرداری کا اعلان کر دے

(۳) بھارت کے ساتھ سفارتی۔ تجارتی اور دیگر تمام تعلقات ختم کئے جائیں۔

(نمائندہ ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان مقیم راولپنڈی)

۱۲ مئی ۵۸ء

قائد تحریک کے

خطبات — بیانات اور اعلانات

۱

اب کوئی دباؤ یا مصلحت حد متارکہ جنگ کے اس طرف کے کشمیریوں کو جدوجہد آزادی شروع کرنے سے نہیں روک سکتی۔ میں نے وزیر اعظم پاکستان کو اپنے جس فیصلہ کی اطلاع دی ہے اس سے پیچھے ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہیئے اس کے نتائج کچھ ہی کیوں نہ ہوں میں نے مسئلہ کشمیر کے حل کے سلسلہ میں وزیر اعظم ملک فیروز خان نون کو جو تین تجاویز پیش کی ہیں ان کے جواب کا میں انتظار کر رہا ہوں۔ وزیر اعظم پاکستان سے اس سلسلہ میں ٹھوس جواب جب تک موصول نہیں ہوتا میں آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان میں کشمیری مہاجرین کی رائے عامہ کو اپنی تجاویز کے حق میں ہموار کروں گا۔ میری اس تحریک کا آزاد کشمیر کی حکومت میں کسی قسم کی تبدیلی یا مسلم کانفرنس کی موجودہ حیثیت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا واحد مقصد مقبوضہ کشمیر کے عوام کو آزاد کرانا ہے میں نے یہ تین تجاویز انتہائی سنجیدگی اور ذمہ داری کے ساتھ پیش کی ہیں، چاہے نتائج کچھ ہوں ان سے پیچھے ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۱۳ مئی ۵۸ء نمائندہ ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کو ایک خاص انٹرویو میں)

(۲)

شیخ محمد عبداللہ نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اب ان کے مشن کی تکمیل ہمارا فرض ہے کشمیر اس وقت جل رہا ہے۔ ہم خاموش نہیں رہ سکتے۔ دس سال تک بین الاقوامی ادارہ نے ۴۰ لاکھ کشمیریوں کے صبر و استقلال کا امتحان لیا ہے اب اس کی مزید گنجائش نہیں رہی ہم اس حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں کہ کشمیر کو خون بہائے بغیر آزاد نہیں کرایا جا سکتا۔ میں نے وزیر اعظم ملک فیروز خان نون کو ایک خط میں مسئلہ کشمیر کے سلسلہ میں چند تجاویز پیش کی ہیں اگر یہ تجاویز ان کے لئے قابل قبول نہ ہوں تو ہم اپنا فرض ادا کرنے میں آزاد ہوں گے اور کوئی مصلحت ہمارے راستہ میں رکاوٹ نہیں بن سکے گی۔ میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنے وطن کو آزاد کرانے کے لئے اُسی طرح قربانیاں دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ جس طرح ۱۹۴۷ء میں آپ نے دی ہیں۔

(۱۵ مئی ۵۸ء۔ دھیر کوٹ (پونچھ) کے جلسۂ عام میں)

(۳)

شیخ محمد عبداللہ نے ساڑھے چار سال کی طویل نظربندی کے بعد اپنی مختصر رہائی کے دوران مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کی آزادی کے لئے جس جدوجہد کا آغاز کر دیا ہے۔ اسے اب دنیا کی کوئی طاقت ختم نہیں کر سکتی۔ اب جب کہ شیخ صاحب کو دوبارہ گرفتار کیا گیا ہے خط متارکۂ جنگ کے اس طرف ہمارا یہ فرض ہو گیا ہے کہ تحریک آزادی کشمیر کے لئے متحد و منظم ہو جائیں۔ میں جنگ

بندی کے معاہدے کا شروع سے مخالف تھا۔ لیکن پاکستان کے بعض مقتدر راہنماؤں نے اس کو تسلیم کر لیا۔ دس سال گزرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ اقوام متحدہ کشمیر کا مسئلہ حل نہیں کر سکتا۔ بلکہ کشمیری عوام بزور شمشیر ہی اپنا حق خود ارادیت منوا سکتے ہیں۔ کشمیری عوام جنگ بندی کے معاہدے میں فریق کی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس لئے انہیں اس مصنوعی حد بندی کو توڑنے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ شیخ محمد عبداللہ کے مشن کو کامیاب بنانا ضروری ہے اگر ہم نے کوتاہی کی تو تاریخ اور آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔ شیخ عبداللہ کی دوبارہ گرفتاری نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں دوبارہ عملی سیاست میں حصہ لوں۔

(۱۵ مئی ۱۹۵۸ء۔ باغ (پونچھ) کے جلسہ عام میں)

(۴)

میں نے آج تک جو بھی کام کیا ہے اس میں ہر قدم پر اپنے کشمیری بھائیوں کے مفاد کو پیش نظر رکھا ہے۔ اگر مجھ سے میری سیاسی زندگی میں کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو میرا محاسبہ کیا جائے۔ دس سال میں جو خاموش رہا ہوں اس کی چند وجوہات تھیں جن کو یہاں بیان کرنا میں مناسب نہیں سمجھتا۔ میری نیت صاف تھی۔ میں یہاں استحکام پاکستان کے لئے آیا تھا۔ میں اپنے مسلمان بھائیوں کے دوش بدوش کام کرنے کا خواہشمند تھا مگر جنگ بندی کے فوراً بعد یہاں جوڑ توڑ انتشار اور افتراق پیدا ہو گیا جس سے مجھے ذہنی و قلبی اذیت

پہنچی - لیکن اب حد ہوگئی ہے اور میرا خاموش رہنا ممکن نہیں - اگر ایک آدمی بھی میرا ساتھ نہ دے تو میں اپنے مقصد کی تکمیل کے لیئے آخری دم تک اکیلا ہی لڑوں گا - شیخ محمد عبداللہ کی گرفتاری اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں پر موجودہ ظلم نے میرے اس عقیدہ کو اور زیادہ مضبوط کر دیا ہے کہ مسئلہ کشمیر بغیر جہاد کے کبھی حل نہ ہو سکے گا -

پاکستان کی کوئی حکومت، صدق دل سے کشمیر کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش نہیں کرتی یہی وجہ ہے کہ ہمیں خود جدوجہد آزادی شروع کرنے کا اقدام کرنا پڑا ہے -

[۱۶ امئی ۵۸ء مظفر آباد کے جلسہ عام میں]

۵

میں مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کو بھارتی ڈوگرہ راج کے مظالم سے نجات دلانے کے لیئے جنگ بندی لائن کو توڑ دوں گا اور دنیا کی کوئی طاقت مجھے اس آتش نمرود میں کود پڑنے سے باز نہیں رکھ سکتی - یہ کس قدر شرم کی بات ہے کہ جس نہرو اور بھارت نے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی ہے اور جو اب بھی مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کا قتل عام کر رہا ہے پاکستان کے ہائی کمشنر مسلمانوں کے اس "قاتل" سے مشترکہ دفاع قائم کرنے کی تجویز پیش کر رہے ہیں حالانکہ سب سے پہلے کشمیر کی آزادی کا سوال ہونا چاہیئے - اس لیئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ کوئی میرا ساتھ دے یا نہ دے - میں پھر بھی جہاد کروں گا اور بھارت کی پہلی گولی میرے سینے

پر لگے گی - آج کشمیر جل رہا ہے اور پاکستان میں کرسیوں کی جنگ شروع ہے۔ حالانکہ مقبوضہ کشمیر کے حالات ایسے ہیں کہ اگر اب اس سے فائدہ نہ اُٹھایا گیا تو دوسرا موقع نہیں آئے گا - میں پہلے پاکستانی ہوں اور بعد میں کشمیری ہوں - ہم نے کشمیر کو آزاد کرا کے اس کا پاکستان سے ہی الحاق کرنا ہے مگر پاکستان کے اندرونی حالات ایسے ہیں کہ اب یہ قائداعظم کا پاکستان نہیں رہا - میں اس پاکستان کو مردہ باد کہتا ہوں ہمیں اس کو ہر حالت میں قائداعظم کا پاکستان بنانا ہے میں نے حکومت پاکستان کے سامنے تین تجاویز رکھی ہیں جو کشمیر کو آزاد کرانے کے لئے مفید ہو سکتی ہیں اگر ان مطالبات میں ایک مطالبہ بھی مان لیا جائے تو کشمیر کی آزادی آسان ہو جائے گی - لیکن اگر میرے ان تینوں مطالبات کو رد کر دیا گیا تو میں آزادی کشمیر کے لئے عملی قدم اُٹھانے میں آزاد ہوں گا - میری زندگی کا واحد مشن کشمیر کو آزاد کرانا ہے اور مجھے پاکستان کے استحکام اور سالمیت کا بھی پورا پورا احساس ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر پاکستان زندہ اور مستحکم ہے تو کشمیر پچاس سال بعد بھی آزاد ہو سکتا ہے اس لئے ہم اس کی سرحدوں کی حفاظت بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں

[۱۸ مئی ۵۸ء پشاور میں مسلم کانفرنس کارکنوں کے کنونشن میں]

۶

کشمیر کی آزادی کے لئے اگر حکومت پاکستان اور یہاں کے عوام نے میرا ساتھ نہ دیا تو بھی میں اکیلے ہی جنگ بندی لائن کو توڑ دوں گا - جنگ بندی کے معاہدہ سے لے کر اب تک دس سال کے عرصہ میں میں اس توقع پر خاموش رہا ہوں کہ حکومت

پاکستان کی کوششوں سے مسئلہ کشمیر حل ہو جائے گا مگر ہم نے اب محسوس کیا ہے کہ اس عرصہ میں یہاں کے عوام کو سلا دیا گیا ہے۔ اب ہمارے لئے ضروری ہوگیا ہے کہ ہم اُٹھ کھڑے ہوں اور کشمیر کی آزادی کے لئے جدوجہد کریں۔ وزیر اعلےٰ مغربی پاکستان مسٹر قزلباش نے کہا ہے کہ اگر بھارت تین سال تک پانی بند کردیگا تو بھارت کا یہ اقدام پاکستان کے خلاف اعلان جنگ کے مترادف ہوگا۔ اگر صورت حالات یہاں تک پہنچ چکی ہے تو وہ (قزلباش) کیوں ابھی سے تیاری شروع نہیں کر دیتے۔ تاکہ آنے والے خطرے کا مقابلہ کیا جا سکے۔ کشمیر کے تنازعہ کی تمام ذمہ داری برطانیہ پر عائد ہوتی ہے اس حقیقت کے باوجود ہماری حکومت کو ابھی تک برطانیہ پر زیادہ اعتماد ہے اور اس کی نگاہیں مکہ و مدینہ کی طرف اُٹھنے کی بجائے واشنگٹن اور لندن کی طرف اٹھتی ہیں۔

[۱۸ مئی ۱۹۵۸ء پشاور کے جلسۂ عام میں]

⑦

ہم کشمیر کے معاملہ میں پاکستان کی ہر سیاسی جماعت کو اپنی جماعت سمجھتے ہیں اور اس سے تعاون کے خواہاں ہیں یہی وجہ ہے کہ سیاسی زعماء سے میرے تعلقات اچھے ہیں لیکن افسوس ہے کہ مسئلہ کشمیر کے بارے میں بوجوہ میرا ان سے اختلاف بھی رہا۔ تعاون کی خواہش کے باوجود ہم آپ کے پاس اس لئے نہیں آئے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ شامل ہوں۔ ہم اس تحریک کو خود چلانا چاہتے ہیں اور انشاءاللہ خود چلائیں گے۔ کیونکہ امکان ہے کہ اس تحریک کا رُخ حدِ متارکہ جنگ کی طرف

ہو جائے۔ لہٰذا ہم آپ کو آپ کی حکومت کو کسی آزمائش میں ڈالنا نہیں چاہتے۔ ہم آپ کے پاس اس لیئے آئے ہیں کہ پاکستان کے عوام گواہ رہیں اور یاد رکھیں کہ اگر کشمیر کو آزاد کرانے کی تحریک چل پڑی۔ گولی چلی۔ خون نکلا اور قیامت صغریٰ بپا ہو گئی۔ تو پھر آپ کے راہنما پراپیگنڈا کریں گے کہ غلام عباس تخریب پسند ہے۔ غیر محبُ وطن ہے اس نے پاکستان اور آزاد کشمیر کو خطرے میں ڈال دیا۔ وہ غدار ہے۔ ذرا سوچیئے کہ وہ کتنا دردناک اور تڑپا دینے والا وقت ہوگا۔ ہم تو اس وقت زندگی اور موت کے مسئلہ سے دوچار ہوں گے۔ دشمن کی گولی ہمارے سینے میں لگے گی اور جو گولی پشت میں پیوست ہوگی۔ جانتے ہیں وہ گولی کس کی گولی ہوگی۔ ذرا کلیجہ تھام کر سنیئے وہ گولی پاکستان کے ارباب اختیار کی ہوگی۔ لیڈروں کی ہوگی اس مملکت کے برسر اقتدار لیڈروں کی ہوگی جو مملکت ہماری جان و آرزو ہے۔ جس کے متعلق ہم نے برسوں سہانے اور قلب و روح کو بالیدگی بخشنے والے حسین خواب دیکھے۔ کیوں؟ اس لیئے کہ جب تقسیم ہوئی تو ہمارے سامنے سوال یہ تھا کہ ہمیں پاکستان میں شامل ہونا ہے یا بھارت میں۔ سب سے بڑی وجہ امتیاز یہ تھی کہ پاکستان ایک مسلمان ملک ہے اور بھارت ہندو۔

ورنہ دنیاوی نقطہ نظر سے آپ جانتے ہیں کہ بھارت پاکستان سے زیادہ امیر زیادہ طاقت ور اور زیادہ وسیع و عریض ملک ہے ہم نے اس کی بڑائی کو نہیں دیکھا۔ بلکہ یہ دیکھا کہ ہمارا آپ کا اسلامی رشتہ ہے لہٰذا ہم نے اعلان کر دیا کہ ہمارا قلب و جگر پاکستان ہے اور کشمیر پاکستان سے ہی الحاق کرے گا۔ ذرہ سوچیئے کہ اگر آپ مسلمان ہوتے تو پھر نون اور نہرو میں کیا فرق تھا۔ پاکستان کا مطلب

کیا ہ لاالہٰ الا الہٰ کا نعرہ تھا۔ جس نے ہمیں بے سدھ کر دیا۔ دنیا ومافیہا سے بے خبر کر کے مستقبل کے لیئے بے نیاز کر دیا۔ ہم نے اپنے معاملات آپ کے سپرد کر دیئے۔ اور زیادہ اس لیئے بھی کہ قائد اعظم پاکستان کا مطلب کیا؟ لاالہٰ الا الہٰ کے نعرہ پر دل سے یقین وایمان رکھتے تھے جس سے ہم پاکستان پر والہ وشیدا ہوگئے۔ یہ لفاظی نہیں۔ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ تمام طاقتوں اور مخالفتوں کے باوجود برطانوی ہند کی چھ سو ریاستوں میں جس نے سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ لگایا اور اپنا خون دے کر پاکستان کا جھنڈا بلند کیا وہ ریاست جموں وکشمیر کا مسلمان تھا لیکن افسوس کہ جو پاکستان قائد اعظم کا پاکستان تھا آج وہ پاکستان نہیں۔ قائد اعظم کے پاکستان میں رشوت۔ بددیانتی اور کنبہ پروری نہیں تھی ہم پہلے پاکستان کو قائد اعظم کا پاکستان بنا لیں گے۔ وہ پاکستان جو کروڑوں مسلمانوں کا ملجا وماویٰ ہے ہم پہلے پاکستانی ہوں کشمیری بعد میں۔ پاکستان پر ایک لاکھ کشمیری قربان کیئے جا سکتے ہیں بشرطیکہ یہ پاکستان قائد اعظم کا پاکستان بن جائے۔ کشمیر اور پاکستان میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اگر کشمیر نہیں ملتا تو پاکستان بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ پہلا نصب العین پاکستان کو زندہ رکھنا ہے اور یہ زندہ جب ہی رہ سکتا ہے کہ کشمیر آزاد ہو۔ اور اس کا حتمی الحاق پاکستان سے ہو۔ آج کشمیر زخمی ہے تو پاکستان بھی اس کے زخموں سے جل رہا ہے ہم ایسا اقدام کرنا چاہتے ہیں کہ کشمیر کے زخم مندمل ہوں اور حکومت پاکستان کی بزدلی اور کمزوری دور ہو۔ مجھے نہ نون سے مخالفت نہ دولتانہ سے نہ سہروردی سے بیر ہے اور نہ قیوم خان سے۔ لیکن کشمیر اور پاکستان کے معاملات میں یہ منافقت ہوگی اگر میں غلط کو ٹھیک کہوں

آخر میرے یہ دوست کشمیر کی کس مپرسی اور حکومت پاکستان کی مصلحت کوشی کو دیکھتے ہوئے خاموش کیوں ہیں؟ اگر میں ذاتی طور پر کسی کو بُرا کہتا ہوں یا ذاتی مفاد کے لئے کوئی قدم اُٹھاتا ہوں تو خدا مجھے معاف نہ کرے۔ کشمیر کی آزادی ذاتیات سے بلند و بالا چیز ہے اس آزادی کے لئے ہمیں کوئی آگے بڑھنے سے روک نہیں سکے گا۔ آج۔ اب نہیں تو کبھی نہیں کا قصہ ہے میں آپ کو اس لئے گواہ رکھ رہا ہوں۔ کہ جب ہم منزل کی طرف گامزن ہوں گے تو کچھ باتیں بنائی جائیں گی۔ لہٰذا آپ سے امید رکھتا ہوں کہ دنیا کچھ کہے۔ پریس کچھ کہے۔ حکومت کچھ کہے۔ لیڈر کچھ کہے آپ متاثر نہ ہوں اگر متاثر ہوں گے تو اس بات سے جسے آپ دیانتداری اور ایمانداری سے حق بجانب خیال کریں۔ میرا خطاب ان پاکستانیوں سے نہیں جو متکبر ہیں بلکہ ان سے ہے جو پہلے بھی زمین بوس تھے۔ پاکستان بننے کے بعد بھی مخلص اور محب وطن ہیں۔ یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ شیر کشمیر گرفتار ہوتے ہیں لیکن حکومت پاکستان نے ابھی تک کشمیر کے متعلق اگلے اقدام کا فیصلہ بھی نہیں کیا اور اگر آپ نے کشمیر کے لئے کچھ بھی نہ کیا تو خدا آپ کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ ہم آگے بڑھیں گے اور نتائج سے بے پرواہ ہو کر بے خطر آتش نمرود میں کود جائیں گے۔

[۱۱/مئی ۱۹۵۸ء۔ جہلم کے جلسہ عام میں]

(۸)

مجاہد اوّل سردار عبدالقیوم نے تحریک آزادی کا موقف اور تجزیہ آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے میں اُسے دہراتے ہوئے صرف اتنا کہوں گا کہ میں نے وزیر اعظم ملک فیروز

کو جو خط لکھا ہے اس میں واضح کر دیا ہے کہ میں تحریک اس صورت میں چلاؤں گا جب میری ایک تجویز بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ یہ تجاویز ناقابل عمل نہیں ہیں بالخصوص اس صورت میں جب کہ کشمیر کو آگ اور خون کی بھٹی میں جھونک دیا گیا ہے بہر حال میرا اقدام مشروط ہوگا۔ میں دس سال خاموش کیوں رہا؟ یہ ایک طویل داستان ہے۔ ایک دردناک کہانی پاکستان کی مصلحتوں نے مجھے خاموش رہنے پر مجبور رکھا۔ اب حکومت پاکستان کے تلوں میں تیل نہیں رہا۔ جس کی ضرورت ہے پاکستان کی فوج ایک بہترین فوج ہے اس کا سکہ تمام دنیا مانتی ہے نہرو اور انگریز بھی۔ اگر پاکستان بھارت کے خلاف جنگ کرے تو کامیابی سامنے ہے لیکن حکومت پاکستان مصلحت کوش ہے۔ پاکستان کے لیڈر اتنے کم ہمت ہو گئے ہیں کہ اب ہمیں خود ہی اٹھنا پڑا ہے سوال یہ ہے کہ آخر آج اس نعرہ کی ضرورت کیوں پڑی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ کو یہ بات منظور ہو گی۔ تب ہی یہ کام ہونا تھا۔ جب شیر کشمیر جیل سے رہا ہو کر باہر آتے اور اپنے موقف کی وضاحت کی تو میں نے ان کی تقریروں کے بین السطور جو چیز دیکھی۔ وہ یہ تھی کہ اب وہ ہمیشہ کے لئے بھارت سے کٹ گئے ہیں۔ اور ان کا بھی اب وہی موقف ہے جو ہمارا ہے۔ شیخ محمد عبداللہ دیانتداری سے سو فیصدی پاکستان کے حق میں ہیں اور بھارت اور نہرو کے مخالف۔ جب ہمیں یقین ہو گیا کہ شیخ محمد عبداللہ ۱۹۳۹ء کے قبل کے روپ میں آ گئے ہیں اور انہوں نے اسی زور و شور سے حد متارکہ جنگ کے پار تحریک آزادی شروع کی اور مقبوضہ کشمیر کے عوام ان کے لئے زندگی اور موت کی بازی لگا چکے ہیں تو پھر ہمارے لئے کوئی

چارہ کار باقی نہیں رہتا کہ ہم ان کے لئے کچھ کریں۔ گزشتہ دس سال میں پہلے ایسا وقت نہیں آیا تھا۔ اب آگیا ہے کہ ہم اپنا فرض ادا کریں۔ تحریک آزادی کے ہر جگہ کنوینز مقرر ہو رہے ہیں۔ تنظیم بن رہی ہے۔ ۱۵ جون تک تمام کنوینزوں کا ایک مرکزی اجلاس بلایا جائے گا۔ جس میں تحریک کا پروگرام وضع کیا جائے گا۔ میرے پرانے دوست جانتے ہیں کہ ہم نے جو بات منہ سے نکالی اس پر عمل ضرور ہوا۔ لہٰذا اس پروگرام پر بھی انشاء اللہ ضرور عمل ہوگا۔ اور مختلف دھمکیاں سازشیں اور رپورٹیں نہ ہمیں مرعوب کرسکتی ہیں اور نہ ہی اس سے متاثر ہو کر ہمارا قدم رُک سکے گا۔ میں نے وزیر اعظم کے نام جو خط لکھا ہے اس کے متعلق کسی سے مشورہ نہیں کیا ماہ رمضان کا سارا مہینہ میں اس مسئلہ پر سوچتا رہا ہوں۔ میں نے خدا کو درمیان میں لاکر یہ خط لکھا۔ اور اپنے آپ سے عہد کیا کہ اب مصلحتوں کی پرواہ نہیں کروں گا۔ میں نے دس سال کے عرصہ میں حکومت پاکستان سے کبھی واضح طور پر کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ میں نے حکومت کو کوئی چیلنج نہیں دیا۔ میں نے کبھی بغاوت نہیں کی۔ اور نہ بغاوت کرائی۔ میں نے آپ کے سامنے آج تک کوئی پروگرام نہ رکھا۔ کیونکہ کشمیر کے معاملات حکومت نے اپنے ہاتھ میں لے رکھے تھے اور اعلیٰ مقاصد سے اُلفت کی بنا پر ہمیں حکومت پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اب میں نے یہ پروگرام اس لئے پیش کیا ہے کہ حکومت مسئلہ کشمیر کو حل کرانے میں ناکام ہو چکی ہے اگر کوئی دوست چاہتا ہے کہ اس تحریک کی قیادت اُسے سونپی جائے تو پھر میں اعلان کرتا ہوں کہ وہ جرنیل ہے اور میں سپاہی ہوں گا لیکن اب شرط یہ ہوگی کہ جرنیل اب کی بار آگے ہوگا اگر کوئی ہمارا راستے

میں خواہ مخواہ روڑے اٹکانا چاہتا ہے۔ شرانگیزی پر اتر آتا ہے تو پھر ہمارے راستے الگ الگ رہیں گے۔ اور ہمارا قافلہ ہر حالت میں چلتا رہے گا۔ میں جانتا ہوں کہ دس پندرہ دن میں کتنی شرارتیں کی گئیں اور آئندہ کتنی شرارتیں کی جائیں گی لیکن فکر کی کوئی بات نہیں یہ سنت ہے رسول خدا کو ایران۔ افغانستان سے آکر کسی نے نہیں ستایا تھا۔ اُنہیں ستانے والے اپنے بھائی بند تھے۔ ہمارے دوست جو چاہیں کریں۔ ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہوگی یہ دنیاوی سربلندی بالکل ہنگامی چیز ہے۔ آپ یقین کریں کہ گزشتہ چند دنوں میں ایک کیا دونوں صدارتیں لے سکتا تھا۔ یہی نہیں۔ نواب زادہ لیاقت علی خان مرحوم اور ان کے بعد کی دو ایک حکومتوں نے مجھے مرکزی کابینہ میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ لیکن میں نے ہمیشہ انکار کیا۔ اقتدار کے لئے ہم آہنگ اور ہری سنگھ کے فریب میں نہ آئے۔ تو بھلا یہ کھلونے ہمارے دل کیونکر بہلا سکتے ہیں؟ آزاد کشمیر کی صدارت اور وزارت کیا؟ اگر غلام کشمیر کی آزادی کے بدلے صدر سکندر مرزا کی دس ہزار صدارتیں اور ملک نون کی وزارتیں بھی مل جائیں تو ہم اس طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے اور اگر کشمیر آزاد ہوتا ہے تو ایک نہیں ہزار صدارتیں آپ کو مل جائیں گی۔ اگر آپ یہاں صدارت لے لیں اور غلام کشمیر آزاد نہ ہو تو صدارت ایک لعنت ہے اور جہنم سے کم نہیں۔ آخر میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ پروگرام اور مقصد کے لئے نیت ٹھیک ہونی چاہیئے اور کامیابی ضرور قدم چومتی ہے۔

[۲۲ مئی ۱۹۵۸ء میرپور (آزاد کشمیر)

(۹)

کشمیر کا مسئلہ بنیادی طور پر کشمیری عوام سے تعلق رکھتا ہے اور وہ اپنے وطن کو ڈوگرہ بخشی اور بھارت کے سہ طاقتی تسلط سے آزاد کرانے کے لئے جو چاہیں ذرائع اختیار کر سکتے ہیں میں حکومت پاکستان اور پاکستانی عوام کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے دس سال تک کشمیری عوام کی امداد کی۔ لیکن کشمیریوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ جدوجہد آزادی اپنی مرضی کے مطابق چلائیں۔ اور کسی کو ان کی مرضی میں مداخلت کرنے کا حق حاصل نہیں ؛ ہماری تحریک پُرامن اور عدم تشدد کے اصول پر ہو گی اور ہم پاکستانی عوام کو اس تحریک میں شمولیت کی دعوت دے کر پاکستان کی پوزیشن کو خراب کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ البتہ پاکستان کے عوام کا یہ ضرور فرض ہو گا کہ وہ اپنی بزدل حکومت کو مجبور کریں کہ وہ آزادی کشمیر کے لئے کچھ کرے۔ بھارتی حکومت نے ایک بار پھر اپنے ان ناپاک عزائم کا اظہار کر دیا ہے وہ کشمیری عوام کو حق خود ارادیت دینے کو تیار نہیں اور نہ وہ اس سلسلہ میں کئے گئے بین الاقوامی وعدوں کو پورا کرنے کا کوئی ارادہ ہی رکھتی ہے۔

(۲۵ مئی ۱۹۵۸ء گجرات کے جلسہ عام میں)

(۱۰)

میں جو تحریک شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اسے کشمیر لبریشن کمیٹیاں چلائیں گی جو تمام آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے ان مقامات پر تشکیل دی جا رہی ہیں۔ جہاں ۵ لاکھ کشمیری مہاجر مقیم ہیں۔ میں نے اپنی کل کی ملاقات میں وزیر اعظم کے ساتھ اس خط

مندرجات پر تبادلہ خیال کیا تھا جو میں نے حال ہی میں اُنہیں لکھا تھا۔ میں اور سردار قیوم وزیر اعظم ملک نون کی دعوت پر کراچی آئے ہیں۔ ملاقات کے وقت سردار عبدالقیوم بھی میرے ساتھ تھے۔ اب اعلیٰ سطح کی کشمیر کانفرنس کا اجلاس یکم جون کو لاہور میں ہوگا اس میں وزیر اعظم کے نام میرے خط پر غور ہوگا اگر حکومت پاکستان نے میری کوئی تجویز قبول نہیں کی تو میں آئندہ اقدام کرنے میں آزاد ہوں گا۔ ہم نے اپنی تحریک نئے سرے سے شروع کی ہے اور کشمیر کے جھگڑے کو کہیں نہ کہیں ختم کرنا ہے۔ دس سال کا تذبذب اور غیر یقینی صورت حال معمولی بات نہیں ہے۔ حکومت پاکستان کے نکتہ نظر سے ہو سکتا ہے کہ میری تجاویز سخت ہوں لیکن میرے اور میرے رفقا رکار کے نکتہ نظر سے یہ زیادہ سخت نہیں ہیں۔ حکومت پاکستان یقیناً اس پوزیشن میں ہے کہ بھارت کے ساتھ سفارتی اور تجارتی تعلقات منقطع کر دے میں نہیں سمجھتا کہ پاکستان بھارت کے ساتھ اپنے تعلقات کس طرح قائم رکھ سکتا ہے جب کہ ساتھ ہی وہ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ "کشمیری ہمارے بھائی ہیں" اور جن بھائیوں پر بھارت مظالم ڈھا رہا ہے اگر حکومت پاکستان نے بھارت کے ساتھ سفارتی تعلقات ختم کر دیے تو کشمیریوں کی آزادی پر اس کا خاطر خواہ اثر پڑے گا۔ تحریک آزادی کو تقویت ملے گی اور عالمی رائے عامہ بیدار ہو جائے گی۔ سلامتی کونسل میں جانے کا مطلب یہ ہے کہ پھر اسی شیطانی چکر میں پھنسا جائے۔

ہمیں پورا احساس ہے کہ حکومت پاکستان ہماری کسی کارروائی میں ماخوذ نہ ہو جنگ بندی کا معاہدہ کشمیریوں پر ٹھونسا گیا ہے۔ کشمیری عوام اس معاہدے میں فریق کی حیثیت ہرگز نہیں رکھتے ہیں۔ جب جنگ بندی کے سلسلہ میں کانفرنس

ہوئی تو بیں نے اس کی شدید مخالفت کی لیکن پاکستان کے لیڈر مجبور نظر آتے تھے اُن پر سخت دباؤ ڈالا گیا تھا۔ اس لئے پاکستان کے وسیع مفاد کے پیش نظر ہم نے اسے قبول کیا تھا۔ لیکن اب حالات کافی حد تک تبدیل ہو چکے ہیں ہم نے مغربی طاقتوں اور سلامتی کونسل کو کافی سے زیادہ وقت دیا ہے۔ ہم نے جنگ بندی کا معاہدہ اس توقع پر قبول کیا تھا کہ جنگ بندی کے بعد کی شرائط فوجوں کا انخلا، ناظم رائے شماری کا تقرر اور بالآخر ریاست جموں و کشمیر میں رائے شماری ہو گی۔ لیکن کچھ نہ ہوا۔ اور اب ہمیں کوئی عملی قدم اُٹھانا ہے اور یہی اس مسئلہ کا نچوڑ ہے میں عنقریب مسلم کانفرنس کے آزمودہ کار اور محب وطن کارکنوں کی مظفر آباد یا راولپنڈی میں کنونشن بلاؤں گا۔ جس میں تحریک آزادی کشمیر کے پروگرام کو جو بعد متارکہ جنگ کے متعلق ہو گا۔ آخری شکل دی جائے گی۔ میں نے اور میرے رفقاء نے آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے بعض اضلاع کا دورہ کیا ہے کشمیریوں میں اپنے وطن کو آزاد کرانے کا بے پناہ جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ ہمارا نصب العین حق و انصاف پر مبنی ہے اس لئے ہمیں نتائج کی پرواہ نہیں ہے۔ (۲۸ مئی ۱۹۵۸ء کراچی کی پریس کانفرنس میں)

(۱۱)

آزاد کشمیر کے عوام اور کشمیری مہاجرین نے اپنے بھائیوں کو بھارتی سامراج سے آزاد کرانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں پہلے پاکستانی اور بعد میں کشمیری ہوں ہمارا مقصد نہ صرف مقبوضہ کشمیر کو آزاد کرانا ہے

بلکہ پاکستان کو قائد اعظم کے خواب کے مطابق بنانا ہے۔ کشمیر کو آزاد کرانے کے پروگرام کو عنقریب آخری شکل دی جائے گی۔ یہ کوئی پراپیگنڈہ اسٹنٹ نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض کوتاہ اندیش لوگ کہتے ہیں۔ کشمیری اب محسوس کرتے ہیں کہ اپنے بھائیوں کو آزاد کرانے کا آخری موقعہ ہے وہ اسے کھونا نہیں چاہیئے میں نے حکومت پاکستان کے سامنے تین مطالبات پیش کیئے ہیں اگر ان میں کوئی ایک بھی قبول نہ کیا گیا تو مجھے خود اقدام کرنے کی آزادی ہوگی۔

[۲۷ مئی ۱۹۶۸ء جہانگیر پارک کراچی کے جلسہ عام میں]

۱۲

میں نے صدر تاشقند کے جنگ کے معاہدہ کی سخت مخالفت کی تھی۔ اور کہا تھا کہ یہ لائن دائمی ہو جائے گی میرا ہمیشہ یہ یقین رہا ہے کہ مسئلہ کشمیر بندوق کی طاقت سے ہی حل ہو سکتا ہے لیکن جنگ بند کرنے کے بعد پاکستان کے بزدل لیڈر خوش ہو گئے کہ ان کے کاندھوں سے بوجھ اُتر گیا۔ اس کے بعد سلامتی کونسل میں چکر پر چکر چلتا گیا۔ میں نے پاکستان کے اعلے مفادات کی خاطر کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ لیکن شیخ عبداللہ کی گرفتاری کے بعد یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لئے کوئی اقدام کریں اور اپنی توجہ غلام کشمیر کی طرف مبذول کریں۔ غلام کشمیر کے مسلمان ایک لاکھ ہندوستانی فوج کی سنگین تلے بھی تحریک پاکستان کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ میں اس امر پر فخر کرتا ہوں کہ کشمیری مسلمانوں کو ہندوستان خرید نہیں سکا۔ میں شیخ محمد عبداللہ۔ مرزا محمد افضل بیگ اور اُن کے رفقاء کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں اُن کی وطن دوستی۔ جرأت اور بے باکی قابل تعریف

ہے ۔ غلام کشمیر کے مسلمان آج اپنے گھروں مسجدوں اور خانقاہوں میں آزادی کے لئے دعائیں مانگ رہے ہیں ان حالات میں ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی حرکت میں آئیں چنانچہ میں نے حکومت پاکستان کے سامنے تین تجاویز رکھی ہیں ۔ اگر ان میں سے کوئی بھی قبول نہ کی گئی تو میں جنگ بندی لائن توڑنے کے لئے اکیلا مارچ کروں گا ۔ میرا کوئی ساتھ دے یا نہ دے مجھے اُس کی کوئی پرواہ نہیں ۔ ہمارا یقین ہے کہ کامیابی کا دارومدار ۔ نیت ۔ ایمان ۔ عزم واستقلال اور جرأت پر ہے اکثریت کا کوئی سوال نہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ اگر کشمیر حاصل نہ ہو تو پاکستان بھی زندہ نہیں رہ سکتا ۔ ہم پاکستان پر بوجھ بننے کے لئے نہیں آئے ہیں ۔ ہم یہاں سیر و تفریح کے لئے بھی نہیں آئے ۔ نہ ہی فاقہ کشی سے مرنے کیلئے آئے ہیں ۔ بلکہ ہم کشمیر کو آزاد کرانے کا عزم لے کر پاکستان آئے تھے ۔ آزاد کشمیر کے لوگوں کی حالت مہاجرین کشمیر سے بھی بدتر ہے ۔ ہم نے ان کی حالت کو بھی بہتر بنانا ہے ۔

آپنے دیکھا ہوگا ۔ کہ تحریک آزادی کشمیر کے بارے میں پنڈت نہرو ۔ بخشی غلام محمد ۔ ملک فیروز خان نون اور صدر حکومت آزاد کشمیر کے بیانات ایک ہی قسم کے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ نہیں چاہتے کہ کشمیر آزاد ہو جائے ۔ کیونکہ ایسا ہو جائے تو ان کی کرسیوں کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے ۔ اگر میں اس نازک وقت بھی خاموش رہا تو قوم مجھے مجرم قرار دے گی ۔ اس لئے میں نے نتائج سے بے نیاز ہو کر نعرہ لگا دیا ۔ اور میں اس کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دوں گا ۔

(۶ ، جون ۵۸ء ، راولپنڈی میں مسلم کانفرنسی کارکنوں کے کنونشن میں)

(١٢)

حد متارکہ جنگ توڑنے کا فیصلہ اٹل ہے۔ اس کو کسی بھی حالت میں ملتوی نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ ہماری جدوجہد کے بغیر کشمیر آزاد نہیں ہو سکتا۔ گزشتہ دس سال سے حکومت پاکستان نے اس سلسلہ میں کچھ نہیں کیا۔ بلکہ اس کا طرز عمل انتہائی مجرمانہ رہا ہے۔ کشمیر کا پاکستان کے لئے حاصل کرنا اس لیے بھی ضروری ہو گیا ہے کہ بھارت نے تین دریاؤں کا پانی پاکستان پر بند کر رہا ہے۔ جہلم اور چناب کا پانی بھی بند کرنے کے منصوبے تیار کر رہا ہے۔ اس طرح مغربی پاکستان کا بیشتر علاقہ بنجر ہونے کا خطرہ ہے۔ اس سے پاکستان ہمیشہ غیر ملکی امداد پر زندہ رہے گا۔ جو قابل شرم بات ہو گی پاکستان کی سالمیت کو برقرار رکھنے کے لئے مقبوضہ کشمیر کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور اس لئے ہم اپنی جانوں کی آخری بازی لگانے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ ہماری تحریک کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ اس سے پاکستان کے عام انتخابات ملتوی ہو جائیں گے اوّل تو مجھے امید نہیں کہ انتخابات نومبر میں ہوں گے۔ اگر ہوئے بھی تب بھی ہماری تحریک کا ان پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ہماری تحریک زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ ماہ تک جاری رہے گی۔ اور جب کشمیر جل رہا ہو۔ تو ہمیں انتخابات سے کیا دلچسپی؟

[۹ جون ۵۸ء ایبٹ آباد کے جلسہ عام میں]

١٤

جب کشمیر میں جنگ بندی کا معاہدہ ہوا۔ یہ دس سال قبل کی بات ہے۔ ۱۹۴۹ء کو جب حد متارکہ کا معاہدہ ہوا تھا اس وقت ایک کانفرنس میں لیاقت مرحوم اور سر ظفر اللہ خان موجود تھے وہ دور ایک نازک دور تھا۔ چودھری ظفر اللہ خان یہ مان کر آئے تھے کہ سیز فائر کا فیصلہ ہونا چاہیئے جنگ بندی کے اصل محرک پنڈت نہرو تھے جو جمبر کے پاس بمباری سے بوکھلا گئے تھے میں نے اُس کانفرنس میں خان لیاقت علی خان مرحوم سے چار گھنٹے تک اس مسئلہ پر بات چیت کی اور سیز فائر کی مخالفت کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ لائن مستقل ہو گی۔ مگر میری بات کو نہیں مانا گیا۔ میں نے سر ظفر اللہ سے یہ بھی کہا تھا کہ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ آزاد کشمیر بھی بطور تحفہ بھارت کو پیش کیا جائے۔ میں اس معاہدہ کی مسلسل مخالفت کرتا رہا۔ احتجاج کرتا رہا۔ لیکن پاکستان کے حکمرانوں کی طرف سے ہر بار یہی کہا گیا کہ وہ اس مسئلہ کو سلامتی کونسل کے ذریعہ حل کرالیں گے اور اس طرح ایک خطرناک خوش فہمی پیدا کر دی گئی حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سیز فائر لائن کے قیام سے قبل جنگ آزادی جس طرح جاری تھی اگر اُسے جاری رکھا جاتا تو کشمیر کبھی کا حاصل ہو چکا ہوتا۔ پاکستان کی فوج ایک بہادر اور نڈر فوج تھی۔ یہ فوج دنیا کی بہترین فوج ہے۔ اگر اسے کسی وقت بھی اشارہ کر دیا جاتا تو وہ دشمنوں کے چھکے چھڑا دیتی۔ مگر پاکستان کے حکمرانوں کو سلامتی کونسل پر بھروسہ ہے۔ لیکن سلامتی کونسل نے آج تک کچھ نہیں کیا۔ یہاں تک یہ مسئلہ کمزور سے کمزور تر ہوتا گیا

پاکستان کے حکمرانوں نے پاکستان کو برطانیہ اور امریکہ کا غلام بنا دیا ہے۔ جمہوریہ مصر کے صدر کرنل ناصر نے جب نہر سویز کے سلسلہ میں جرأت مندی کا مظاہرہ کیا تو پاکستان کے حلقوں نے کرنل ناصر کی مخالفت کی۔ ملک نون نے امریکہ اور برطانیہ کی خوشنودی کے لیئے اعلان کیا کہ اسرائیل قائم رہنے کے لئے بنا ہے اس اعلان نے پاکستان کو تمام عالم اسلام کی ہمدردیوں سے محروم کر دیا۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ اتنا بڑا نقصان ہونے کے بعد بھی پاکستان اینگلو امریکی بلاک سے کوئی فائدہ حاصل نہ کرسکا اور اس نے محض پاکستان کی اشک جوئی کی غرض سے مسئلہ کشمیر کو سلامتی کونسل کے ایجنڈا پر رکھا دیا۔ اور اس کے بعد خاموش ہو گیا۔

مجھے مسلسل خوش فہمیوں کے بعد یہ یقین ہو گیا کہ اب یہ مسئلہ جنگ کے سوا کسی اور ذریعہ سے حل نہیں ہو سکتا۔ میں ایک وقت مختلف حلقوں کی طرف سے حوصلہ شکنی کی بنا پر سیاسیات سے الگ ہو گیا۔ لیکن مقبوضہ کشمیر کے دل خراش حالات نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں میدان میں آ ڈٹوں۔ مقبوضہ کشمیر کے عوام پر بھارتی مظالم میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ تحریک آزادی کا اُس پار کا پہیہ حرکت میں آگیا ہے اور وہ پاکستان کا حامی ہے اس لئے اب ضروری ہو گیا ہے کہ یہاں گاڑی کے دوسرے پہیے کو بھی حرکت میں لایا جائے شیخ محمد عبداللہ کی دوبارہ گرفتاری نے کشمیر کے مسئلہ کی صورت حال کو بدل دیا ہے۔ شیخ عبداللہ نے اپنے آپ کو تحریک آزادی کا ادنٰی سپاہی قرار دے کر تحریک آزادی کو از سر نو زندہ کیا ہے شیخ صاحب کی گرفتاری آخری جُوا تھا جو بھارتی حکمران نے کھیلا ہے۔

ہمارے عملی اور مکمل تعاون کے باوجود پاکستان کے حکمرانوں نے کوئی کام

نہیں کیا اور وہ اپنے اقتدار کی کرسیوں کے لئے لڑ رہے ہیں۔ گزشتہ چار سال سے امریکہ کی طرف جھکنے کے باوجود امریکہ بھارت کی طرف زیادہ سے زیادہ مائل ہو رہا ہے۔ اب جب کہ حالات یہاں تک پہنچ گئے ہیں تو سلامتی کونسل میں جانا بیکار ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ اور اہم بات یہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے بغیر پاکستان زندہ نہیں رہ سکتا۔ پاکستان صرف انگریز کی جنس بن کر تو زندہ رہ سکتا ہے مگر وہ زندگی موت سے بھی بدتر ہو گی۔ بھارت کی پاکستان دشمنی ظاہر ہے وہ پاکستان کی شہ رگ کاٹنا چاہتا ہے۔ اور کاٹ رہا ہے۔ اس نے پاکستان کی ۵۰ لاکھ ایکڑ اراضی کو بنجر بنانے کے منصوبے بنائے ہیں ان علاقوں کے لوگوں کو ہجرت کرنی پڑے گی۔ جو ان علاقوں میں آباد ہیں۔ یہ ہماری بدنصیبی کا آغاز ہے کہ اس لئے ہم نے پاکستان کی حفاظت کے لئے پاکستان کے دشمنوں کو ختم کرنے کے لئے اُن سے ٹکر لینے کا عزم کیا ہے پاکستان میں اقتدار کے لئے جنگ جاری ہے مگر ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم کشمیر کو حاصل کر کے رہیں گے خواہ اس کے لئے ہمیں جان ہی کیوں نہ دینا پڑے ہماری تحریک کرسیوں کی جنگ کو متزلزل کر دے گی۔ آزاد کشمیر کی حکومت ہماری تحریک کے خلاف بیان پہ بیان جاری کر رہی ہے۔ یہی حال بخشی حکومت کا ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو دونوں کے بیانات میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں ہے۔ پاکستان کی حکومت بھی بھارتی حکومت کی طرح ہماری آزادی کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہے۔ مگر ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم گولیاں کھا کر اپنے بھائیوں کو آزاد کرا کے دم لیں گے ہم کسی قسم کی گیدڑ بھبکیوں میں نہیں آئیں گے۔ اور اپنی تحریک کے خلاف

سازشیوں کی ہرگز پرواہ نہیں کریں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ حکومت پاکستان نے میری تجاویز کو مسترد کر دیا ہے۔ اس لئے ہم نے اب فیصلہ کیا ہے کہ ہم سرینگر جائیں گے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ اُن کی جنگ آزادی میں شامل ہوں گے ہم جیلوں۔ گولیوں اور اپنی کھال تک کھینچوانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے اگر پاکستان پیچھے سے ہم پر گولیاں برسائے تو بھی ہم اس کی پرواہ نہیں کریں گے چہ جائیکہ اپنے دشمنوں کی گولیوں کی فکر کریں۔ اگر سیز فائر لائن توڑنے کے سلسلہ میں ہماری گرفتاریاں کی جائیں گی اور ہمارے اپنے پاکستانی بھائیوں کی طرف سے ہی ہم پر گولیاں برسائی گئیں تو ہمارے لئے یقینی طور پر مشکلات پیدا ہو جائیں گی تگر میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر ہمارا راستہ روکا گیا تو پھر ہمارے لئے پاکستان اور آزاد کشمیر کی حکومتوں کے روکنے کے باوجود اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا کہ ہم ایک طویل عرصہ تک جیلوں میں رہنے کے بعد بھی یہی نعرہ لگائیں۔ میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ حکومت پر زور دیں کہ وہ ہمیں نہ روکیں۔ خدا کا عذاب مول نہ لے۔ اور نہرو کا ایجنٹ بن کر ہماری راہوں میں کھڑے نہ ہوں میں نے اس تحریک کو پُر امن رکھنے کا اعلان کیا ہے۔ تاکہ پاکستان کی سالمیت پر حرف نہ آئے ورنہ ہمارے دو لاکھ مجاہدین پوری طرح جنگ آزما ہیں ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ہم ۹ ذوالحجہ کو اپنا پہلا جیش سیز فائر لائن کے باہر بھیج دیں گے اور اس میں ایک دن کی بھی تاخیر نہ ہو گی ہمارے نزدیک اس سے بہتر دن اور کوئی نہیں ہو گا۔ کیونکہ ہم حضرت خلیل اللہ کی قربانی کے جذبہ کو ایک بار پھر عوام کے سامنے لانا چاہتے ہیں۔ ہم اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ اور

پاکستان کے عوام کا فرض ہو گا کہ وہ بھی اپنا فرض ادا کریں۔ پنڈت نہرو نے کہا ہے کہ بیس زیادہ لوگ جمع نہیں کر سکوں گا میں مسٹر نہرو کا یہ چیلنج قبول کرتا ہوں اور ہم اب غلامی کی زنجیروں کو خود توڑ کر رکھ دیں گے۔ میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر ہمیں حد متارکہ جنگ عبور کرنے سے روکا گیا تو اس کی ساری ذمہ داری نون حکومت پر ہو گی۔

[۱۵ جون ۵۸ء لیاقت باغ راولپنڈی کے جلسہ عام میں]

(۱۵)

میں حکومت پاکستان کی تشویش کو پوری طرح سمجھتا ہوں۔ جو اسے معاہدہ جنگ بندی لائن کے احترام کے بارے میں لاحق ہے لیکن ذاتی طور پر مجھے اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ جب بھارت اپنے وعدوں اور ذمہ داریوں سے منحرف ہو رہا ہے تو پاکستان کو ان کے احترام کی کیوں اتنی تشویش لاحق ہے بہر حال حکومت پاکستان اپنے ضابطہ اخلاق کی خود ہی واحد مصنف ہے۔ میرا اس کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں۔ لیکن میں نے جنگ بندی لائن عبور کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے اس کا حکومت پاکستان کے وعدوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں نے وزیر اعظم پاکستان کا وہ بیان اخبارات میں دیکھا ہے۔ جس میں انہوں نے وارننگ دی ہے کہ جنگ بندی لائن کو توڑنے کی کسی حالت میں اجازت نہیں دی جائے گی۔ میں بڑے ادب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم کی یہ وارننگ بالکل فضول اور غیر متعلقہ ہے

تحریک آزادی کشمیر کو جس کے ساتھ مجھے وابستہ ہونے کا فخر ہے اپنے علاقے میں جانے کے لئے کسی شخص کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ جو بدقسمتی سے بھارت کے جارحانہ قبضہ میں ہے۔ اور جہاں ہمارے نہتے اور بے گناہ بھائیوں کو انسانیت سوز مظالم کا نشانہ بنایا جارہا ہے جنگ بندی لائن کے اُس طرف سے درد و کرب میں مبتلا ہمارے بھائیوں کی جو دردناک آوازیں ہم تک پہنچ رہی ہیں۔ ان پر کوئی بزدل اور سنگدل ہی خاموش رہ سکتا ہے۔ میں اپنی زندگی میں کبھی بزدل نہیں رہا۔ اور اب بھی میرے لئے بزدل کا پارٹ ادا کرنا ناممکن ہے۔

حکومت پاکستان کی طرف معاہدہ جنگ بندی کے احترام کی خواہش کو میں پوری طرح محسوس کرتا ہوں لیکن یہ حکومت کا اپنا نظریہ ہے۔ ہمارا اس کا ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہزاروں کشمیری رضاکار اپنی انفرادی حیثیت میں یہ اقدام کر رہے ہیں اس تحریک کا پاکستان کی حکومت یا اس کی پالیسیوں سے بالکل کوئی تعلق نہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں ہمارے بھائیوں کی طرف سے ہم پر جو فرض عاید ہوتا ہے ہم اسے پورا کرنا چاہتے ہیں اور حکومت پاکستان سے ہماری صرف یہ درخواست ہے کہ وہ ہمارے راستے میں نہ آئے اور اشتعال انگیزی سے باز آئے ہم پُرامن اور بغیر کسی اسلحہ کے جنگ بندی لائن کو عبور کریں گے۔ جنگ کا خدشہ بے بنیاد ہے۔ کیونکہ غیر مسلح افراد کے خلاف کوئی جنگ نہیں ہو سکتی۔ بدتر صورت حال یہ ہو سکتی ہے کہ ہم میں سے کچھ لوگ گولی سے مار دیئے جائیں ایسی صورت میں میری اللہ تعالےٰ سے پُرخلوص دعا ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل

ہوں -جو سب سے پہلے گولی کا نشانہ بنیں -اگر بین الاقوامی انصاف کا بے حس ضمیر خون بہاتے بغیر بیدار نہیں ہو سکتا تو ہم رضا کارانہ طور پر خون پیش کرنے میں فخر محسوس کریں گے -مقبوضہ کشمیر میں داخل ہونا ہمارا پیدائشی حق ہے -چاہے اس کے لیئے ہمیں کتنی ہی قربانیاں دینی پڑیں -اس اقدام سے مقبوضہ کشمیر میں ہمارے بھائیوں پر یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ قربانیوں اور آزمائشوں میں وہ اکیلے نہیں -میرا ایمان ہے کہ

؎ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

ہمارا پہلا جیش جمعہ ۲۸ جون (یوم الحج) کو چناری کے مقام پر جنگ بندی لائن کو کو عبور کرے گا اس کے بعد اس قسم کے جیش مخالفت کے باوجود چاہے وہ کسی طرف سے ہو مقبوضہ کشمیر میں داخل ہوتے رہیں گے -لیکن اگر حکومت پاکستان نے ہمیں روکا تو یہ بے حد افسوسناک اور حالات کی بہت بڑی بدنصیبی ہوگی -جنگ بندی لائن کو توڑنے کے پروگرام کا پاکستان کے عام انتخاب سے کوئی تعلق نہیں میں نہ ووٹر ہوں اور نہ انتخاب لڑنا چاہتا ہوں -اس کے علاوہ جنگ بندی اس قدر دور ہے کہ اس کا انتخابات ہو جو کہ شاید نومبر یا اگلے سال فروری میں ہوں -جون میں کیا اثر پڑ سکتا ہے یہ خیال بڑے عجیب وغریب دماغ کی پیداوار معلوم ہوتا ہے کیونکہ پاکستان کے کسی سیاسی لیڈر نے ابھی تک اس قسم کا کوئی بیان نہیں دیا -

میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ میں کشمیر کے بارے میں جہاں خون بہ رہا ہے اپنا سیاسی اور اخلاقی فرض ادا کر رہا ہوں میں مقبوضہ کشمیر میں داخلہ روکنے کے

تمام اقدامات کی خلاف ورزی کروں گا۔ میں پاکستانی عوام سے اپیل کروں گا کہ وہ عید کے دن یوم کشمیر منائیں۔ ہڑتالوں کے ذریعے نہیں بلکہ کشمیر کی آزادی اور ہماری تحریک کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگ کر۔

[۲۲ر جون ۱۹۵۸ء لاہور میں ایک پریس کانفرنس میں]

(۱۶)

آپ نے جنگ بندی لائن کو توڑنے کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کا جو فیصلہ کیا ہے اس سے ہمیں اور پاکستان کی رائے عامہ کو سخت صدمہ پہنچا ہے اس نام نہاد جنگ بندی لائن پر تقدس کی مہر لگانا بھارت کے ہاتھوں کو مضبوط کرنے کے مترادف ہے حکومت پاکستان کا یہ فیصلہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے بھی منافی ہے۔ جن میں یہ واضح طور پر کہا گیا ہے کہ کشمیری مہاجرین اپنے گھروں کو واپس جائیں گے۔ ہماری پرامن اور غیر مسلح تحریک کا پاکستان کی سیاسی طاقت آزمائی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ اس کا مقصد حکومت کی کس طرح کی مخالفت ہو سکتا ہے میں اپنے اس عزم کا پھر اظہار کرتا ہوں کہ ہم اپنے اس مقدس نصب العین کو ایسے مفادات کے لئے استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ آپ نے ہماری تحریک کو طاقت اور جیسا کہ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" لاہور کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے غیر مسلح اور پرامن رضاکاروں پر گولی چلا کر دبانے کا جو فیصلہ کیا ہے وہ نہ صرف انتہائی قابل مذمت ہے بلکہ بے حد اشتعال انگیز ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کی حکومت اور ہماری پرامن تحریک میں تصادم کا جو منصوبہ بنایا گیا ہے اس کا کیا مقصد ہے

بدقسمتی سے اس وقت کشمیر کے متعلق آپ نے جن مشیروں پر بھروسہ کر رکھا ہے وہ ایسے افراد ہیں جو اس صورت حال سے اپنے ذاتی، سیاسی اور مذہبی مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ ایسے افراد کو اپنے ذاتی مفادات کی تکمیل کے لیے پاکستان اور کشمیر کے مقدس مفاد کو قربان کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ آپ پر یہ حقیقت واضح کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہماری تحریک کی ناکامی ہمارے عوام کی ناکامی نہیں ہوگی بلکہ خود پاکستان کی ناکامی ہوگی۔

اس لیے میں آپ سے قومی وقار کے نام پر اپنے مذکورہ فیصلہ پر نظر ثانی کرنے کی اپیل کرتا ہوں۔ بیشتر اس کے کہ بہت دیر ہو جائے۔

[۲۴ جون ۱۹۸۵ء۔ وزیر اعظم پاکستان کے نام تار]

(۱۷)

ہماری تحریک کا مقصد پاکستان کا استحکام ہے۔ اور جب تک کشمیر آزاد نہیں ہوتا۔ پاکستان کا استحکام خطرہ میں ہے ہم نے پاکستان کے لیے پہلے بھی قربانیاں دی ہیں اور اب بھی پاکستان کے لیے میدانِ عمل میں آئے۔ پاکستان کی بزدل حکومت نے ہماری تحریک کی مخالفت کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے اس کی پرواہ مت کرو۔ مخالفین کو پیچھے چھوڑ دو اور آگے بڑھتے چلو اور ہمارا قدم

انشاءاللہ آگے ہی بڑھتا چلے جائے گا۔ اُس وقت تک جب کشمیر آزاد نہیں ہوتا۔

[۲۶ر جون ۸۵ء راولپنڈی میں تحریک آزاد کشمیر کے مرکزی دفتر میں گرفتاری سے ایک دن قبل رضاکاروں سے خطاب]

قائد تحریک کے ممتاز ساتھیوں کے خیالات

اور کون سا موقعہ؟

میں پاکستان کے عوام کی حب الوطنی اور ایثار کی تعریف کرتا ہوں۔ جو انہوں نے آج تک کشمیر کی آزادی کی جدوجہد سے متعلق ظاہر کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ پاکستان کی سرزمین پر آخری جلسہ ہوگا۔ جس میں میں تقریر کروں گا۔ تحریک آزادی کشمیر حکومت پاکستان کے ایما پر شروع نہیں کی گئی۔ کشمیری عوام یہ سمجھتے تھے کہ کشمیر کو خون سے ہی آزاد کیا جا سکتا ہے۔ یہ صرف آپ کی حکومت تھی جن کا خیال تھا کہ پنڈت نہرو تحفہ کے طور پر کشمیر پاکستان کو عنایت کرے گا۔ اور اب بھی پاکستان کے بھولے حکمران یہی امید رکھتے ہیں اس لئے ہم اب کبھی پاکستان کا انتظار نہیں کریں گے اور نہ ہی اس کی طرف دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ ہم نے اسی میں دس سال کا عرصہ ضائع کر دیا ہے۔ اب ہم یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ حد متارکہ جنگ توڑ کر ہی دم لیں گے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ "اب یا کبھی نہیں" ۔ بعض لوگ اب بھی یہ کہتے ہیں کہ حد متارکہ جنگ توڑنے کا ابھی موقعہ نہیں آیا۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ اور کون سا موقعہ ہوگا! شیخ محمد عبداللہ دوبارہ گرفتار ہو چکے ہیں اب وہ سیاسی قیدی نہیں بلکہ وہ اپنی موت کے وارنٹ پر دستخط کر کے جیل چلے گئے ہیں اس لئے ہمارا خاموش رہنا قومی

جرم ہے جنگ بندی لائن کیا چیز ہے؟ جنگ بندی ستانے کے لیے ہوتی ہے اور اس کا مقصد یہ تھا کہ ہم آزاد کشمیر کو بیس کیمپ بنالیں مگر آج سیز فائر لائن کو مستقل کر دیا گیا ہے۔

[۱۵ جون ۱۹۵۸ء مجاہدِ اول سردار عبدالقیوم خان سابق صدر آزاد کشمیر حکومت نے راولپنڈی کے جلسہ عام میں کیا]

بات چیت اور مصالحت بیکار ہے

مسئلہ کشمیر ۱۹۴۷ء میں جس جگہ تھا آج دس سال کے بعد بھی اُسی جگہ ہے جب جنگ بندی کا اعلان ہوا تو میں اُس وقت محاذ جنگ کے مورچوں میں تھا۔ ہم نے اُس وقت بھی اس کی شدید مخالفت کی تھی اور آج بھی مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ دس سال میں ثابت ہوا ہے کہ پُرامن بات چیت اور مصالحانہ کوششیں بھارت کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ناکام ہو چکی ہیں۔ سلامتی کونسل بڑی طاقتوں کی آلہ کار ہے۔ وہاں چھوٹی قوموں کو انصاف نہیں مل سکتا ہے۔ آزادی ہمیشہ حاصل کی جاتی ہے اور مانگنے سے آزادی کبھی کسی قوم کو نہیں ملی ہے۔ کشمیری عوام کو بھی بھارت سے لڑ کر آزادی حاصل کرنی ہو گی۔ میں چودھری غلام عباس خان صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک لاکھ آزمودہ کار پونچھ کے مجاہدین ان کے اشارے پر آزادی وطن کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے کے لیے بالکل تیار ہیں۔

(۶ جون ۱۹۵۸ء کرنل شیر احمد خان سابق صدر آزاد کشمیر حکومت نے راولپنڈی میں ڈسٹرکٹ مسلم کانفرنس کے کارکنوں کی کنونشن میں کہا۔)

ہم انتظار نہیں کر سکتے

ہم پاکستان کے ساتھ اس لئے شامل ہونا چاہتے ہیں۔ کہ جموں و کشمیر اور پاکستان کے مسلمانوں کا خدا ایک ہے اور رسول ایک ہے۔ مگر پاکستان کے حکمران نا اہل اور بزدل ہیں۔ وہ کشمیر کے لئے کوئی ٹھوس اور عملی اقدام کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم نے دس سال تک اقوام متحدہ کی کارروائیوں کا انتظار کیا مگر اب ہم خود کارروائی کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور ہم نے اس بات کا تہیہ کر لیا ہے کہ ہم کشمیر کو حاصل کر کے ہی دم لیں گے۔

[۱۵ جون ۵۸ء راجہ محمد حیدر خان سابق وزیر دفاع حکومت آزاد کشمیر نے راولپنڈی کے جلسہ عام میں کہا]

پاکستانی حکمرانوں نے ہمیں مایوس کر دیا

گزشتہ گیارہ سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد اب ہمارے لئے دو ہی راستے رہ گئے ہیں کہ ہم مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ کے ذریعہ حل کرائیں۔ یا پھر مقبوضہ کشمیر میں اپنے بھائیوں کے دکھ درد میں شریک ہوں۔ مگر اب حالات اس نہج پر پہنچ گئے ہیں کہ اقوام متحدہ سے ہماری توقعات ختم ہو کر رہ گئی ہیں۔ پاکستان کے حکمرانوں نے ہمیں مایوس کر دیا۔ اب ہم پاکستان پر بھی بھروسہ نہیں کر سکتے۔ پاکستان کی حکومت اقتدار پرستوں کی حکومت ہے۔ ہم اب اپنے ضمیر کو پاکستان کے حکمرانوں کے حوالہ نہیں کر سکتے، سیز فائر لائن کوئی معاہدہ نہیں۔ یہ دراصل رائے شماری

کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اگر اس رائے شماری پر عمل نہیں کرایا جاتا تو سیز فائر لائن کیا چیز ہے؟ ہم اس معاہدے کے پابند نہ تھے اور نہ ہیں اور نہ کبھی پابند ہوں گے۔ امریکہ اور برطانیہ جو اپنے آپ کو پاکستان کا دوست کہتے ہیں کشمیر کے مسئلہ پر انصاف کی حمایت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ ان حالات میں ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم میدانِ کارزار میں کود کر کشمیر کی مقدس سرزمین کی خاطر اپنی جان تک قربان کر دیں گے۔

(۱۵ جون ۱۹۵۸ء۔ خواجہ محمد یوسف صراف سابق جنرل سیکرٹری جموں وکشمیر مسلم کانفرنس نے راولپنڈی کے جلسہ عام میں کہا)

سلامتی کونسل میں جانا دھوکا ہے

پاکستان میں "ک" کا حرف کشمیر کے لئے ہے اگر اس کو ہٹایا جائے تو پاکستان بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ میں پاکستان کے حکمرانوں سے سوال کرتا ہوں کہ ستمبر ۱۹۴۷ء میں جوناگڑھ پہ جسے اصولی طور پر پاکستان کا حصہ ہونا چاہیئے تھا بھارت نے قبضہ کر لیا۔ مگر پاکستان کی مرکزی حکومت ٹس سے مس نہ ہوئی دو تین سال بعد چین نے شمال میں پاکستان کے ۱۲ ہزار مربع میل رقبہ پر قبضہ کیا مگر پاکستان کے حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی ۱۹۵۵ء میں بھارتی فوجوں نے پاکستانی جزیرہ چھنڈ بیٹ پر قبضہ کیا مگر پاکستان کو دو تین روز تک یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہ پاکستان کا حصہ ہے بھی یا نہیں؟ حال ہی میں مشرقی پاکستان میں برما کے علاقے پر بھارت نے یلغار کی۔ جس کے بارے میں ابھی تک پتہ نہ چل سکا۔ کہ یہ علاقہ بھارت

کے پاس ہی ہے یا نہیں ؟ کیا پاکستان کے حکمران یہ بتائیں گے ؟ کہ پاکستان اس لئے حاصل کیا گیا تھا کہ اس کے ایک ایک حصّہ کو پاکستان کے دشمنوں کے حوالے کر دیا جائے دس سال سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمام وزرائے اعظم۔ وزرائے امور کشمیر عوام میں بھی اور پرائیویٹ طور پر بھی سلامتی کونسل سے نا امیدی کا اعلان کر چکے ہیں مگر وہ بار بار اندھوں کی طرح دیوار سے ٹکراتے ہیں کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اب پھر سلامتی کونسل میں جا کر مقبوضہ کشمیر کے عوام کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ پاکستان اس وقت ایک نازک دور سے گذر رہا ہے وہ زندگی اور موت کے مسئلہ کو بھی التوا میں ڈالتا جا رہا ہے۔ ہم اب کشمیر کو حاصل کرنے پر تل گئے ہیں اور اگر میں یا کوئی کشمیری لیڈر جن میں ہمارے قاید چودھری غلام عباس بھی شامل ہیں آزادی کشمیر کے لئے جان بھی دے دیں تو وہ آزادی کشمیر کے لئے کوئی بڑی قربانی نہیں۔

[۱۵ ؍ جون ۱۹۵۸ء مسٹر خورشید حسن خورشید موجودہ صدر حکومت آزاد کشمیر نے راولپنڈی کے جلسہ عام میں کہا۔]

خدا ہمارے ساتھ ہے

آج ہم اُس جگہ کھڑے ہو کر تقریریں کر رہے ہیں۔ جہاں لیاقت مرحوم کو شہید کیا گیا وہ کشمیر اور کشمیریوں کا ہمدرد تھا لیکن آج پاکستان کے حکمران بزدل اور بد دیانت ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم نے خود کار روائی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہمیں اپنی کامیابی کا یقین ہے۔ ہم اپنی آزادی اور

انصاف کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ انصاف اور حق کے لئے لڑنا مسلمان کا مذہبی فرض ہوتا ہے۔ ہم آزادی کشمیر کے لئے اپنی جانوں تک کو بھی قربان کریں گے۔

[۱۵ جون ۱۹۴۶ء مولانا غلام حیدر خان جنڈالوی (مرحوم) سابق ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس راولپنڈی کے جلسہ عام میں کہا]

جنگ بندی لائن کیا ہے؟

★

تحریک آزادی کشمیر کے قائد چودھری غلام عباس خان کے اس اعلان سے کہ وہ اور امن کے ساتھی حد متارکہ جنگ کو پُرامن طور پر عبور کر کے مقبوضہ کشمیر میں داخل ہوں گے۔ یہ سوال پوری شدومد کے ساتھ سامنے آیا ہے کہ کشمیری عوام کے لئے جنگ بندی لائن کا احترام کہاں تک لازم ہے؟ کشمیری عوام تو اس بارے میں متفق تھے ہی کہ اُن پر اس مصنوعی لائن کا کوئی احترام لازم نہیں۔ جو اُن کے وطن عزیز کو چیرتی ہوئی دو ٹکڑوں میں تقسیم کرتی ہے البتہ پاکستان میں اس بارے میں دو رائیں تھیں۔ ایک رائے یہ تھی کہ کشمیری عوام کے جنگ بندی لائن پرامن طور پر عبور کرنے پر کوئی اور کسی قسم کی بھی پابندی نہیں ہے۔ پاکستان کے سیاست دان قانون دان اور اخبارات کے علاوہ تمام ذی شعور طبقہ اس رائے کا حامل تھا۔ دوسری رائے یہ تھی کہ کشمیری عوام کو بھی جنگ بندی لائن کا احترام اُسی طرح لازم ہے۔ جس طرح پاکستان کے عوام اور حکومت پر واجب ہے اس دوسری رائے کے علمبردار ایوان حکومت میں رہنے والے لوگ تھے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جنگ بندی لائن کا معاہدہ پاکستان اور بھارت کی حکومتوں کے درمیان ہوا تھا۔ کشمیری عوام چونکہ اس کے فریق نہیں ہیں اس لئے اُن پر اس کا احترام کسی عنوان بھی لازم نہیں ہے

اس نکتہ کو واضح کرنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جنگ بندی لائن کی حقیقت واضح کر دی جائے۔

۱۹۴۸ء میں جب کشمیری عوام مسلم کانفرنس کی قیادت میں بھارتی حکومت کے خلاف جنگ آزادی میں مصروف تھے تو بھارتی حکمرانوں نے یکم جنوری ۱۹۴۸ء کے دن یہ تنازعہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں پیش کر دیا۔ اقوام متحدہ کی طرف سے کشمیر کمیشن مقرر ہو کر برصغیر پاک و ہند آیا اس دوران پاکستان کی سالمیت اور سرحدوں کے تحفظ کے لئے پاکستانی فوج بھی کشمیر میں داخل ہو چکی تھی۔ آخر کشمیر کمیشن کی کوششوں سے دونوں حکومتوں میں اس امر پر اتفاق ہوا کہ ریاست جموں و کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ بین الاقوامی نگرانی میں آزادانہ رائے شماری کے ذریعہ سے کیا جائے گا اس کے لئے امن کی ضرورت تھی اور امن کے لئے جنگ کا خاتمہ لازمی تھا۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو کشمیر میں جنگ بند کرا دی گئی اس کے بعد ۲۷ جولائی ۱۹۴۹ء تک آٹھ سو میل لمبی حد متارکہ جنگ قائم ہوئی اس کے بعد عارضی معاہدہ ہونا تھا جو آج تک بھارتی حکمرانوں کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے نہ ہو سکا۔ یہ تھی جنگ بندی لائن کی کل حقیقت۔ کشمیر کمیشن کی دو قراردادیں جن کی تصدیق سلامتی کونسل نے بھی کی ہیں۔ ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء اور ۵ جنوری ۱۹۴۹ء مسئلہ کشمیر کے بارے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور ان قراردادوں پر ہی اقوام متحدہ میں مسئلہ کشمیر کی ساری عمارت قائم ہے ان قراردادوں میں کشمیری عوام پر اس قسم کی کوئی پابندی نہیں لگائی گئی ہے کہ وہ اس لائن کو عبور نہیں کر سکتے ہیں بلکہ ۱۳ اگست ۴۸ء کی قرارداد کے دوسرے حصہ میں یہ بھی صاف ظاہر ہوتا

ہے کہ ریاست جموں وکشمیر کے عوام کی کسی بھی پُرامن سیاسی تحریک پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ تحریک آزادی کشمیر بھی تو ایک پُرامن سیاسی تحریک تھی اگر بھارتی فوج تحریک کے پُرامن رضاکاروں پر گولی چلاتی تو وہ جنگ بندی لائن کا احترام نہ کرنے کی مرتکب ہوتی۔ کیونکہ جنگ بندی سیز فائر لائن بند ہے۔ ۱۳ر اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد کے دوسرے حصے میں ہی کشمیریوں (آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر) کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ تمام ریاست میں آزادانہ طور پر نقل وحرکت کرنے کے مجاز ہوں گے۔ اس حصے میں کشمیری عوام کے انسانی اور سیاسی حقوق کی گارنٹی بھی دی گئی ہے۔ اور تمام ریاست میں عوام کی جائز سیاسی سرگرمیوں پر کوئی اور کسی قسم کی پابندی نہیں لگائی گئی ہے۔ یہاں تمام جموں وکشمیر کو قانونی طور پر ایک سیاسی یونٹ تسلیم کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس لحاظ سے کشمیری باشندے تمام ریاست میں اپنی سیاسی سرگرمیاں جاری رکھ سکتے ہیں۔ ۵ر جنوری ۱۹۴۹ء کی قرارداد میں ان لوگوں کے واپس اپنے گھروں کو جانے کا حق تسلیم کیا گیا ہے جو لوگ فسادات کی وجہ سے اپنا گھر وبار چھوڑ گئے ہیں۔ ان قراردادوں کے علاوہ مسلمہ بین الاقوامی انسانی حقوق بھی کشمیری عوام کو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ اس مصنوعی لائن کو پار کر سکتے ہیں انسانی حقوق مشروط کبھی نہیں ہو سکتے۔ اس کے علاوہ بنیادی اور اہم بات تو ریاست جموں وکشمیر میں آزادانہ رائے شماری ہے جنگ بندی کا معاہدہ تو اس کی صرف ایک شرط ہے اس لئے اگر بنیادی معاہدے پر عمل نہیں ہوتا تو شرط کو برقرار رکھنا کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔ ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد میں حکومت پاکستان پر اس قسم کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں

کی گئی ہے کہ وہ کشمیری عوام کو پُرامن طور پر یہ لائن پار کرنے نہیں دے گی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جنگ بندی سے آج تک ہزاروں کشمیریوں نے یہ لائن پار کر کے پاکستان اور آزاد کشمیر میں پناہ لی۔ لیکن اس سے جنگ بندی لائن کے احترام میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ اور نہ ہی آج تک کسی نے اس بارے میں کوئی شکایت کی۔

دوسری بات یہ ہے کہ بھارت نے اب تک معاہدے پر کہاں تک عمل کیا ہے، بھارت نے نہ صرف یہ کہ معاہدے کے متفق باتوں پر عمل نہیں کیا بلکہ وہ تو اپنے بین الاقوامی معاہدے اور وعدوں کی پرواہ کئے بغیر رائے شماری سے ہی انکار کر رہا ہے۔ اس صورت میں جنگ بندی لائن کے احترام کا سوال ہی کیا؟

سب سے اہم اور بنیادی امر تو یہ ہے کہ جنگ بندی لائن کا معاہدہ پاکستان اور بھارت کی حکومتوں کے درمیان ہوا ہے۔ کشمیری عوام اس میں فریق کی حیثیت نہیں رکھتے ہیں اس کی وضاحت تحریک آزادی کشمیر کے قاید چودھری غلام عباس خان نے متعدد بار کی ہے۔ کشمیر کے نمائندوں نے بھی جنگ بندی لائن کے معاہدہ کو کبھی بھی قبول نہیں کیا ہے قاید تحریک نے نہ صرف یہ کہ اُس کانفرنس میں جنگ بندی سے اختلاف کیا تھا۔ جس کانفرنس میں حکومت پاکستان نے اس کو قبول کرنے کا فیصلہ کیا ہے بلکہ جنگ بندی کے فوراً بعد وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان مرحوم کے نام اپنے ایک خط میں بھی اپنے اس موقف کا واضح طور پر اظہار کیا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جموں و کشمیر کے جو مہاجر پاکستان میں عارضی طور پر آباد ہیں۔ حکومت پاکستان کو اُن کی جدوجہد آزادی پر پابندی لگانے

کا حق حاصل ہے۔ اس بارے میں میں پاکستان کے سابق وزیر امور کشمیر میاں مشتاق احمد گورمانی کے اس بیان کا ایک اقتباس نقل کرتا ہوں۔ جو انہوں نے قاید تحریک چودھری غلام عباس خاں کی گرفتاری پر ۳۰ جون ۱۹۵۸ء کے دن اخبارات کے نام جاری کیا تھا۔

"پاکستان نے ریاست جموں و کشمیر کے مہاجرین کو سیاسی پناہ دی ہے اور اس کے معاوضہ کے طور ان کی جدوجہد آزادی پر پابندی لگانا ایک غیر اخلاقی فعل ہے اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کہ حکومت مصر الجزائری پناہ گیر لیڈروں کو محض اس وجہ سے جدوجہد آزادی جاری رکھنے کے لئے اپنے وطن مالوف کو واپس نہ جانے دے۔ کہ حکومت فرانس اسے ایک غیر دوستانہ فعل سمجھے گی۔"

غرض یہ امر واضح ہوتا ہے کہ کشمیری عوام پر جنگ بندی لائن کو پرامن طور پر پار کرنے کے سلسلہ میں ہرگز کوئی پابندی نہیں ہے۔ بلکہ ان کا یہ اقدام اقوام متحدہ کی قراردادوں کی منشا کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ حدِ متارکہ جنگ پر مقیم اقوام متحدہ کے مبصرین نے بھی حکومت پاکستان کو یہی رائے دی تھی کہ کشمیریوں پر یہ لائن پُرامن طور پر پار کے سلسلہ میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ ۲۹ جولائی ۱۹۵۸ء کو اخبار "کوہستان" راولپنڈی کے نمائندہ خصوصی مقیم لاہور نے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل خبر دی تھی۔

"جنگ بندی لائن پر مقیم اقوامِ متحدہ کے مبصرین نے حکومت پاکستان کو اپنی اس رائے سے مطلع کر دیا ہے کہ کشمیری عوام کے حد متارکہ جنگ کو پُرامن طور پر پار کرنے سے جنگ بندی کے معاہدے کی خلاف ورزی نہیں ہوتی ہے"

صدائے بازگشت

غیروں نے کہا؟

★

۲۷ر جون ۱۹۵۸ء ——— نئی دہلی سے اے پی پی کے نمائندہ نے خبر دی ہے
آج یہاں بھارتی وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کی صدارت میں ایک ا
کانفرنس میں کشمیری لیڈر چوہدری غلام عباس کی جاری کردہ تحریک آ
کشمیر سے پیدا شدہ صورت حال پر غور کیا گیا۔ اس کانفرنس میں د
لوگوں کے علاوہ بھارتی وزیر دفاع مسٹر کرشنا مینن امور دولت م
کے سیکرٹری مسٹر ڈیسائی بری فوج کے چیف آف سٹاف جنرل
شامل تھے۔ جنرل تھمیا حال ہی میں مقبوضہ کشمیر کا دورہ کر کے آئے ہ

۲۶ر مئی ۱۹۵۸ء — نئی دہلی سے اے پی پی کے نمائندہ نے خبر دی ہے کہ آ
سری نگر میں بھارتی وزیر دفاع مسٹر کرشنا مینن نے مقبوضہ کشمیر کے
بخشی غلام محمد کے ساتھ حد بندی جنگ کے بارے میں بات چیت کی
کل بھی مسٹر مینن نے بخشی غلام محمد سے ملاقات کی تھی۔ خیال کیا جاتا
کہ ان ملاقاتوں کا تعلق چوہدری غلام عباس کی جاری کردہ تحریک آزاد
کشمیر سے پیدا شدہ صورت حال سے تھا۔

۱۶ر جون ۱۹۵۸ء ——— نئی دہلی سے اے پی پی کے نمائندہ نے خبر دی ہ
کہ دہلی کے سرکاری حلقوں نے چوہدری غلام عباس کی جاری کردہ

تحریک آزادی کشمیر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان نے مایوس ہو کر اب یہ طریقہ اختیار کیا ہے اور دھمکیوں سے کام لینا شروع کیا ہے پاکستان نے خود یہ تحریک شروع کرائی ہے تاکہ مقبوضہ کشمیر میں تخریبی سرگرمیاں تیز کرائی جا سکیں۔

۱۷ جون ۱۹۵۸ء ——— آزاد کشمیر کے لیڈر چودھری غلام عباس نے جنگ بندی لائن توڑنے کا جو اعلان کر رکھا ہے۔ مجھے شک ہے کہ وہ اس میں سنجیدہ نہیں ہیں اگر سنجیدہ ہیں بھی تو وہ زیادہ لوگوں کو اس کے لئے جمع نہیں کر سکیں گے اگر جمع بھی کر گئے تو چودھری غلام عباس اور اُن کے رضاکار رُک جائیں گے یا روک دیئے جائیں گے۔

[پنڈت جواہر لعل نہرو وزیر اعظم بھارت ۱۷ جون کو نئی دہلی

میں پریس کانفرنس میں]

۲۰ جون ۱۹۵۸ء ——— بھارت کسی کو جنگ بندی لائن عبور کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ لائن عبور کرنے والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ بہر حال اگر وہ پُر امن ہوں گے تو اُنہیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جائے گا۔ لیکن اگر تشدد ہوا تو اُن سے مختلف سلوک کیا جائے گا۔

[پنڈت جواہر لعل نہرو۔ دہلی سے ایک اخباری بیان میں]

۲ جولائی ۱۹۵۸ء ——— بھارتی عوام کو چودھری غلام عباس کی تحریک کے بارے میں چوکس رہنا چاہیئے۔ اور بھارت کی آزادی پر اثر انداز

ہونے والی ہر طاقت کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو جانا چاہیئے۔ حکومت پاکستان نے چودہری غلام عباس اور اُن کے رضاکاروں کو روک کر بہت اچھا کیا ہے۔ ورنہ حالات خراب ہو جاتے۔

[یکم جولائی ۱۹۵۸ء۔ پنڈت پنت وزیر داخلہ بھارت نے فیروزپور کے جلسہ عام میں کہا]

۲۶ مئی ۱۹۵۸ء ـــــ پاکستان نے کشمیر کے ایک حصہ پر جبراً قبضہ کیا ہے۔ لیکن اب پاکستان پھر شرارت کرنا چاہتا ہے اور چودہری غلام عباس کی تحریک بھی اسی قسم کی ایک شرارت ہے۔ تاہم اگر بھارت کی سرحدوں کی خلاف ورزی کی گئی تو بھارت اس کا پورا مقابلہ کرے گا۔

[بھارتی وزیر دفاع مسٹر کرشنا مینن نے ۲۶ مئی ۵۸ء کے دن سرینگر میں غیر ملکی سیاحوں کے ایک اجلاس میں کہا]

یکم جولائی ۱۹۵۸ء ـــــ چودہری غلام عباس اور اُن کے رضاکاروں کی حدِ متارکہ جنگ کی طرف پیش قدمی سے کشمیر میں زبردست انتشار پھیلے گا۔ اور یہاں کی اقتصادی حالت پر بھی اثر پڑے گا۔ چودہری غلام عباس کی اس تحریک کا مقصد یہاں سے سیاحوں کو بھگانا ہے چنانچہ بے شمار سیاح کشمیر سے واپس جا رہے ہیں۔

[بخشی غلام محمد وزیر اعظم مقبوضہ کشمیر نے یکم جولائی ۵۸ء کے دن سرینگر کے ایک جلسہ عام میں کہا]

اگر چودہری غلام عباس نے حدِ متارکہ جنگ کو عبور کیا تو اُن کا مناسب

استقبال کیا جائے گا۔ جس کے وہ مستحق ہوں گے۔

[بخشی غلام محمد وزیر اعظم مقبوضہ کشمیر نے سرینگر میں ۱۸ جون ۵۸ء
کو ایک بیان میں کہا]

چودھری غلام عباس کی تحریک پاکستان کے حکمرانوں کی ایک نئی چال ہے لیکن انہیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ اس کے نتائج خطرناک ہوں گے۔ کیونکہ اب ۱۹۴۷ء کا زمانہ نہیں ہے اگر اس تحریک کو جلدی بند نہ کیا گیا تو کشمیری عوام پاکستان کے خلاف متحد ہو کر "آزاد کشمیر" کو اُن کے قبضے سے آزاد کرا لیں گے۔

[۷ جولائی ۵۸ء کے دن نیشنل کانفرنس کے کنونشن کی ایک
قرارداد اس کنونشن کی صدارت بخشی غلام محمد نے کی]

---

۸ جولائی ۵۸ء ——— نئی دہلی سے اے۔ پی۔ پی کے نمائندہ نے خبر دی ہے کہ آج یہاں کی دیواروں پر ایک قدِ آدم پوسٹر چسپاں دیکھا گیا یہ پوسٹر بھارتی لوک سبھا اور راج سبھا کے بعض ممتاز ممبروں کے نام سے شائع ہوا ہے ان میں اکثر مسلمان ممبران پارلیمنٹ کے نام شامل ہیں۔ پوسٹر میں بھارتی عوام کو کشمیری لیڈر چودھری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر کی صورت حال سے خبردار کیا گیا ہے۔ اور بھارتی عوام پر زور دیا گیا ہے کہ وہ اس نئے خطرے کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں۔ پوسٹر میں چودھری غلام عباس کی تحریکِ آزادی کشمیر کو بھارت کی سالمیت کے

لئے زبردست خطرہ قرار دیا گیا ہے۔

نئی دہلی۔ ۱۹ اگست ۵۰ء ـــــ آج بھارتی لوک سبھا میں بعض ممبروں نے حکومت کو چودھری غلام عباس کی تحریک آزاد کشمیر کے نتائج کے بارے میں متنبہ کیا ہے۔

[پاکستان ٹائمز لاہور بحوالہ اے۔ پی۔ پی]

اور اپنوں کی بات...

کراچی - ۷ار مئی ۱۹۵۸ء ——— آج صبح دس بجے یہاں کشمیر کانفرنس ہوگی۔ اس میں وزیر اعظم ملک فیروز خان نون کے علاوہ سابق وزرائے اعظم چودھری محمد علی۔ مسٹر حسین شہید سہروردی اور مسٹر چندریگر بھی شرکت کریں گے ان کے علاوہ مشیر امور کشمیر مسٹر دین محمد۔ سیکرٹری امور خارجہ مسٹر بیگ بھی موجود ہوں گے۔ اس کانفرنس میں چودھری غلام عباس کے اس خط پر غور ہوگا جو انہوں نے حال ہی میں وزیر اعظم کے نام بھیجا تھا۔

(روزنامہ "ڈان" کراچی)

کراچی - ۲۸ر مئی ۱۹۵۸ء ——— کل یہاں کشمیر کانفرنس کے ایک اجلاس میں چودھری غلام عباس کے اس خط پر غور کیا گیا جو کشمیری لیڈر نے مئی کے پہلے ہفتے میں وزیر اعظم نون کے نام بھیجا تھا۔ کانفرنس سے پہلے اور بعد میں بھی وزیر اعظم ملک فیروز خان نون نے تحریک آزاد کشمیر کے قاید چودھری غلام عباس خان سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں آزاد کشمیر کے سابق صدر سردار عبد القیوم خان اور مشیر امور کشمیر مسٹر دین محمد بھی موجود تھے۔ چودھری غلام عباس اور سردار عبد القیوم ۲۶ مئی کی شام کو وزیر اعظم کی دعوت پر کراچی آئے ہیں۔ [روزنامہ "ڈان" کراچی]

لاہور یکم جون ۵۸ء ـــــ آج یہاں کشمیر کمیٹی کا ایک اجلاس ہوا جس میں وزیر اعظم کے علاوہ بعض سابق وزرائے اعظم اور اعلیٰ حکام شامل ہوئے کانفرنس میں کشمیری لیڈر چودھری غلام عباس کو تین تجاویز پر غور و خوض ہوتا رہا۔ کانفرنس کے بعد ایک بیان میں بتایا گیا ہے کہ حکومت پاکستان نے جنگ بندی لائن کے معاہدے کا احترام کرنے کا فیصلہ کیا ہے بیان کے مطابق کانفرنس میں بعض اہم اور خفیہ فیصلے کئے گئے۔

("سول اینڈ ملٹری گزٹ" لاہور)

کراچی ۱۹۔جون ـــــ آج یہاں مرکزی کابینہ کا ایک اہم اجلاس ہوا۔ وزیر اعظم نے اجلاس کی صدارت کی۔ اس میں چودھری غلام عباس کی جاری کردہ تحریک آزادی کشمیر کے بارے میں غور کیا گیا۔ اس سلسلہ میں بعض اہم اور خفیہ فیصلہ بھی کئے گئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کا تعلق تحریک آزادی کشمیر کو سختی کے ساتھ دبانے سے ہے۔

(نمائندہ اے۔پی۔پی مقیم کراچی)

کراچی ۔۲۵ جون ـــــ آج یہاں مرکزی کابینہ کے ایک اجلاس میں جو وزیر اعظم کی صدارت میں ہوا ہے۔ چودھری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر سے متعلق غور و خوض ہوتا رہا۔ اس کے بعد وزیر اعظم ملک فیروز خان نون نے آزاد کشمیر کے صدر سردار محمد ابراہیم خان اور مشیر امور کشمیر مسٹر ڈین سے ملاقات کی۔ اور ان سے تحریک آزادی کشمیر سے پیدا شدہ صورت حال پر تبادلہ خیال کیا ہے۔ (روزنامہ "جنگ" کراچی)

لاہور ۲- جولائی- آج یہاں صدر سکندر مرزا کی صدارت میں مرکزی کابینہ کا ایک اجلاس ہوا- اس میں تحریک آزادی کشمیر کے راہنما چودھری غلام عباس کی تحریک سے پیدا شدہ صورت حال پر غور کیا گیا- کانفرنس میں مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ مسٹر قزلباش نے بھی شرکت کی- اس اجلاس سے قبل صدر سکندر مرزا نے تحریک آزادی کشمیر کے لیڈر چودہری غلام عباس سے تحریک کو ملتوی کرنے کی ذاتی اپیل کی تھی- لیکن چودہری صاحب نے صدر کی اپیل کو قبول نہیں کیا ہے اس لئے مرکزی کابینہ کے اس اجلاس میں تحریک کو دبانے کے اقدامات پر غور کیا گیا اس سلسلہ میں کچھ اہم فیصلے کئے گئے-

(پاکستان ٹائمز- لاہور)

لاہور ۲- جولائی- آج یہاں وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان مسٹر مظفر علی قزلباش کی صدارت میں مغربی پاکستان کی کابینہ کا ایک اہم اجلاس ہوا- اس میں چودہری غلام عباس کی جاری کردہ تحریک آزادی کشمیر سے پیدا شدہ صورت حال پر غور و خوض کیا گیا- معلوم ہوا ہے کہ صوبائی کابینہ کے وزیروں کی اکثریت چودہری غلام عباس کی تحریک سے ہمدردی رکھتی ہے- کابینہ نے اپنے فیصلوں سے مرکزی حکومت کو آگاہ کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی تحریک کو کچلنے کے لئے بعض اقدامات کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے-

(روزنامہ "نوائے وقت"- لاہور)

کراچی ۴- جولائی ــ حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ہر حالت میں

جنگ بندی لائن کے معاہدہ کا احترام کرے گی اور کسی شخص کو حدِ متارکۂ جنگ پار کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔ کیونکہ پاکستان اپنے بین الاقوامی معاہدوں اور وعدوں کا پابند ہے اس کے ساتھ ہی حکومتِ پاکستان مقبوضہ کشمیر کے عوام اور اُن کے لیڈر شیخ محمد عبداللہ کی آزادی کے لئے بدستور پُرامن طور پر کوشش کرتی رہے گی۔

[ملک فیروز خان نون (وزیر اعظم پاکستان)]

لاہور۔ ۵ر جولائی ۱۹۵۸ء۔ کشمیر کو آزاد کرانا بڑا نیک کام ہے اور چودہری غلام عباس کی تحریک کے پیچھے اعلےٰ سیاسی نصب العین کام کر رہا ہے اور تحریک کو چلانے والے بڑے مخلص اور پُرجوش ہیں مگر اس تحریک کی سمت صحیح نہیں ہے۔

[ملک فیروز خان نون (وزیر اعظم پاکستان)]

نتھیا گلی ۷ر جولائی۔ —— چودہری غلام عباس کی تحریک آزادیِ کشمیر مسلسل مایوسی اور بے اطمینانی کا نتیجہ ہے مگر حکومتِ پاکستان بین الاقوامی معاہدوں کی پابند ہے اور پابند رہے گی۔

(صدر اسکندر مرزا (صدر پاکستان))

پشاور۔ ۷ر جولائی —— چودہری غلام عباس نے جنگ بندی کی سرحد پُرامن طریقہ سے پار کرنے کی جو تحریک شروع کی ہے وہ بے موقع ہے۔ اور اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور اس طرح جنگ بندی کے معاہدے کی خلاف ورزی ہوگی۔ [مسٹر دین محمد (مشیر امور کشمیر حکومت پاکستان)

کراچی۔ ۱۸ مئی ۱۹۵۸ء —— جو لوگ کشمیر میں حدِ متارکہ جنگ کو توڑنا چاہتے ہیں وہ عوام کو گمراہ کر رہے ہیں اور وہ غیر محبِ وطن اور شر پسند ہیں عوام کو ان لوگوں سے خبردار رہنا چاہیئے۔

[حکومت پاکستان کے ایک ترجمان کا بیان]

کراچی۔ ۲۵ جون ۱۹۵۸ء —— چودھری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر کا مقصد آزاد کشمیر میں اقتدار حاصل کرنا ہے اور اس تحریک کے پیچھے سیاسی مفادات ہیں۔ یہ تحریک بے حقیقت ہے۔ چودھری غلام عباس کی یہ تحریک بھارت کے خلاف نہیں بلکہ میرے خلاف ہے جنگ بندی لائن کی حفاظت آزاد کشمیر کی حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ بلکہ یہ حکومتِ پاکستان اور پاکستانی فوج کی ذمہ داری ہے۔

[سردار محمد ابراہیم خان (صدر حکومت آزاد کشمیر)]

راولپنڈی۔ ۴ جولائی ۱۹۵۸ء —— جنگ بندی لائن توڑنے کی تحریک کا نتیجہ پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ ہوگا۔ اس لئے یہ اقدام غیر دانشمندانہ اور بے وقت ہے۔ چودھری غلام عباس کا یہ اقدام خود اُن کے اور کشمیری عوام کے لئے خودکشی کے مترادف ہوگا۔

[سردار محمد ابراہیم خان (صدر آزاد کشمیر حکومت)]

کراچی —— کسی بھی شخص کو حدِ متارکہ جنگ پار کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ تحریک آزادی کشمیر شروع کرنے والوں کے خلوص پر شبہ کرنا غلط ہے ان کے دل وطن دوستی کے جذبے سے معمور ہیں۔ یہ تحریک

مایوسی کے گہرے احساس کا نتیجہ ہے اور اس کے شروع کرنے والوں کے خلوص پر شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے دل وطن کی محبت کے جذبے سے بھرے ہوئے ہیں مگر ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ان کی پیش قدمی سے جنگ بندی کے معاہدے کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ تحریک کے بارے میں صدر آزاد کشمیر سردار ابراہیم کا بیان غلط۔ احمقانہ اور افسوسناک ہے۔

[ملک فیروز خان نون (وزیراعظم پاکستان)]

راستہ تو یہی ہے لیکن...

★

نتھیا گلی ۔ ۳ جولائی ۔ چودھری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر نے ثابت کر دیا ہے کہ اہل کشمیر اپنے وطن کی آزادی کے لئے بڑے بے تاب ہیں لیکن حکومت پاکستان کو اپنے بین الاقوامی معاہدوں اور وعدوں کا بھی احساس ہے۔

[صدر اسکندر مرزا (صدر پاکستان)]

لاہور ۵ جولائی ۱۹۵۸ء —— چودھری غلام عباس ۔ شیخ عبداللہ کے ہم پلہ لیڈر رہیں وہ ایک قومی ہیرو ہیں ان کے خلوص پہ شبہ نہیں کیا جا سکتا اور چودھری صاحب کی قربانیاں اور خلوص مسلمہ ہے اور وہی ایک کشمیری راہنما ہیں جو اپنی سیاسی زندگی اور کردار کے اعتبار سے شیخ عبداللہ کے برابر ہیں چودھری صاحب کی تحریک سے اصولی طور پر کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا ہے ۔ مجھے اُن کی رہائی پر بے انتہا خوشی ہو گی چنانچہ اُنہیں رہا بھی کیا گیا تھا مگر چودھری صاحب نے پھر وہی اقدام کیا ۔ جو اِن کی پوزیشن اور عزت کے لئے مناسب تھا ۔ میں اب بھی اُنہیں رہا کرنے کا مشتاق ہوں لیکن اب اس سے کوئی مقصد نہیں نکلے گا کیونکہ چودھری صاحب پھر جنگ بندی سرحد کی طرف مارچ کریں گے، اور حکومت مجبوراً ایسا کرنے نہیں دے گی۔ [ملک فیروز خان نون]
وزیر اعظم پاکستان

کراچی ـــــــ چودہری غلام عباس نے جو تحریک شروع کی ہے ان کا جذبہ نیک ہے اور اگر چودہری غلام عباس کو جنگ بندی لائن پار کرنے کی اجازت دے دی جاتی تو بھارتی فوج اُنہیں گولی مار دیتی۔ اس طرح پاکستان ایک اچھے لیڈر سے محروم ہو جاتا۔ ہم جذبہ کی قدر کرتے ہیں لیکن اس سے کشمیر کو آزاد کرنے میں رکاوٹ پڑتی ہے کیونکہ حکومت پاکستان اقوام متحدہ پر زور دیتی ہے کہ کشمیر میں اقوام متحدہ کی فوج متعین کر دی جائے چودہری صاحب کی تحریک سے اس کوشش میں رکاوٹ پڑتی ہے۔

[قومی اسمبلی میں مسٹر حسین شہید سہروردی سابق وزیر اعظم پاکستان وصدر عوامی لیگ]

ہم سب چودہری غلام عباس کی بے پناہ عزت کرتے ہیں۔ چودہری صاحب کا اخلاص اور ایمان داری مسلمہ ہے کوئی شخص چودہری غلام عباس کی حب الوطنی کو مورد الزام قرار نہیں دے سکتا۔ چودہری صاحب کی پوزیشن کا کوئی اور لیڈر بھی وہی قدم اُٹھاتا جو مسئلہ کشمیر کے بارے میں چودہری صاحب نے اُٹھایا ہے۔ ہم سب آزادی کشمیر کو اپنا عزیز ترین نصب العین سمجھتے ہیں۔ ہم نے چودہری غلام عباس کو اسی جذبے کے تحت عید کے دن رہا کیا تھا اور ان سے درخواست کی تھی کہ وہ جنگ بندی لائن کو عبور کر کے بین الاقوامی معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کریں مگر آپ نے میری درخواست کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ اور جنگ بندی لائن توڑنے پر مصر ہیں۔ چنانچہ مجبوراً اُنہیں نظر بند کرنا پڑا۔ حکومت چودہری صاحب

کو ایک دن کیلئے بھی جیل میں نہیں رکھنا چاہتی ہے۔ جیل میں اُنہیں اے کلاس دی گئی ہے مگر چودہری صاحب خود "سی" کلاس کی سہولتیں لینے پر مُصر ہیں اس میں حکومت کا کیا قصور ہے؟ لیکن حکومت پاکستان چودہری غلام عباس کو جنگ بندی لائن پار کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی ہے کیونکہ ہم بین الاقوامی معاہدات کے پابند ہیں اور ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ بھارتی فوج چودہری صاحب کے ساتھ کوئی نامناسب سلوک کرے۔ میری حکومت چودہری صاحب کو رہائی کی پیشکش کر چکی ہے۔ آج بھی میں یہ پیشکش کرتا ہوں۔

[مسٹر مظفر علی قزلباش (وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان) کی صوبائی اسمبلی میں تقریر]

مجھے افسوس ہے کہ چودہری غلام عباس اس وقت جیل میں ہیں وہ ایک بڑے لیڈر ہیں اور اس احساس نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم اُنہیں روکیں اور دشمن کے پنجے میں نہ جانے دیں۔ ہمیں اس بات کا افسوس بھی ہے لیکن ہم جنگ بندی کے پابند ہیں اور جنگ کے خلاف ہیں۔

[سید امجد علی (وزیر خزانہ پاکستان) قومی اسمبلی میں]

چودہری غلام عباس کی تحریک نیک جذبے کے ساتھ شروع کی گئی ہے لیکن جنگ کی دھمکیوں سے حالات خراب ہوتے ہیں اس سے بین الاقوامی تنازعات حل نہیں ہوتے۔

[سردار امیر اعظم (وزیر پارلیمانی امور پاکستان) قومی اسمبلی میں]

ہم چودہری غلام عباس کی دل وجان سے عزت کرتے ہیں وہ وقت قریب ہے جب ہمارے سامنے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار باقی نہ ہوگا کہ جنگ بندی لائن پار کی جائے۔ اُس وقت ہم چودہری صاحب کو نہیں روکیں گے بلکہ پاکستان کی فوج اُن کے ساتھ ہوگی۔ وہ اور اُن کے ساتھی مجرم نہیں بلکہ جنگ آزادی کے بہادر سپاہی ہیں ملک و قوم کو اُن کی ضرورت ہے لیکن اگر اُن کے ساتھ بھارتی فوج بُرا سلوک کرتی تو یہ ہمارا بدترین اخلاقی جرم تصور کیا جاتا۔

[مسٹر مظفر علی قزلباش (وزیر اعلےٰ مغربی پاکستان، قومی اسمبلی میں]

عبداللہ عباس زندہ باد

(مقبوضہ کشمیر کے عوام کا ردِ عمل)

نئی دہلی۔ ۲۷ر جون ۵۸ء ـــــ کل مقبوضہ کشمیر کے مختلف مقامات پر کشمیری مسلمانوں نے چودھری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر کی حمایت میں جلسے کئے اور جلوس نکالے اور زبردست مظاہرے کئے۔ مظاہرین " رائے شماری کراؤ " "تحریکِ آزادی کشمیر زندہ باد"۔ "شیخ محمد عبداللہ زندہ باد" "چودھری غلام عباس زندہ باد" کے نعرے لگا رہے تھے۔ سرینگر اسلام آباد۔ بارہ مولہ اور پلوامہ اُن مقامات میں شامل ہیں۔ جہاں عوام نے تحریک آزادی کشمیر کے حق میں مظاہرے کئے۔ بخشی پولیس نے ان جلوسوں پر زبردست لاٹھی چارج کیا ہے۔ جس سے کافی مسلمان زخمی ہو گئے ہیں۔

(پاکستان ٹائمز لاہور بحوالہ اے۔پی۔پی)

لاہور۔ ۵ر جولائی ـــــ وزیر اعظم پاکستان ملک فیروز خان نون نے یہاں آج ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ چودھری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر۔ کشمیری عوام کی مایوسی اور بے اطمینانی

کا براہ راست نتیجہ ہے۔ لیکن ہم اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اس تحریک سے مقبوضہ کشمیر میں بھارت نے ظلم و تشدد کا ایک نیا دور شروع کیا ہے چنانچہ اس ہفتے کی خبر ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی پولیس نے ایک درجن کے قریب مسلمانوں کو شہید کیا ہے یہ لوگ تحریک آزادی کشمیر کی حمایت میں مظاہرہ کر رہے تھے۔

[روزنامہ " نوائے وقت " لاہور]

سیالکوٹ ۔ ۳ر جولائی ۵۸ء ——— مقبوضہ کشمیر سے خبر آئی ہے کہ کشمیری لیڈر چودہری غلام عباس کی جاری کردہ تحریک آزادی کشمیر سے وہاں کی تحریک آزادی میں نئی جان آئی ہے ۔ چنانچہ وہاں کے عوام میں تحریکِ آزادی کشمیر کے بارے میں زبردست جوش و خروش پایا جاتا ہے وہاں روزانہ تحریکِ آزادی کی حمایت میں جلسے ہوتے ہیں اور جلوس نکالے جاتے ہیں۔ جلوسوں میں لوگ "تحریکِ آزادی کشمیر زندہ باد" "شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ زندہ باد" "قائد ملت چودہری غلام عباس زندہ باد" کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ بعض جلوسوں میں " عبداللہ عباس زندہ باد" کا نعرہ بڑا مقبول ہو رہا ہے ۔ بخشی پولیس نے جلوسوں کو بند کرنے کے لئے کئی بار لوگوں پر لاٹھی چارج کیا ہے ۔ جس سے بعض حریت پسند کشمیری شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ جلوسوں پر گولیاں چلانے کی خبر بھی آئی ہے۔

[روزنامہ " زمیندار " لاہور بحوالہ اے۔پی۔پی]

قوم ساتھ ہے

★

تحریک آزادی کشمیر کے راہنما چودھری غلام عباس خان نے وزیر اعظم پاکستان کے نام اپنے تاریخی خط کے فوراً بعد آزاد کشمیر کے عوام اور پاکستان میں مقیم کشمیری مہاجرین کی رائے کو اپنی تین تجاویز کے حق میں ہموار کرنے کی مہم شروع کی۔ اُنہوں نے قلیل ترین عرصہ میں طوفانی دورہ کے ذریعہ آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان میں مختلف ۲۲ عام جلسوں اور ڈسٹرکٹ کنونشنوں سے خطاب کیا۔ ان کے دورہ میں سردار عبدالقیوم خان۔ راجہ حیدر خان۔ کرنل شیر احمد خان۔ محمد یوسف صراف مولانا غلام حیدر جنڈالوی و دیگر رفقاء اُن کے ہمراہ تھے۔ قاید تحریک نے آزاد کشمیر کے تینوں ضلعوں اور مغربی پاکستان کے سرحدی اضلاع سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ لاہور گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ ہزارہ اور پشاور میں مسلم کانفرنس کارکنوں کی کنونشنیں طلب کر کے اُن سے خطاب کیا۔ اور ان مقامات پر لبریشن کمیٹیاں بنائیں قائد تحریک کی اس مہم کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا۔ حدِ متارکہ جنگ کے اس پار کشمیری قوم نے فردِ واحد کی طرح اپنے قاید کی آواز پر لبیک کیا۔ آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے سرحدی اضلاع میں جگہ جگہ اور قریہ قریہ لبریشن کمیٹیاں بنائی گئیں۔ کشمیری عوام نے جلسوں کے ذریعہ اپنے قاید کی تجاویز کی پُرزور حمایت کی اور جب قائد تحریک نے جنگ بندی لائن کو عبور کرنے کا اعلان کیا تو تمام کشمیریوں نے اُن کا

ساتھ دینے کا اعلان کر دیا۔ میرپور۔ بھمبر۔ کوٹلی۔ کھوئی رٹہ۔ ڈوڈیال۔ ہجیرہ۔ عباس پور۔ راولاکوٹ۔ پلندری۔ ترار کھل۔ باغ۔ دھیرکوٹ۔ چمن کوٹ۔ چھپاٹی۔ غازی آباد۔ منگ۔ چناری۔ گڑھی۔ کوہالہ۔ ڈنہ کچلی۔ مظفر آباد۔ کہوڑی۔ چکار۔ برسالہ۔ دھنی۔ ہٹیاں۔ ایبٹ آباد۔ مانسہرہ۔ حویلیاں۔ پشاور۔ مردان۔ کیمبلپور۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ گجرات۔ جلالپور جٹاں۔ گوجرانوالہ۔ سرائے عالمگیر۔ لاہور۔ سیالکوٹ۔ کراچی۔ لائلپور۔ مری وغیرہ مقامات پر عام جلسے اور کارکنوں کے اجلاس قائد تحریک کے حق میں ہوئے۔ اور اپنے قائد کے پروگرام کی حمایت کی گئی۔ چنانچہ جب قائد کشمیر چودھری غلام عباس یہ کہتے تھے کہ وہ اکیلے حدِ متارکہ جنگ کی خلاف ورزی کریں گے تو حکومت پاکستان جانتی تھی کہ "چودھری غلام عباس "حدِ متارکہ جنگ کے اس پار تمام کشمیریوں کا نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چودھری صاحب کے ان اعلانات اور حکومت کے "مشیروں" کی اس رائے کہ "چودھری غلام عباس کا کوئی ساتھ نہیں دے گا" کے باوجود حکومت کو سخت تشویش تھی۔ اس تشویش کے پیشِ نظر وزارت امور کشمیر کے ایک ترجمان کو یہ کہنا پڑا کہ "حکومت کے زبردست انتظامات کے باوجود ممکن ہے کہ بعض رضاکار حدِ متارکہ جنگ کو عبور کریں کیونکہ ۳۰۰ میل طویل حدِ متارکہ جنگ پر رضاکاروں کے طوفان کو روکنا کچھ آسان نہیں ہے۔"

حدِ متارکہ جنگ کے اس پار رہنے والے کشمیریوں نے قائد تحریک چودھری غلام عباس کا جو زبردست ساتھ دیا اس کا اعتراف حکومت پاکستان کے ذمہ دار حضرات کو آخر کرنا پڑا اور اقوام متحدہ کے نام اپنے خط میں بھی اُس کا اعتراف واضح الفاظ میں کیا گیا۔ آزاد کشمیر کے عوام اور پاکستان میں مقیم کشمیری مہاجرین نے اُس جوش و خروش اور ولولے کے ساتھ تحریک آزادی کشمیر کا ساتھ دیا۔ جس طرح ۱۹۳۱ء میں کشمیری عوام نے تحریک حریت کشمیر کا ساتھ دیا تھا۔

ہم بھی ساتھ ہیں!

پاکستان کے عوام کو کشمیر اور کشمیری عوام کی آزادی کے ساتھ جو دلی ہمدردی ہے وہ محتاج بیان نہیں یہی وجہ ہے جب تحریک آزادی کشمیر کے راہنما چوہدری غلام عباس خان نے حکومت پاکستان کی زبردست مخالفت کے باوجود حدِ متارکہ جنگ کو عبور کرنے کا اعلان کیا تو تمام پاکستانی رائے عامہ نے اس تحریک کی بھرپور حمایت کی۔ لاہور میں تمام سیاسی جماعتوں نے تحریک آزادی کشمیر کی حمایت کے لئے "محاذِ آزادی کشمیر" کے نام سے ایک فرنٹ قائم کیا۔ اس "محاذِ آزادی کشمیر" کی طرف سے ایک آل پارٹیز کشمیر کانفرنس منعقد کی گئی۔ پاکستان کی اُس دور کی سب سے بڑی اور نمائندہ جماعت مسلم لیگ نے اپنی مجلس عاملہ میں اس تحریک پر غور کیا۔ صدر مسلم لیگ نے جماعت کی طرف سے تحریک آزادی کشمیر کے حق میں ایک بیان جاری کیا۔ پاکستان مسلم لیگ کونسل نے اپنے ڈھاکہ کے اجلاس میں تحریک کے حق میں ایک زبردست قرارداد منظور کی۔ ملک کی اُس دور کی تقریباً تمام سیاسی جماعتوں کے ممتاز لیڈروں نے تحریک آزادی کشمیر کے حق میں بیان دیئے اور تقاریر کیں۔ یہاں بعض ممتاز لیڈروں کے بیانات اور تقاریر کے اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں اور مختلف جماعتوں کی قراردادیں درج کی جاتی ہیں۔ جن میں تحریک آزادی کشمیر کی پُرزور حمایت کی گئی ہے۔

خان عبدالقیوم خان (صدر پاکستان مسلم لیگ)

پاکستان مسلم لیگ تحریک آزادی کشمیر سے متعلق حکومت کی پالیسی کی شدید مذمت کرتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ تحریک آزادی کشمیر کے لیڈر چودہری غلام عباس خان اور اُن کے ساتھیوں کو فوراً رہا کر کے کل جماعتی کانفرنس طلب کی جائے۔

(۳۰ جولائی کو ایک بیان میں)

چودہری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر ایک قومی تحریک ہے ہر ایک پاکستانی کا فرض ہے کہ وہ اسکی حمایت کریں۔ حکومت پاکستان اور آزاد کشمیر حکومت نے اس بارے میں جو رویہ اختیار کیا ہے وہ قابل مذمت ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ چودہری غلام عباس۔ اُن کے ساتھیوں اور تمام گرفتار شدہ رضاکاروں کو فوراً رہا کر دیا جائے۔ (لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

قائد اعظم کے بعد پاکستان میں چودہری غلام عباس کی ذات سب سے زیادہ عقیدت اور احترام کا مرکز ہے یہی وجہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ نے تحریک آزادی کشمیر کی مکمل حمایت کے کا فیصلہ کیا ہے۔ (ڈھاکہ میں مسلم لیگ کونسل میں تقریر)

اسماعیل ابراہیم چندریگر (سابق وزیر اعظم پاکستان)

چودہری غلام عباس نے یہ تحریک حکومت پاکستان کی پالیسیوں سے مایوس ہونے کے بعد شروع کی ہے یہ الزام انتہائی شرمناک اور لغو ہے کہ اس تحریک سے بھارت کو فائدہ پہنچتا ہے دراصل اس تحریک کو گمراہ کن خیال کرنے والے خود گمراہ ہیں تحریک کو

کچلنے کے لئے جس طرف سے بھی اور جو بھی قدم اُٹھایا گیا ہے وہ قابل مذمت ہے یہ بات انتہائی شرمناک ہے کہ چودہری غلام عباس اور اُن کے مجاہد ساتھیوں کو پاکستان کی جیلوں میں ڈال دیا گیا۔ (میر مہاجر کالونی کراچی کے جلسہ عام میں تقریر)

چودھری محمد علی (سابق وزیر اعظم پاکستان و لیڈر نظام اسلام پارٹی)

کشمیر نے دو ہی لیڈر پیدا کئے ہیں ایک شیخ محمد عبداللہ اور دوسرے چودہری غلام عباس اور یہ قسمت کی ستم ظریفی ہے کہ جس لیڈر نے ابتدا میں بھارت کا ساتھ دیا وہ بھارتی جیل میں ہے اور جس لیڈر نے پاکستان کا ساتھ دیا وہ آج پاکستانی جیل میں ہے حکومت پاکستان اس اقدام پر ناز نہیں کر سکتی۔ (قومی اسمبلی میں تقریر)

(چودہری محمد علی نے چودہری غلام عباس کی گرفتاری کے دوسرے دن ہی بطور احتجاج اعلیٰ کشمیر کمیٹی سے استعفیٰ دیا تھا)

میاں ممتاز محمد خان دولتانہ (سابق وزیر اعلیٰ پنجاب و وزیر دفاع پاکستان)

چودہری غلام عباس پاکستان کے سب سے زیادہ مقبول اور معزز لیڈر ہیں آج کوئی لیڈر عوامی اعتماد میں ان کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ وہ گزشتہ تیس سال سے کشمیر کی آزادی کے لئے جنگ لڑ رہے ہیں جیل میں اگر ان کا بال بھی بیکا ہوا تو قوم حکومت کو سخت ترین سزا دے گی۔ (جہانگیر پارک کراچی کے جلسہ عام میں)

چودہری غلام عباس پاکستان کے محبوب ترین قاید ہیں۔ وہ مقدس ترین نصب العین کی تکمیل کے لئے جیل میں نظر بند ہیں چودہری صاحب کی زندگی ہم سب کی زندگیوں سے

زیادہ قیمتی ہے وہ نہایت ایماندار اور بے باک قاید ہیں اُنہوں نے حصول آزادی کے لئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں۔قوم ان کے احسانات کو فراموش نہیں کرسکتی۔اگر چودہری صاحب کی صحت کو ذرہ بھی نقصان پہنچا تو ہم اسے برداشت نہیں کرینگے

(صوبائی اسمبلی میں تقریر)

جنگ بندی کا معاہدہ پاکستان اور بھارت کی حکومتوں کے درمیان ہوا تھا کشمیری عوام اس کے فریق نہیں ہیں اس لئے اُن پر اس لائن کو عبور کرنے کے سلسلہ میں ہرگز کوئی پابندی نہیں ہے کشمیر کا مسئلہ چودہری غلام عباس کے تعاون اور مشورے کے بغیر کبھی حل نہیں ہو سکتا۔چودہری غلام عباس کشمیری عوام کے مسلمہ لیڈر ہیں اور اُنہوں نے آزادی کشمیر کی جدوجہد میں جو قربانیاں دی ہیں ان کے باعث وہ کشمیری عوام کے دلوں میں گھر کر چکے ہیں۔حکومت کو فوری طور پر کشمیر کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے کل جماعتی کانفرنس بلانی چاہیے۔جس میں چودہری غلام عباس اور اُن کے ساتھی بھی شریک ہوں۔

(قومی اسمبلی میں چودہری غلام عباس کی گرفتاری کے خلاف تحریک التوا پیش کرتے ہوئے کہا۔)

سردار بہادر خان (سابق وزیر مواصلات پاکستان ولیڈر صوبائی اسمبلی لیگ پارٹی)

چودہری غلام عباس کی گرفتاری ایک افسوسناک اقدام ہے حکومت پاکستان کے بزدل اور نااہل وزیراعظم اس پر فخر نہیں کر سکتے ہیں۔مجھے چودہری صاحب کی گرفتاری سے انتہائی صدمہ پہنچا ہے۔اُنہوں نے آزادی کے لئے جو بے مثال

قربانیاں دی ہیں۔ اُن پر ہمیں فخر ہے وہ ایک بے باک۔ ایماندار اور مخلص لیڈر ہیں، پاکستان کے لیئے وہ ایک انمول سرمایہ ہیں۔ اُن کو فوراً رہا کیا جائے۔

(چودھری غلام عباس کی گرفتاری پر ۳۰ جون ۵۸ء کو ایک بیان میں)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی (امیر جماعت اسلامی پاکستان)

پاکستان کا حکمران طبقہ مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے لئے خود کوئی مناسب قدم نہیں اُٹھاتا اور کشمیری عوام اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اُنہیں بھی روک دیا جاتا ہے جس صورت حال سے بچنے کے لئے چودھری غلام عباس اور اُن کے ساتھیوں کو گرفتار کیا گیا ہے وہ اب اور بھی پیچیدہ ہو جائیں گی۔ اور چودھری غلام عباس کی گرفتاری نہ صرف قابل مذمت بلکہ شرمناک ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ ان کو رہا کر کے ایسی پالیسی مرتب کرے۔ جس سے چودھری غلام عباس اور عوام مطمئن ہو جائیں۔

(لاہور میں ۲۷ جون ۵۸ء کو چودھری غلام عباس کی گرفتاری پر بیان)

میاں مشتاق احمد گورمانی (سابق وزیر امور کشمیر پاکستان وگورنر مغربی پاکستان)

مجھے چودہری غلام عباس اور ان کے ساتھی کشمیری لیڈروں کی گرفتاری اور اس سلسلہ میں حکومت پاکستان کے اعلان سے سخت صدمہ پہنچا ہے۔ حکومت پاکستان کا یہ رویہ ہمارے موقف اور بین الاقوامی معاہدوں و وعدوں کے خلاف ہے ہم کشمیریوں کی جدوجہد آزادی میں رکاوٹ ڈالنے کا حق نہیں رکھتے ہیں موجودہ صورت

میں اس کا کوئی اخلاقی یا قانونی جواز بھی موجود نہیں ہے مجھے شک ہے کہ وزیراعظم نے اپنی حکومت کے حالیہ اقدام کے اثرات کو پوری طرح نہیں سمجھا ہے اس تحریک کے سلسلہ میں ان کے اور پنڈت نہرو کے رویہ میں۔ حکومت آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر کی بخشی حکومت کے رویہ میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آتا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ پاکستان اور آزاد کشمیر کے عوام یہ نہیں ہونے دیں گے۔

(لاہور سے ۲۰ جون ۱۹۵۸ء چودھری غلام عباس کی گرفتاری پر ایک بیان میں)

بیگم جہاں آرا شاہنواز (رکن آل انڈیا مسلم لیگ مجلس عاملہ)

اگر حکومت پاکستان اور چودھری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر کے درمیان تصادم ہوا تو پاکستانی قوم ایک زبان ہو کر چودھری غلام عباس کی حمایت کرے گی۔

(۳ جون ۱۹۵۸ء لاہور سے ایک بیان)

اب جب کہ ممتاز کشمیری لیڈر چودھری غلام عباس نے ایسی تحریک شروع کی ہے جو اس مسئلہ کے حل میں مؤثر ثابت ہو سکتی ہے تو حکومت نے اُسے روک دیا ہے۔ (ڈھاکہ میں مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں)

سید قاسم رضوی (حیدرآباد دکن کے رضاکار لیڈر)

تحریک آزادی کشمیر ایک بروقت اقدام ہے۔ مقبوضہ کشمیر کے عوام پر بھارتی مظالم کو ختم کرنا ضروری ہے۔ چودھری غلام عباس اس تحریک کو شروع کرنے کے لئے

مبارکباد کے مستحق ہیں۔ تمام پاکستانی قوم اُن کے ساتھ ہے۔
(لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس کے نام پیغام)

سابق میجر جنرل اکبر خان (لیڈر ملت پارٹی)

کشمیر کو مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی کو مضبوط کر کے ہی آزاد کیا جاسکتا ہے تحریک آزادی کشمیر اس مقصد کے لئے ایک مفید اور مناسب تحریک ہے۔
(لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

چودھری نذیر احمد خان (موجودہ اٹارنی جنرل حکومت پاکستان)

کشمیری عوام پر حدِ متارکہ جنگ کو عبور کرنے کے سلسلہ میں کوئی پابندی نہیں ہے اس لحاظ سے چودھری غلام عباس کی تحریک ایک آئینی اور قانونی تحریک ہے اگر حکومت کے غلط رویہ اور تشدد کی وجہ سے یہ ناکام ہوئی تو آزادی کشمیر کے مقصد کو سخت نقصان پہنچے گا۔ چودھری غلام عباس کی تحریکِ آزادی کشمیر کو برابر جاری رکھنا چاہیئے۔ ایک روز اس کی صدائے بازگشت اقوام متحدہ کے ایوانوں میں ضرور سُنی جائے گی۔ (لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

میاں امیر الدین (ڈپٹی لیڈر صوبائی اسمبلی لیگ پارٹی)

اس نازک موقع پر آزاد کشمیر کی محبوب قیادت اور حکومت پاکستان کے درمیان ناخوشگوار تصادم رونما ہو چکا ہے کشمیر کی آزادی کا مسئلہ تمام پاکستانیوں کی زندگی اور

موت کا سوال ہے۔ تحریک کے قائد چودھری غلام عباس پاکستانی عوام کو اپنی تحریک میں الجھانے کے خلاف ہیں۔ اس لئے پاکستان کے لوگ اس تحریک میں براہ راست حصّہ نہیں لے سکتے ہیں مگر ہمارا فرض ہے کہ ہم حکومت کو مناسب رویّہ اختیار کرنے پر مجبور کریں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ چودھری غلام عباس اور اُن کے بہادر ساتھیوں کو فوراً رہا کر کے ایک کل جماعتی کانفرنس طلب کی جائے۔

(لاہور آل پارٹیز کانفرنس میں تقریر)

قاضی محمد اکبر (کنوینر سندھ مسلم لیگ)

تحریک آزادی کشمیر کے لیڈر چودھری غلام عباس خان کی گرفتاری شرمناک اور قابل مذمت ہے ان کو فوراً رہا ہونا چاہیئے۔ (حیدر آباد کے جلسہ عام میں تقریر)

شیخ حسام الدین (جنرل سیکرٹری مجلس احرار پاکستان)

چودھری غلام عباس۔یو۔این۔او اور حکومت پاکستان سے قطعاً مایوس ہو چکے ہیں۔ اس لئے اُنھوں نے ایک سوتے ہوئے مسئلہ کو جگایا ہے اور عوام کو مسئلہ کشمیر کی اصل حیثیت کا احساس دلانے کی کوشش کی ہے۔ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کو ایک مجلس عمل بنا کر تحریک آزادی کشمیر کی مکمل حمایت اور امداد کرنی چاہیئے۔

(لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

خواجہ عبدالرحیم ایڈووکیٹ لاہور

چودھری غلام عباس کی ساری زندگی اخلاص اور ایثار کے کارناموں سے پُر ہے

چودہری صاحب کی تحریک ایک مفید اور آئینی تحریک ہے۔ حکومت کا رویّہ غلط اور نامناسب ہے حکومت کو اپنے رویّہ پر نظر ثانی کرنی چاہیئے۔ اور چودہری غلام عباس اور اُن کے ساتھیوں کو رہا کر دینا چاہیئے۔

(لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

میاں عبدالباری (سابق صدر پنجاب مسلم لیگ و لیڈر نظام اسلام پارٹی)

کشمیر کا مسئلہ پاکستان کا اہم ترین مسئلہ ہے۔ بھارت کی ہٹ دھرمی کو دیکھتے ہوئے چودہری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر ایک مناسب اور بروقت اقدام ہے۔ مگر ہماری حکومت شیخ چلی کا کردار ادا کر رہی ہے اور قوم کو بزدل بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ (لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

بیگم عباد احمد (عوامی لیگ)

تحریک آزادی کشمیر ایک مفید تحریک ہے چودہری غلام عباس کو یہ تحریک حکومت کی مخالفت کے باوجود جاری رکھنی چاہیئے۔ تمام پاکستانی قوم اُن کے ساتھ ہے۔ (لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

مسٹر ایم۔ کے میبر (سیکرٹری ورلڈ مسلم ایسوسی ایشن)

چودہری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر میں ہم ترقی کی راہوں پر گامزن ہوئے ہیں اس تحریک کی مخالفت کرنا بھارت کی حمایت کرنے کے مترادف ہوگا۔ پاکستان کے

محبِّ وطن عوام کو چودہری صاحب کی مکمل حمایت کرنی چاہیئے۔
(لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

مسٹر مظہر جمیل (سیکرٹری ملت پارٹی)

پاکستان کے عوام کا قومی فرض ہے کہ وہ چودہری غلام عباس کی تحریک کی پُرزور حمایت کریں کیونکہ یہ تحریک پاکستان کے استحکام اور سالمیت کے لئے جاری کی گئی ہے۔ (لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

بیگم اصغری رحیم (ممبر کراچی کارپوریشن)

تمام سیاسی جماعتوں کو متحد ہو کر اس بزدل اور نااہل حکومت کو ختم کرنا چاہیئے جس نے چودہری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر کو دبانے کی پالیسی بنائی ہے۔ جو تحریک برابر پاکستان کے مفاد میں ہے۔ (لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

مس محمودہ سلطانہ (ممبر کراچی کارپوریشن)

چودہری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر ایک مقدس تحریک ہے۔ ہر پاکستانی کا فرض اوّلین ہے کہ وہ تحریک آزادی کشمیر کی ہر ممکن امداد کرے۔
(لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

مولانا کوثر نیازی (جماعت اسلامی)

کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی بھی کم ہے۔ حکومت

پاکستان کو کشمیریوں کی جدوجہد آزادی میں مکمل امداد کرنی چاہیئے۔
(لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

مسٹر صفدر سلیمی (تحریک جمہور ملت)

بھارت مسلسل اقوام متحدہ کے فیصلوں کی خلاف ورزی کرتا رہا ہے اس لئے حکومت پاکستان کا تحریک آزادی کشمیر میں رکاوٹ ڈالنے کی پالیسی غلط اور قابلِ مذمت ہے۔
(لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

صاحبزادی عابدہ سعید (رکن کشمیر ریفیوجیز ویلفیئر کونسل لاہور)

کشمیر کو آزاد کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے جو کشمیریوں کے لیڈر چودھری غلام عباس نے اختیار کیا ہے۔ (لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

صاحبزادہ فیض الحسن (سجادہ نشین آلو مہار شریف)

چودھری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر کے بارے میں حکومت پاکستان کا رویہ قابلِ مذمت ہے اور چودھری غلام عباس کی گرفتاری شرمناک ہے۔

(۳۰ جون ۱۹۵۸ء۔ ایک بیان میں)

غازی عبدالجبار خان (سالارِ اعلےٰ رضاکاران ری پبلیکن پارٹی)

پاکستانی عوام آپ کے ساتھ ہیں۔ اور ہم حکومت پاکستان کے رویہ کی مذمت کرتے

ہیں۔ہماری خدمات پیش ہیں۔ (چودھری غلام عباس کے نام ایک تار)

مسٹر رحمٰن (سیکرٹری مشرقی پاکستان انجمن نوجوانان)

مشرقی پاکستان کے نوجوان تحریک آزادی کشمیر میں کشمیری بھائیوں کے دوش بدوش حصہ لینے کے لئے تیار ہیں۔ہم آزادی کشمیر کے لئے اپنی جانوں کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ (تحریک آزادی کشمیر کے قاید کے نام ایک تار میں)

مولانا طفیل محمدؐ (جماعت اسلامی)

مسئلہ کشمیر سے متعلق تمام پاکستانی ایک ہیں۔تحریک آزادی کشمیر کی افادیت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے۔اقوام متحدہ سے امید عبث ہے۔ہمیں خود کشمیر کو آزاد کرانا ہوگا۔ (لاہور آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

مس طلعت اشرف (سوشل ورکر کراچی)

چودھری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر کے مخالف یا تو بھارت کے ایجنٹ ہیں یا قومی غدار۔ (لاہور کی آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں تقریر)

شیخ صادق حسن (خازن پاکستان مسلم لیگ)

حکومت پاکستان نے چودھری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر کے بارے میں جو سامراجی پالیسی اختیار کی ہے وہ قابلِ مذمت ہے۔حکومت فوراً چودھری صاحب اور اُن کے

تمام ساتھیوں کو رہا کریں اور ایک کل جماعتی کانفرنس بلا کر مسئلہ کشمیر کے بارے میں کوئی ٹھوس اقدام کرے۔

(۱۴ر جولائی ۱۹۵۸ء لاہور سے ایک بیان)

میاں محمد شفیع (رکن مغربی پاکستان اسمبلی)

تمام پاکستان میں ایک بھی لیڈر ایسا نہیں جو عوام کے اتنے احترام اور عزت کا دعویٰ کرے۔ جو چودہری غلام عباس کو حاصل ہے۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ چودہری غلام عباس ایسی ممتاز ترین شخصیت کو جیل میں سپیشل کلاس نہیں دی گئی ہے۔

(مغربی پاکستان اسمبلی میں تحریک التوا پیش کرتے ہوئے کہا)

بیگم سروری عرفان اللہ (رکن مغربی پاکستان اسمبلی)

چودہری غلام عباس ایک عظیم لیڈر ہیں۔ اُن کی تحریک کے ساتھ حکومت کا رویہ قومی مفاد کے سراسر خلاف ہے۔ پاکستانی عوام کے لئے یہ بات ناقابل برداشت ہے۔ (مغربی پاکستان اسمبلی میں تحریک التوا پیش کرتے ہوئے کہا)

امیر حزب اللہ (سجادہ نشین جلال پور شریف)

چودہری غلام عباس نے کشمیر کی آزادی کے لئے حدِ متارکہ جنگ کو توڑنے کا جو اعلان کیا ہے یہ اقدام نہایت مستحسن اور اچھا ہے۔ میری دعا اُن کے ساتھ ہے

(راولپنڈی میں ایک بیان)

مسٹر ایم ۔ ایچ اصفہانی (چیئرمین تحریک تعمیر نو ملی پاکستان)

ممتاز کشمیری لیڈر چودہری غلام عباس نے تحریک آزادی کشمیر شروع کر کے وہ کام کیا ہے جو حکومت کو کرنا چاہیئے تھا ۔ اقوام متحدہ کی بے حسی اور بھارت کی ہٹ دھرمی کا یہی ایک جواب ہو سکتا ہے ۔ کشمیری عوام کو جنگ بندی لائن عبور کرنے کا حق حاصل ہے حکومت پاکستان نے چودہری غلام عباس اور اُن کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے ایک غلط قدم اُٹھایا ہے ۔ جس کی مذمت ہونی چاہیئے ۔ میں اپنی جماعت کی طرف سے تحریک آزادی کشمیر کی مکمل حمایت کرتا ہوں ۔

(کراچی سے ۳ ؍ جولائی ۱۹۵۸ء کو ایک بیان میں)

مسٹر ہاشم گزدر (نائب صدر سابق قومی اسمبلی پاکستان)

حکومت کے مشیر امور کشمیر مسٹر دین محمد نے تحریک آزادی کشمیر کے خلاف جو بیان دیا ہے اُس کے پیش نظر دین محمد کو فوراً اپنے عہدے سے برطرف کرنا چاہیئے کیونکہ ان کے غیر ذمہ دارانہ بیان سے پاکستان کے موقف کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے ۔ تحریک آزادی کشمیر کے بارے میں حکومت پاکستان کی پالیسی غلط ہے ۔ پاکستان کے لوگ تحریک اور اس کے لیڈر چودہری غلام عباس کے ساتھ ہیں ۔

(کراچی سے ۸ ؍ جولائی ۱۹۵۸ء کو ایک بیان میں)

چودہری فرزند علی (رکن صوبائی اسمبلی)

چودھری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر ایک نیک جذبے کے ساتھ شروع کی گئی ہے

یہی وجہ ہے کہ ہم لوگ اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس تحریک سے آزادی کشمیر کو نزدیک لایا جا سکتا ہے۔ (بہاولپور ۱۳ جولائی کو ایک جلسہ عام میں)

مسٹر محمود علی قصوری (صدر پنجاب نیشنل عوامی پارٹی)

حکومت پاکستان کشمیریوں کو آزاد کرانے کے مقصد میں ناکام ہو چکی ہے اس لئے اُسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ آزادی پسند کشمیری عوام کو جدوجہد آزادی پھر شروع کرنے سے روک دے۔ کشمیری عوام کو حد متارکہ جنگ عبور کرنے کا پورا حق حاصل ہے تمام پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ چودہری غلام عباس خان اور اُن کے رضاکاروں کی مکمل حمایت کریں۔

مولانا داؤد غزنوی (صدر جمیعتہ اہل حدیث پاکستان)

حکومت خود کوئی اقدام کرنے میں ناکام رہی ہے اس لئے کشمیری عوام کو جدوجہد آزادی شروع کرنے سے نہیں روکا جا سکتا ہے۔ پاکستان کے لوگ چودہری غلام عباس کے ساتھ ہیں۔

مولانا ابوالحسنات احمد (صدر جمیعتہ العلماء پاکستان)

تمام پاکستانی قوم کشمیر کی آزادی کے لئے متفق اور متحد ہے۔ موجودہ حالات میں چودہری غلام عباس خان کی تحریک مناسب اور بروقت ہے۔ حکومت پاکستان کا رویہ نامناسب اور غلط ہے۔ ہم سب تحریک آزادی کشمیر کی حمایت کرتے ہیں اور حکومتِ پاکستان کے رویہ کی مذمت۔

قائد تحریک کی گرفتاری کی مذمت

لاہور ۳۰ جون ۱۹۵۰ء ——— یہ امر بے حد افسوسناک ہے کہ تحریک آزادی کشمیر کے قائد چودہری غلام عباس کو حکومت پاکستان نے گرفتار کیا ہے۔ جب کہ وہ کشمیر کی آزادی کے لئے اپنی جان کو بھی داؤ پر لگا چکے تھے۔ حکومت نے تحریک آزادی کشمیر کے بارے میں جو رویہ روا رکھا ہے کوئی بھی محب وطن پاکستانی اس کی حمایت نہیں کر سکتا ہے۔ پاکستان کے لوگ تحریک آزادی کشمیر کے پوری طرح ہمنوا ہیں اور حکومت پاکستان کی پالیسی کی مذمت کرتے ہیں۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ چودہری غلام عباس کو فوراً رہا کرے اور تحریک کے بارے میں اپنی پالیسی کو بدل دے۔

(۱) بیگم جی۔ اے شاہ
(۲) نواب زادہ رشید علی خان (صدر لاہور مسلم لیگ)
(۳) چودہری عبدالکریم
(۴) چودہری صلاح الدین (سابق جنرل سیکرٹری پاکستان مسلم لیگ)
(۵) سردار محمد ظفر اللہ (رکن صوبائی اسمبلی)
(۶) محمد اقبال نسیم
(۷) سردار محمد صادق (رکن صوبائی اسمبلی)
(۸) ممتاز احمد خان
(۹) چودہری عنایت اللہ (جائنٹ سیکرٹری پنجاب مسلم لیگ)
(۱۰) ملک محمد اکبر (رکن صوبائی اسمبلی)
(۱۱) چودہری مہتاب خان (رکن صوبائی اسمبلی)
(۱۲) سردار محمد حسین (〃 〃 〃)
(۱۳) میاں محمد شفیع (〃 〃 〃)
(۱۴) میاں منظور حسن (〃 〃 〃)
(۱۵) سید شمیم حسین قادری (〃 〃 〃)

(۱۶) چوہدری کلیم الدین (سابق میئر لاہور) (۱۸) چودہری نصراللہ (رکن صوبائی اسمبلی)
(۱۷) شیخ آفتاب احمد

کراچی میونسپل کارپوریشن کی قرارداد

کراچی میونسپل کارپوریشن کا یہ ہنگامی اجلاس عظیم کشمیری لیڈر چودھری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر کی مکمل حمایت کرتا ہے اور حکومت پاکستان و دیگر حکومتوں کے رویہ کی مذمت کرتا ہے۔ اور باشندگانِ کراچی کی طرف سے چودہری غلام عباس اور اُن کے ساتھیوں کو اپنی پوری حمایت کا یقین دلاتا ہے۔

(اجلاس میں یہ قرارداد محترمہ بیگم اصغری رحیم نے پیش کی۔ جسے اتفاق رائے کے ساتھ منظور کیا گیا۔ ۱۰ جولائی ۵۸ء کراچی میں)

ایک مشترکہ بیان

چودہری غلام عباس اور ان کے بہادر و غیور ساتھیوں نے جو جرأت مندانہ تحریک شروع کی ہے وہ ایک صحیح قدم ہے اور اس کی بنیاد آزاد کشمیر کے عوام اور کشمیری مہاجرین کے اس پیدائشی حق پر رکھی گئی ہے کہ وہ جنگ بندی لائن کو توڑ کر مقبوضہ کشمیر میں اپنے ان بھائیوں کے مصائب اور دکھ درد میں شریک ہونا چاہتے ہیں جو وہ اپنے وطن کو بھارتی چنگل سے آزاد کرانے کی جدوجہد کی راہ میں برداشت کر رہے ہیں۔ ہم چودہری صاحب اور ان کے ساتھیوں کی اس

اس پرُامن تحریک کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ یہ تحریک سیاسی۔ اخلاقی اور قانونی اصولوں کے عین مطابق ہے یہ اعلان کرتے ہوئے ہمیں یقین ہے کہ ہم پاکستانی عوام کے انتہائی گہرے جذبات اور احساسات کی ترجمانی کرتے ہیں ہم حکومت پاکستان کے اس اقدام کی شدید مذمت کرتے ہیں کہ حکومت نے چودہری غلام عباس اور ان کے بہادر ساتھیوں کو محض اس بنا پر گرفتار کیا ہے کہ وہ جموں و کشمیر کے مظلوم عوام کو آزاد کرانا چاہتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ پاکستانی عوام کے جذبات کا احترام کرے اور آزاد کشمیر کے باشندوں اور کشمیری مہاجرین کے سیاسی اخلاقی اور قانونی حقوق کو پیش نظر رکھتے ہوئے تحریک کو کچلنے کی پالیسی پر فوراً نظرثانی کرے اور چودہری غلام عباس اور اُن کے ساتھیوں کو فوری طور پر رہا کرے۔ جنہیں ناجائز اور غیر اخلاقی طور پر نظر بند کیا گیا ہے۔ ہم اقوام متحدہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں فوری طور پر مداخلت کرے اور چودہری غلام عباس ان کے ساتھیوں اور کشمیری عوام کی امداد کر کے اپنے وعدوں اور بین الاقوامی ذمہ داریوں کا احترام کرے۔ اور کشمیری عوام کو جنگ بندی لائن عبور کرنے کا حق دلائے۔

(۳۰ جون ۵۸ء کو لاہور سے جاری کیا گیا)

(۱) صوفی عبدالحمید خان (صدر پنجاب مسلم لیگ)
(۲) بیگم شاہ نواز (ایم۔ پی۔ اے) مسلم لیگ
(۳) راجہ حسن اختر (مسلم لیگ)
(۴) آغا شورش کاشمیری ایڈیٹر "چٹان" لاہور
(۵) شیخ حسام الدین ایڈیٹر "آزاد" لاہور

(۶) ابوسعید انور (مسلم لیگ)
(۷) خان عبداللہ خان (عوامی لیگ)
(۸) مولانا کوثر نیازی (جماعت اسلامی)
(۹) ملک عبدالعزیز (ایم۔پی۔اے مسلم لیگ)
(۱۰) ڈاکٹر عبدالودود (جمہور اسلام)
(۱۱) شیخ رشید احمد (عوامی جمہور پارٹی)
(۱۲) خواجہ غلام حسن گل (ریپبلکن پارٹی)
(۱۳) چودہری عبدالحمید (مسلم لیگ)
(۱۴) عبدالرؤف شہاب مفتی (مسلم لیگ)
(۱۵) خواجہ عبدالرحیم ایڈوکیٹ (مسلم لیگ)

ایک اور مشترکہ بیان

آزاد کشمیر میں عوام کی بے اختیاری، اور مہاجرین کشمیر کے شہری حقوق سے محرومی اور حکومت پاکستان کے پے در پے عدم تدبر نے موجودہ صورت حال پیدا کر دی ہے۔ ہماری رائے میں چاہیئے تو یہ تھا کہ پاکستان کے ارباب اختیار ان کوتاہیوں کی تلافی کرتے اُنہوں نے چودہری غلام عباس کو گرفتار کر کے ایک غیر دانشمندانہ اقدام کیا ہے اس سے نہ صرف یہ کہ حد متارکہ کے اس طرف لوگوں کو اور زیادہ مایوسی ہوگی بلکہ اس کے اثرات حد متارکہ کے اُس پار بھی پاکستان کے مفاد کو نقصان پہنچائیں گے۔ اور کشمیری عوام کا یہ اندیشہ کہ اُن کو حقیقی حق خود ارادیت

سے محروم کیا جارہا ہے۔ کہیں یقین کی صورت اختیار نہ کر جائے اس لیے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ چودہری غلام عباس اور دوسرے کشمیری لیڈروں کو فوراً رہا کیا جائے۔

(۱) مسٹر اے آر۔ ساغر (ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس)
(۲) سید نذیر حسین شاہ (نائب صدر مسلم کانفرنس)
(۳) خواجہ غلام الدین وانی (جنرل سیکرٹری مسلم کانفرنس)
(۴) خواجہ ثناء اللہ شمیم (ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس)

(۲۷ جون ۱۹۵۵ء کے دن راولپنڈی سے جاری ہوا)

مشرقی پاکستان جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ کی قرارداد

مجلس شوریٰ مشرقی پاکستان جماعت اسلامی کا یہ اجلاس چودہری غلام عباس خان کی تحریک آزادی کشمیر کی مکمل حمایت کرتا ہے اور حکومت پاکستان کے اُن اقدامات کی مذمت کرتا ہے جو اُس نے اس تحریک کو دبانے کے لیے کیے ہیں۔ مجلس چودہری غلام عباس اُن کے ساتھیوں اور رضاکاروں کی گرفتاری کی بھی شدید مذمت کرتی ہے۔

(۷ جولائی ۱۹۵۵ء کے دن اپنے ڈھاکہ کے اجلاس میں)

پاکستان مسلم لیگ کونسل کی قرارداد

پاکستان مسلم لیگ کونسل نے ایک عظیم محب وطن چودہری غلام عباس اور ان کے رضاکاروں کی تحریک اور مرکزی۔ مغربی پاکستان اور آزاد کشمیر حکومتوں کے نوکرشاہی

غیر ہمدردانہ رویہ سے پیدا شدہ صورت حال کا جائزہ لیا ہے کونسل نے اس بات کا بھی جائزہ لیا ہے کہ چودھری غلام عباس اور ان کے رضاکاروں کی تحریک نے پاکستان کے عوام کی پُرزور حمایت حاصل کی ہے اور اس سلسلہ میں ان کے جذبات میں انتہائی جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ کونسل کی رائے میں تحریک آزادی کشمیر کے مضمرات انتہائی قومی اہمیت کے حامل ہیں اور ان کا محض مرکز اور صوبوں میں پارٹی حکومتوں سے ہی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ پاکستان مسلم لیگ کونسل:-

(۱) پاکستان مسلم لیگ کے صدر خان عبدالقیوم خان نے ۲۰ جولائی کو جو پالیسی بیان دیا تھا اس کی مکمل توثیق کرتی ہے۔

(۲) حکومتِ پاکستان - مغربی پاکستان حکومت اور آزاد کشمیر کی حکومت نے تحریکِ آزادی کشمیر کو کچلنے کی جو پالیسی اختیار کی ہے اس کی مذمت کرتی ہے۔

(۳) تحریک آزادی کشمیر کے رضاکاروں پر حکومت آزاد کشمیر کے لاٹھی چارج اور تحریک کے کارکنوں پر سختیوں کی مذمت کرتی ہے۔

(۴) مطالبہ کرتی ہے کہ ایک آل پارٹیز کانفرنس طلب کی جائے۔ جس میں چودھری غلام عباس اور دوسرے نظر بند لیڈروں کو شرکت کی دعوت دی جائے یہ کانفرنس تحریک آزادی کشمیر کے بارے میں ایسی پالیسی اختیار کرے جو قومی امنگوں اور جذبات سے ہم آہنگ ہو۔

(۵) صدر پاکستان مسلم لیگ کو اختیار دیتی ہے کہ اگر حکومت عوامی خواہشات کو نظر انداز کر دے تو وہ ان مطالبات کی تکمیل کے لئے فوری قدم اٹھائیں۔

(مسلم لیگ کونسل نے اپنے ڈھاکہ کے اجلاس میں ۰ ا اگست ۵۸ء کو منظور کی)

بلوچستان مسلم لیگ کی قرارداد

بلوچستان مسلم لیگ کا یہ اجلاس کشمیر کے لیڈر چودھری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ اور حکومت پاکستان و مغربی پاکستان حکومت کے رویہ کی شدید مذمت کرتا ہے چودھری غلام عباس اور اُن کے ساتھیوں کی رہائی کا مطالبہ کرتا ہے

(بلوچستان مسلم لیگ نے اپنے کوئٹہ کے اجلاس میں منظور کی)

آل پارٹیز کشمیر کانفرنس لاہور کی قرارداد

عظیم کشمیری راہنما چودھری غلام عباس خان نے کشمیر کو آزاد کرانے کے لئے جو تحریک شروع کی ہے اُس کے لئے پاکستانی عوام اس محبّ وطن۔ مخلص اور بے باک راہنما کے احسان مند ہیں بھارت اپنے بین الاقوامی وعدوں سے منحرف ہو گیا ہے سلامتی کونسل اپنی قراردادوں پر عمل کرانے سے قاصر ہے۔ اور حکومت پاکستان بھی اپنے مغربی حلیفوں سے مؤثر تائید اور حمایت حاصل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ علاوہ ازیں شیخ محمد عبداللہ کی دوبارہ گرفتاری کے بعد کشمیری مسلمانوں پر بے پناہ مظالم توڑے جا رہے ہیں اور شہری آزادیاں سلب کر لی گئی ہیں۔ ان حالات کی روشنی میں چودھری غلام عباس اور کشمیری عوام کو سرحد پار کرنے کی تحریک شروع کرنی پڑی۔ تاکہ عالمی رائے عامہ کو بیدار کیا جا سکے۔ اور کشمیری عوام کا حق منوایا جا سکے۔ اُنہیں اپنے گھروں میں واپس جانے کا حق

حاصل ہے ۔ لہٰذا یہ اجلاس تحریک آزادی کشمیر کے متعلق حکومت پاکستان ۔ مغربی پاکستان اور آزاد کشمیر حکومت کے غیر ہمدردانہ اور بے مغز رویہ کی سخت مذمت کرتا ہے اجلاس وزیر اعظم پاکستان ملک فیروز خان نون کے اس بیان کی بھی شدید مذمت کرتا ہے ۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان کبھی اور کسی صورت میں بھارت کے خلاف جنگ نہیں کرے گا ۔ اجلاس کو یقین ہے کہ وزیر اعظم کا یہ بیہودہ بیان قوم کے جذبات کی عکاسی نہیں کرتا ۔ عوامی جذبات وزیر اعظم ملک فیروز خان نون کے ذاتی اور بے مغز خیالات سے بالکل مختلف ہیں ۔ پاکستانی عوام کو ان بیانات سے سخت دکھ ہوتا ہے اور یہ کانفرنس قوم کی طرف سے ان کی مذمت کرتی ہے تاکہ اقوام متحدہ یا بھارت اِس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ یہ خیالات پاکستانی قوم کے خیالات ہیں یہ اجلاس چودھری غلام عباس اور اُن کے رضاکاروں سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور اُنہیں اپنی مکمل اخلاقی اور مادی حمایت کا یقین دلاتا ہے ۔ اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ مقبوضہ کشمیر کے محبان وطن جو بھارتی اور بخشی مظالم کا شکار بنے ہوئے ہیں ۔ اُن کی مؤثر حمایت اور مدد کی جائے ۔ اجلاس پاکستانی قوم سے اپیل کرتا ہے کہ وہ پاکستان کی سالمیت کی حفاظت اور کشمیر کو آزاد کرنے کے لئے متحد ہو کر جہاد کی تیاری کریں ۔ اجلاس چودھری غلام عباس اور اُن کے رضاکاروں اور اُن کے متعلقین سے حکومت پاکستان ۔ مغربی پاکستان حکومت اور آزاد کشمیر کی حکومت کے غیر انسانی سلوک کی مذمت کرتا ہے ۔ چودھری غلام عباس کو منٹگمری جیل میں نظر بند رکھنے کی شدید مذمت کرتا ہے ۔ اجلاس حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ چودھری غلام عباس کے ساتھ اُن کے شایانِ شان سلوک کیا جائے

اور اُن کے بہادر رضاکاروں کے ساتھ وہی آبرو مندانہ سلوک کیا جائے جوایک قومی موقف کے لئے جدوجہد کرنے والے محبانِ وطن سے ہونا چاہیئے۔ اجلاس تحریکِ آزادی کشمیر کی امداد کے لئے ایک مجلس عمل قائم کرتا ہے۔ جو مولانا عبدالباری۔ نوابزادہ نصراللہ خان عزیز۔ مسٹر ابوسعید انور۔ شیخ حسام الدین۔ میجر جنرل اکبر خان۔ اور سید ابوداؤد پر مشتمل ہوگی۔

(محاذِ آزادی کشمیر کی طرف سے طلب کردہ آل پارٹیز کشمیر کانفرنس نے لاہور میں منظور کی)

گیارہ کشمیری ایڈیٹروں کا مشترکہ بیان

تحریکِ آزادی کشمیر کے قاید چودھری غلام عباس کی گرفتاری انتہائی قابل مذمت ہے اب بھی موقع ہے کہ حکومت پاکستان تدبر و فراست سے کام لے کر اپنی غلط پالیسی پر نظر ثانی کرے۔ اور چودھری صاحب کو رہا کر کے اُن کی تین تجاویز میں سے ایک تجویز مان کر آزادی کشمیر کے لئے کوئی ٹھوس۔ بروقت اور مفید اقدام کرے۔ ہم چودھری صاحب کی فوری رہائی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ (راولپنڈی سے ۲۰ جولائی ۱۹۵۸ء کو جاری ہوا)

(ایڈیٹران۔ جہاد۔ پاک کشمیر۔ آغاز۔ آفتاب۔ تنظیم۔ نظام تعلیم۔ خودار مظلوم کشمیر۔ گوجر گزٹ۔ سرفروش اور مشرق)

قومی پریس

★

پاکستان اس لحاظ سے خوش قسمت ہے کہ اسے ایک محبِ وطن قومی پریس نصیب ہے۔ اور جب کبھی پاکستان کا کوئی قومی مسئلہ سامنے آتا ہے تو تمام تر اختلافات کے باوجود پاکستانی اخبارات ایک ہوتے ہیں اور جب انہیں یہ یقین ہو کہ حکومت کی پالیسی غلط ہے تو وہ بلا جھجک اُس کی بھی مخالفت کرتے ہیں اور دار و رسن کی اُس آزمائش میں پورے اُترتے ہیں پاکستانی پریس اس بات کے لئے بجا طور پر فخر کرسکتا ہے کہ اِسکی رائے ہمیشہ قومی امنگوں اور عوام کے دلی جذبات سے ہم آہنگ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی قومی مسئلہ سامنے آیا تو پاکستان کے اخبارات نے تمام مصلحتوں سے بے نیاز ہو کر اُس بات کی حمایت کی جو اُن کی رائے کے مطابق قومی مفاد میں تھی چنانچہ جب چودھری غلام عباس نے تحریک آزادی کشمیر کو شروع کرنے کا اعلان کیا تو پاکستان کے قومی پریس نے اُن کی اور اس تحریک کی زبردست حمایت کی۔ تمام چھوٹے بڑے اخبارات نے تحریک کے حق میں شاندار اور زور دار اداریئے تحریر کئے۔ بعض اخبار مسلسل اس تحریک پہ لکھتے رہے جن اخبارات نے تحریک کے حق میں کئی بار اداریہ لکھے اُن میں ڈان۔ جنگ۔ انجام نئی روشنی۔ مسلمان۔ ٹائمز آف کراچی۔ آزاد (ڈھاکہ)۔ اتفاق۔ پاسبان

انقلاب - نوائے وقت - زمیندار - پاکستان ٹائمز - امروز - سول ملٹری گزٹ
مغربی پاکستان - ہلال پاکستان - آفاق - آزاد (لاہور) غریب - تسنیم - کوہستان -
تعمیر - ناقوس - شہباز - ہمارا پاکستان - اقدام - چٹان - قندیل - افکار
الجماعت - ماحول - نقاد - لیل ونہار - ایشیا - پاک کشمیر - پکار - جہاد -
آفتاب - سرفروش - ترجمانِ کشمیر آغاز - صادق - مشرق - تنظیم - پاسبان وغیرہ
اخبارات شامل تھے - یہاں بعض ممتاز اخبارات کے کچھ اداریوں کے چیدہ چیدہ
اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں -

تحریک آزادی کشمیر

شیخ محمد عبداللہ کی گرفتاری کے بعد جب مقبوضہ کشمیر میں ہندوستان کے
وحشیانہ مظالم کا نیا دور شروع ہوا اور تحریک آزادی کشمیر کے نامور قائد چودھری
غلام عباس نے یہ آواز اُٹھائی کہ حکومت پاکستان کشمیریوں کو جنگ بندی کی
لائن کا احترام مدنظر رکھنے پر مجبور نہ کرے بلکہ اپنے مظلوم بھائیوں کی امداد کے
لئے آزاد چھوڑ دے - تو ہم نے اپنے کئی اداریوں میں اس مطالبے کی مسلسل حمایت
کی اور آج بھی ہمارا موقف یہی ہے کہ ایسی حالت میں جب کہ آزاد کشمیر کا علاقہ بھی
پاکستان کے زیرنگین نہیں بلکہ ایک خود مختار علاقہ ہے اور اس کے باشندوں کو
پارلیمنٹ میں نمائندگی تک حاصل نہیں تو پاکستان کو آزاد کشمیر کے اندرونی معاملات
میں دخل دینے اور اس کے بہادر باشندوں کو خطِ متارکہ جنگ کی پابندی پہ مجبور
نہیں کرسکتی - اگر حکومت پاکستان اپنی موجودہ مصلحتوں کی بنا پر کشمیر کے چالیس لاکھ

مجبور و بیکس عوام کی امداد کے لئے سر دست کوئی مؤثر قدم نہیں اٹھا سکتی تو اس کا اخلاقی فرض ہے کہ کم از کم آزاد کشمیر کے باشندوں پر کوئی پابندی عائد نہ کرے اور انہیں اپنے مظلوم بھائیوں کی امداد کے لئے آزاد چھوڑ دے۔
ان حالات میں ہم راولپنڈی کنونشن کے فیصلے کو بالکل درست سمجھتے ہیں ہماری رائے میں آزاد کشمیر کے بہادر فرزندوں اور پاکستان کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے خانماں برباد کشمیری مہاجروں کو بھارتی سامراج کے اسیران ستم کی امداد کے لئے ہر مناسب قدم اُٹھانے اور جنگ بندی کی لائن کو توڑ کر فاتحانہ شان کے ساتھ اپنے موروثی وطن جانے کا پورا حق حاصل ہے۔

(۱۹ رجولائی ۱۹۵۸ء۔ روزنامہ "انجام" کراچی)

کشمیر کانفرنس

ہمارے خیال میں ضرورت اس امر کی تھی کہ وزرائے اعظم کی کشمیر کانفرنس میں تحریک آزادی کشمیر کے قائد چودھری غلام عباس کو بھی دعوت شرکت دی جاتی۔ کیونکہ مسئلہ کشمیر کا نشیب و فراز اُن کی نظر میں ہے اور اُنہوں نے ریاست جموں کشمیر کو ڈوگرہ راج کے شکنجے سے نجات دلانے میں نمایاں حصہ لیا ہے تقسیم کے بعد ہندوستان کی مسلح فوجوں نے کشمیر پر جارحانہ حملہ کیا تو چودھری صاحب کے ساتھیوں نے مظلوم عوام کو بھارت کے سامراجی شکنجے سے نجات دلانے کے لئے جان کی بازی لگائی تھی اور سرگرم جہاد ہو کر کم سے کم آزاد کشمیر کے علاقے کو ظالم ہندوستان کی غارتگرانہ دستبرد سے بچا لیا۔ چودھری صاحب تحریک آزاد کشمیر

کے پرانے راہنما اور شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کے مخصوص ترین رفقائے کار میں سے ہیں۔ چودھری صاحب کو مسئلہ کشمیر پر پورا عبور حاصل ہے اور مسلمانوں کی اس مقدس سرزمین کو ہندوستانی غاصبانہ قبضے سے نکالنے کے لئے جو تحریک بھی شروع کی جائے۔ اس کی کامیابی کے لئے چودھری غلام عباس جیسے تجربہ کار محب وطن کا مشورہ ضروری ہے۔ (روزنامہ "انجام" کراچی)

مجاہدانہ اقدام

چودھری غلام عباس نے جب سے جنگ بندی لائن کو توڑ کر کشمیر میں داخل ہونے کا اعلان کیا ہے بعض حلقے مضطرب دکھائی دے رہے ہیں۔ ان حلقوں میں چودھری صاحب کے فیصلے سے اسلئے اختلاف ہے کہ حکومت پاکستان کشمیر کے بارے میں بھارت سے جنگ بندی کا معاہدہ کر چکی ہے اس لئے اس معاہدہ کے احترام کے پیش نظر چودھری صاحب کو جنگ بندی لائن عبور کرنے کی اجازت نہ دینی چاہیئے ان حلقوں نے حکومت کو یہ مشورہ بھی دیا ہے کہ حالات کو خراب ہونے سے بچانے کے لئے چودھری صاحب کو گرفتار کر لینا چاہیئے۔

جہاں تک معاہدوں کے احترام کا تعلق ہے۔ ہم بھی اس سے متفق ہیں لیکن اس حقیقت کو ہرگز نظر انداز نہ کرنا چاہیئے کہ چودھری صاحب ایک کشمیری باشندے ہیں انہیں زبردستی اُن کے وطن سے نکالا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے وطن کی آزادی کے لئے عدیم النظیر قربانیاں دی ہیں۔ جیل کی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں بھی اپنے وطن کی آزادی کی شمع کو روشن رکھا ہے۔ بھارتی حکومت جب انہیں اپنے ڈھب پر نہ لاسکی تو جیل سے رہا کر کے انہیں پاکستان کی سرحد کی جانب دھکیل دیا گیا اب چودھری صاحب اگر اپنے وطن کو جبر

جانا چاہتے ہیں تو اس میں حکومت پاکستان انہیں روکنے والی کون؟
چودھری صاحب کی تمام سرگرمیاں اپنے وطن کی آزادی کے لئے ہیں۔ اس لئے حکومت پاکستان کو ان سے تعرض نہ کرنا چاہیئے ان حالات میں ہماری حکومت پر فرض ہوتا ہے کہ وہ چودھری صاحب کو جنگ بندی لائن عبور کرنے سے نہ روکے بلکہ ان کے اس مجاہدانہ اقدام کی حوصلہ افزائی کریں۔ کشمیر کی آزادی کا اثر کشمیر کے عوام تک محدود نہیں رہے گا بلکہ اس سے مشرق میں طاقتوں کا توازن بدلے گا۔ اور آج بھارت کی گردن میں نخوت و غرور کا جو تناؤ ہے وہ نہ رہے گا۔ جو لوگ حکومت کو چودھری صاحب کی گرفتاری کا مشورہ دے رہے ہیں وہ ہرگز مخلص نہیں ہو سکتے"؟ (روزنامہ "آزاد" لاہور)

چودھری غلام عباس کا اقدام

چودھری غلام عباس نے کشمیر لبریشن فرنٹ کے کارکنوں کا جو اجلاس راولپنڈی میں بلایا تھا اس نے چودھری صاحب کی مجوزہ مہم کی تاریخ مقرر کر دی ہے اس اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ رضاکاروں کے دستے مختلف مقامات پر کشمیر کی جنگ بندی کی لائن کو عبور کرنے کی کوشش کریں۔ اور یہ مہم ۲۷ جون کو شروع ہو جائے۔ ہم سمجھتے کہ چودھری غلام عباس کی یہ تحریک سلامتی کونسل کی مسلسل ٹال مٹول اور کشمیر کی بگڑتی ہوئی صورت حال کا قدرتی رد عمل ہے کشمیر کا مسئلہ حل کرانے کے لئے حکومت پاکستان جن ذرائع پر بھروسہ کرتی ہے اس سے کوئی قابل اطمینان نتیجہ برآمد نہیں ہو سکا۔ اور پاکستانیوں کے دلوں میں یہ خیال

جاگزیں ہو رہا ہے کہ آیندہ بھی مسئلہ کشمیر کے متعلق سلامتی کونسل سے کسی مضبوط اور نتیجہ خیز اقدام کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ ان حالات میں جوشیلی طبیعتیں اگر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں تو تعجب نہ ہونا چاہیئے۔

(روزنامہ "آفاق" لاہور)

بخشی کی تازہ بکواس

بخشی غلام نے ایک تقریر میں چودھری غلام عباس کی تحریک کو پاکستان کی ایک چال سے تعبیر کیا ہے اور اس کا مطلب کشمیر کے مسئلہ پر عالمی رائے عامہ کو بھٹکانا ہے۔ بخشی نے دعویٰ کیا ہے کہ اس تحریک کا مقبوضہ کشمیر میں کوئی اثر نہیں پڑا ہے۔ بخشی کو آخر یہی کہنا تھا۔ مگر اس کی حقیقت ملاحظہ ہو کہ چودھری غلام عباس کی اس تحریک کے بعد ہی سے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کی کمک پر کمک پہنچ رہی ہے اور سرحد پر فوجوں کا وہ ہجوم ہے کہ گویا چودھری غلام عباس کے یہ رضاکار ٹینک اور نہ جانے کیا کیا جنگی سامان لے کر جا رہے ہیں خود بخشی غلام اس حد تک سراسیمہ ہے کہ وہ ہر تازہ کمک بلا وجہ طلب کئے جا رہے ہیں وہ تو وہ بھارت کے تمام ارباب عقد و حل کا یہ عالم ہے کہ اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے بار بار کانفرنسیں ہو رہی ہیں خود مقبوضہ کشمیر کے عوام کا یہ عالم ہے کہ وہ چودھری غلام عباس اور ان کے رضاکاروں کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کرنے کے لئے مضطرب ہیں اور بخشی حکومت کو یوں ہے کے پیچھے محض ان کو قابو میں رکھنے کے لئے جانا پڑ رہے ہیں۔ بخشی غلام کو شاید معلوم نہیں کہ مقبوضہ کشمیر کے ۴۰ لاکھ مسلمانوں میں شاید ایک بھی

ایسا نہ ہو جو چودھری غلام عباس کے متعلق یہ نہ جانتا ہو کہ وہ کسی ڈھکی چھپی سازش کا اپنے کو آلہ کار بنا ہی نہیں سکتے کتنی مضحکہ خیز ہے یہ بات کہ عالمی رائے عامہ کو متاثر کرنے کے لئے پاکستان نے یہ چال چلی ہے اور چودھری صاحب کو ایک مہرے کی حیثیت سے اس چال میں استعمال کیا گیا۔ حکومت پاکستان اس اقدام کو بے محل قرار دے کر ان کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر رہی ہے چودھری صاحب اور ان کے ہمنوا گرفتار کئے جا چکے ہیں سلامتی چارج کی خبریں آرہی ہیں بعض سرفروش مجاہد جنگ بندی لائن عبور بھی کر چکے ہیں جن پر فائرنگ کی بھی خبر آئی ہے گویا یہ سب کچھ محض چال ہے یہ خیال صرف ایسے دماغ کی پیداوار ہو سکتا ہے جو اس قسم کی سازشوں کے تانے بانے سے بنا ہوا ہو۔ حالانکہ اگر خود ان لوگوں کے قلب کی گہرائیوں کا جائزہ لیا جائے تو کشمیر کے اس مرد مجاہد کے لئے سوائے لرزہ خیز اندیشوں کے وہاں اور کچھ نہیں ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ ہر چند یہ مجاہد نہتے آرہے ہیں مگر ان کی اصل طاقت خود مقبوضہ کشمیر کے اندر موجود ہے یعنی ۴۰ لاکھ کشمیری افراد جو چودھری غلام عباس اور ان کی عظمت سے واقف ہیں۔

(۴ جولائی ۱۹۵۸ء روزنامہ "جنگ" کراچی)

صدر آزاد کشمیر کا بیان

کشمیر کی تحریک آزادی کے سلسلہ میں آزاد کشمیر کے صدر سردار محمد ابراہیم نے اپنی تازہ ترین پریس کانفرنس میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے اُنہیں نرم سے نرم الفاظ میں بھی کیا جائے تو انتہائی غیر ذمہ دارانہ۔ قرار دیا جائے گا اُن کا کہنا ہے کہ یہ تحریک

بھارت کے خلاف نہیں اُن کے خلاف ہے اور ساری تحریک مظفرآباد سے چناری تک محدود ہے اور یہ سب کچھ آزاد کشمیر میں برسرِاقتدار آنے کے لئے کیا جا رہا ہے مقبوضہ کشمیر کو آزاد کرانے کے اس پاکستانی کے جذبہ کی اس طرح تحقیر وہ بھی آزاد کشمیر کے صدر کی زبان سے وہ انتہائی اشتعال انگیز اور ناقابلِ برداشت حرکت ہے۔ جس کا بھول کر بھی تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ سیاسی اور انفرادی اختلافات تو ہوا کرتے ہیں لیکن اُن کا ایسے موقعہ اور ایسے انداز میں اظہار وہ شدید ترین مجرمانہ حرکت ہے جو کوئی بھی محبُ الوطن نہیں کر سکتا ہے۔ چہ جائیکہ یہ غیر ذمہ داری آزاد کشمیر کی حکومت کے صدر کی طرف سے کی جائے۔ جس کا کوئی بعید سے بعید تر امکان بھی پیدا ہونا حیرت انگیز ہے۔ یہ تحریک ساری کی ساری حد متارکہ جنگ سے گزر کر مقبوضہ کشمیر میں مظلوم کشمیری عوام کی تحریک کو امداد دینا ہے اور تحریک کا زور اس امر پر ہے کہ مقبوضہ کشمیر کے مظلوموں کی حالت کی طرف عالمی رائے عامہ کو متوجہ کیا جائے۔ اس تحریک کا آزاد کشمیر کے صدر مسٹر ابراہیم کی صدارت اور اقتدار سے کیا تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ سمجھنا واقعی بے حد مشکل ہے۔ سوال یہ ہے کیا ابراہیم صاحب کا اقتدار بھارت کی خوشنودی سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر اس تحریک کا رُخ ان کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا سردار ابراہیم بھارت سے کوئی تعلق رکھتے ہیں اگر نہیں تو انہیں اپنے اقتدار کے لئے خطرہ کیوں نظر آتے لگا اقتدار پرستی میں اندھا ہو جانے اور حکومت کے نشہ میں مسحور ہو جانے کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہو گی۔ کہ آزاد کشمیر کے صدر صاحب اس تمام تحریک کو برسرِاقتدار آنے کی چال قرار دے رہے ہیں جہاں تک تحریک کی مقبولیت اور اہمیت کا تعلق

ہے تو سردار ابراہیم کا یہ کہنا کہ ساری تحریک صرف چند میل تک محدود ہے ناآگہی یا شرارت کا ایسا مظاہرہ ہے جس کی دوسری مثال ملنا مشکل ہے۔ سارا پاکستان اس تحریک کے ردِ عمل سے گونج رہا ہے ملک کا بچہ بچہ اس کاز کا ہمدرد ہے جو چودہری غلام عباس اور ان کے ساتھیوں کے پیش نظر ہے مگر ابراہیم صاحب اسے صرف چند میل تک محدود قرار دے رہے ہیں واقعی کوئی غیر ذمہ داری کبھی کی جائے تو اس حد کی جس کا مظاہرہ ابراہیم صاحب کر رہے ہیں یہ غیر ذمہ داری واقعہ اس درجہ ہے کہ وزیر اعظم کو بھی علی اعلان اس کی مذمت کرنی پڑی۔ کیونکہ جب نادانی اور حماقت اس درجہ کی ہو تو یہ سکوت ناممکن ہے تو پھر اس کی مذمت کرنا بہر حال ضروری ہمارے سردار ابراہیم کے اس بیان سے مسئلہ کشمیر کو نہایت شدید اور بھیانک نقصان پہنچ جانے کا خوف ہے اس لئے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس معاملہ کو خاطر خواہ اہمیت دے اور اس سنگین غلطی کو آسانی کے ساتھ ہرگز نظرانداز نہ کرے۔ (۲۶ جولائی ۵۸ء روزنامہ "جنگ" کراچی)

کشمیر

بھارتی غلام بخشی غلام محمد نے دھمکی دی ہے کہ وہ آزاد کشمیر پر چڑھائی کرے گا جیسے گر تحریک آزادی کشمیر جاری ہے۔ بخشی غلام محمد صاحب حواس باختہ ہیں اور اپنے بھارتی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے بہانے ڈھونڈھ رہے ہیں۔

مقبوضہ کشمیر بھارتی استعماریت کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ کسی وقت اس کا قبضہ بہانا بے غرض طور پر تھا، لیکن اب اس کی استعماریت اور لالچ میں روز بروز اضافہ ہو

رہا ہے۔

شیخ عبداللہ جس نے ایک وقت ہندوستان کو کشمیر کے لئے مدد دی تھی جیل میں ڈال دیئے گئے۔ اور اِس طرح کشمیر کے بدلے ہندوستان نے شیخ عبداللہ سے دھوکہ کیا۔ ہندوستان کشمیریوں کی آواز اپنے چمچہ بخشی کی مدد سے دبانا چاہتا ہے۔ بخشی نے اپنا ضمیر دلی میں بیچ دیا ہے۔ اور اِس لیئے وہ اُن کی خواہش کے مطابق کام کرے گا۔ (روزنامہ "آزاد" ڈھاکہ ۹ر جولائی ۱۹۵۸ء)

خطرات

حکومت پاکستان نے چودہری غلام عباس کی تحریک کے متعلق اقوام متحدہ کو آگاہ کر دیا ہے۔ بذاتِ خود حکومت نے اقوام متحدہ سے کوئی سنجیدگی نہیں جتائی اور نہ ہی صورتِ حال کے متعلق کسی عملی دلچسپی کا اظہار کیا۔ جب کہ غیر مسلح اور پُر امن لوگ مقبوضہ کشمیر کی طرف مارچ کر رہے ہیں۔

چوہدری غلام عباس کی گرفتاری کے بعد بہت سے دوسرے لوگ گرفتار ہو گئے ہیں جس ضرورت کے تحت یہ قدم اُٹھایا گیا ہے اُس سے عوام اندازہ کر سکتے ہیں کہ چوہدری غلام عباس نے یہ قدم غلط طور پر نہیں اُٹھایا ہے۔ اُن کی تحریک کو پاکستانیوں اور کشمیری، دونوں طبقوں میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ موجودہ صورتِ حال سے کئی خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔ حکومت کو اِس لئے معاملہ میں سوچ سمجھ کر قدم اُٹھانا چاہیئے تاکہ اِس مسئلہ پر عوام کے جذبات کشمیر کے متعلق مجروح نہ ہوں۔ کشمیر کی تحریک آزادی کے پس منظر میں بڑی بات ہے اُسے

گھریلو کارروائی کی طرح نہیں ٹالا جاسکتا؛
اگر اور لاپروائی برتی گئی تو حکومت کے ہاتھ سے یہ مسئلہ جاتا رہے گا۔
(روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۲۸ جون ۵۸ء)

کشمیر

وزیرِ اعظم ملک فیروز خاں نے یہ تسلیم کر کے ایک درست قدم اٹھایا ہے۔ کہ حکومت تحریک آزادی کشمیر کے نمائندوں کو تسلیم کرتی ہے اور یہ کہ اس صورت حال سے باخبر ہے جو کہ اس تحریک کے قائد کی جدوجہد سے پیدا ہوئی ہے کہ خطِ متارکہ کو عبور کر کے مقبوضہ کشمیر میں داخل ہوا جائے۔ حکومت کے لئے یہ اب مناسب نہیں کہ وہ اب خالی خولی باتوں کی وجہ سے اپنی کم عقلی کا ثبوت بہم پہنچائے کئی وجوہات کے باوجود پاکستان کے عوام کشمیر کو اپنے دلوں کے بہت نزدیک محسوس کرتے ہیں۔ چوہدری غلام عباس کے خلاف جو قدم اٹھائے گئے وہ بھی اُن کے لئے ایک تنبیہہ ہیں کہ آیندہ کشمیر کا کیا بنے گا۔

یہ ضروری ہے کہ کشمیر پر عوام اور حکومت کے درمیان کوئی نظریاتی اختلاف نہ ہو۔ ہونے والی کانفرنس میں ایک موقعہ ہے کہ حکومت کے نمائندے اور تحریک آزادی کے کارکن ایک نظریاتی سطح جو عوام اور حکومت کے مابین ہو قائم کریں۔ اور اب اُس صورت میں جب کہ ۱۱ سال کی طویل مدت تک اقوامِ متحدہ کی قراردادیں ہر دفعہ بے سود ثابت ہوتی رہی ہیں۔

(روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور۔ ۸ر جولائی ۵۸ء)

صبر کی ضرورت

اس دوران میں جب سے چودھری غلام عباس نے خطِ متارکہ کو عبور کرنے کا اعلان کیا ہے اور جب سے سنٹرل لبریشن کمیٹی نے اس اقدام کے تحت ریزولیشن کو منظو کر دیا ہے۔ نظریات نے مضبوط طور پر اس تحریک کا سامنا کیا ہے۔ قانونی نق نظر سے یہ بات جائز ہے کہ کشمیریوں کو سیز فائر لائن عبور کرنے کا حق ہے ار اس کو پرامن طور سے عبور کرنے میں کسی کو مداخلت کا حق نہیں۔ اس کے علا پاکستان کو بہ حیثیت ایک ریاست کے آزاد کشمیر میں اسی قسم کی حفاظتی تدا کا کیا حق ہے جب کہ آزاد کشمیر کی حیثیت بھی ایک آزاد علاقے کی ہے۔ اس علاوہ انہوں نے پنڈت نہرو کی اپنی مثال سے یہ وجہ بہم پہنچائی کہ گویا انہو نے گاندھی سپاہیوں کے لئے انسانیت سوز سلوک کے مخالف پرامن ستیاگر کیا تھا۔ ہندوستان کے وزیر اعظم نے اسے روک دینے پر مجبور کیا تھا کیونکہ یہ اُس شخصی آزادی میں مداخلت تصور کیا جاتا تھا جو کہ ہندوستانی دفعات کی رُو سے آزاد شہریوں کو حاصل ہوتی ہے

ہزاروں لوگ بطور رضاکار بھرتی ہوں گے۔ وہ یہ دکھائیں گے کہ صورت اس حد تک نازک ہو چکی ہے کہ یہ کسی وقت بے قابو ہو سکتی ہے۔ لیکن کامیابی کے لئے اس یکایک انقلاب کی بجائے سوچ و بچار کی ضرورت ہے۔

(روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ (انگریزی) لاہور ۱۷ جون ۵۸ء)

کشمیر ستیاگرہ

یہ بات خلاف توقع نہیں تھی کہ چودھری غلام عباس کو اپنی تحریک جاری رکھنے کے سلسلے میں اس سے پہلے ہی گرفتار کر لیا جائے گا۔ کہ وہ خطِ متارکہ عبور کر سکیں لیڈروں اور رضاکاروں کی ایک اچھی خاصی جماعت کو مغربی پاکستان اور آزاد کشمیر کے دور افتادہ علاقوں میں ڈال دیا گیا ہے۔ اور کئی اور لوگوں کی گرفتاری کی توقع ہے چودھری صاحب نے کہا کہ اُن کے رضاکار ہر طرح کی پابندیوں اور صعوبتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔

جیسا کہ ہم کو پہلے ہی سے خدشہ تھا، اب یہ تحریک آزاد کشمیر اور پاکستان میں ایک سول نافرمانی کی صورت اختیار کر گئی ہے، جس طرح بھارتی مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوجوں کے خلاف، ہو گئی ہے۔ اس کے نتائج سے کشمیر کی آزادی حاصل نہیں ہوتی اور نہ ہی اس سے پاکستان میں ایک اچھے جمہوری مستقبل کی توقع کی جا سکتی ہے۔ ملک میں ایک تنظیم چلائی جا رہی ہے اور پھر صورت حال بے قابو ہوتی جا رہی ہے۔ اور اب ایسا کوئی انقلاب ملک میں مقصد کے حصول کے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ جو کہ اس ملک میں جمہوریت کے لئے ایک حادثہ ہوگا۔ کشمیر ستیاگرہ کے قائدین کو اس پہلو کا بھی گہرا مطالعہ کرنا چاہیے اور ان جمہوری قدروں کا احترام کرتے ہوئے انہیں یہ ستیاگرہ اس وقت تک اٹھا رکھنی چاہیے جب تک اس کے لئے موزوں وقت نہیں آتا۔ اس وقت تمام کشمیری اور حکومت پاکستان بھی اس تحریک کی دل کھول کر مدد کرے گی۔

(روزنامہ "پاکستان ٹائمز" (انگریزی) لاہور ۲۸ جون ۱۹۵۸ء)

کشمیر کانفرنس

کشمیر کے بارے میں صورتِ حال کا تقاضا یہ ہے کہ ایک اور کشمیر کانفرنس بلا کر (جو آل پارٹیز ہو) تمام تجاویز اور اصولوں کے ذریعے یہ بات طے کر لی جائے کہ اب کشمیر کا کیا ہو گا۔ اگرچہ ایسا اجلاس بلایا گیا تھا۔ لیکن اب جب کہ کشمیر ستیا گرہ کی بنیاد پڑ گئی ہے۔ اب اس اجلاس کا بلانا اس لحاظ سے اور بھی اہم ہو گیا ہے کہ ستیا گرہ کے بعد اجلاس میں پاکستان اور آزاد کشمیر کے عوام کے نظریات بھی معلوم ہو سکیں گے یہ بات مانتے ہوئے کہ اس کا ایک کام چوہدری غلام عباس کی تحریک کے متعلق کسی نتیجے پر پہنچنا ہو گا۔ یہ خیال کرنا کہ یہ کانفرنس چوہدری غلام عباس اور اُس کے ساتھیوں کی رہائی کے بعد ہو گی، غلط ہو گا۔ اُس وقت جب کہ وہ سول نافرمانی کرنے سے دستبرداری کا اعلان کریں۔ اِس بات کا مطالبہ جائز ہو گا کہ اِس کانفرنس میں دونوں فریق شرکت کریں۔ کیونکہ چودہری غلام عباس اور اُن کے دوسرے گرفتار ساتھیوں کی شرکت کانفرنس کی کامیابی کے لئے ضروری ہے اِس کے لئے کانفرنس کے وقت تک ستیا گرہ روک دی جائے یہ صورت دونوں فریقین کے لئے ایک بہتر صورت پیدا کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہے

(روزنامہ "پاکستان ٹائمز" لاہور ۲۵ جولائی ۵۸ء)

کشمیر کے بارے میں قومی پالیسی

تحریک کے ابتدائی دنوں میں چند واقعات ایسے پیش آئے کہ تحریک کے خلوص پر

شک کیا جانے لگا۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا لوگوں کی ایک کثیر تعداد اس میں شامل ہو گئی اور تحریک کے مخالفین کو بھی اس کی کامیابی کا یقین ہو گیا۔ سچ تو یہ ہے کہ حکومت پاکستان راہ کا روڑا نہ بنتی تو پوری قوم چودھری غلام عباس کے گرد جمع ہو جاتی۔ اگرچہ وزیر اعظم پاکستان کسی حد تک ملک اور حدِ متارکہ جنگ پر عارضی امن قائم کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں مگر وہ یہ امید نہیں رکھ سکتے کہ وہ معاملات کو پوری طرح سدھار سکیں گے۔ تنازعہ کشمیر نہ تو کوئی جماعتی مسئلہ ہے اور نہ ہی اس کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے کشمیر کے مسئلہ پر کل جماعتی کانفرنس انتہائی ضروری ہے چودھری غلام عباس کی تحریک سے عوام کی خواہشات کا بھی پتہ چل چکا ہے۔ کانفرنس نے بعد حکومت و بہار کی تجویز کے مطابق ایک خاص مدت کا تعین کرنا چاہیئے جو حکومت کو یہ مسئلہ حل کرنے کیلئے دیا جائے۔ اور دنیا کو ایک دملان سے کہ نورنجہ بتا دینا چاہیئے کہ پاکستان اس مدت کے بعد حدِ متارکہ کی ذمہ داریوں سے آزاد ہو گا۔ اور اسے حق حاصل ہو گا کہ وہ خطِ متارکہ جنگ کو توڑ کر ریاست جموں وکشمیر کو آزاد کرائے۔

(روزنامہ "خیبر میل" انگریزی، پشاور

۲۵۔ جولائی ۱۹۵۸ء)

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل

کل صبح کشمیریوں کے مشہور لیڈر اپنے ساتھیوں سمیت سیز فائر لائن کی طرف مارچ کریں گے۔ تاکہ کشمیر کو بھارتی غلامی سے نجات دلانے کے لئے اس فرضی خط کو

عبور کر لیا جاتے بہر حال یہ رضاکارانہ جہاد جو آزادی کے لیئے ہے اُن کے اعلان کے مطابق کشمیری بھائیوں کو موت کے منہ میں لے جائے گا تاکہ بین الاقوامی انصاف کے خوابیدہ ضمیر کو جھنجوڑا جا سکے۔ یہ مسلمان قوم ایک عرصہ سے غلامی کی انتہائی ذلالت کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ یہ لوگ اب چوہدری صاحب کے ساتھ اُنہی مجاہدانہ عزائم کو لیئے ہوتے مارچ کریں گے۔ ۸ کروڑ پاکستانیوں اور اُن کے کشمیری بھائیوں کا ایک ہی مطالبہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے اس مصنوعی حد کا خاتمہ کر دیا جائے جس کے قیام کی وجہ سے بھائی بھائی سے بچھڑا ہوا ہے۔ سب کا یہی مطالبہ ہے کہ اب بھارتی قبضے کی یہ مسلم اکثریت کی ریاست کو اُس کی استعماریت سے بچایا جائے دس سال کے طویل عرصے تک یہ نظر انداز کیئے ہوتے لوگ اقوامِ متحدہ سے یہ آس لگائے بیٹھے ہیں کہ شاید اُن سے بھی کبھی انصاف کیا جاتے۔ اُنہوں نے دنیا اور بین الاقوامی انصاف سے امید باندھے رکھی کہ اُن سے انصاف کیا جائے گا۔ مگر سب بے سود، برطانیہ اور امریکہ سے کی ہوئی توقعات بھی فضول ثابت ہوئیں اب پاکستانیوں اور کشمیریوں کیا کرنا چاہیئے کیا اُنہیں بین الاقوامی انصاف سے پھر توقع رکھنی چاہیئے کہ اُنہیں آزادی نصیب ہوگی جب کہ حدِ متارکہ کے اُس پار کے لوگ ایک ناقابل تصور زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر اب وہ اِس مسئلہ کے متعلق اقوامِ متحدہ کی سوچ بچار کا شکار رہے اور اُس کی یہ حسرت ہی رہے کہ وہ خطِ متارکہ عبور کریں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں اُنہیں اپنی آزادی کے علاوہ کسی اور بات کی لالچ نہیں ہے۔ اور یہ اُسی وقت ممکن ہے جب کہ چوہدری غلام عباس اور اُن کے ساتھیوں سے دنیا انصاف کرے۔ اور اُنہیں جدوجہد کی اجازت

دے۔

اور یہی وجہ ہے کہ پاکستان باوجودیکہ اُس نے چودہری غلام عباس اور اُس کے ساتھیوں کو قید کر رکھا ہے اپنے آپ کو ایک بے زبان اور بے دست و پا کی طرح پا رہی ہے۔ اُنہیں اب چودہری صاحب سے درخواست کرنی ہے کہ وہ اپنی جدوجہد کو معطل کر کے اُنہیں کچھ وقت اور دے دیں۔ اب وہ فرض اور جذبات کی ایک لامتناہی کشمکش کے دھارے میں بہہ رہے ہیں۔ اور پاکستان یا کشمیر کا کوئی باشندہ اُن کی قابلِ رحم حالت پر رحم کھائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ہمارے دِل عظیم لیڈر چوہدری غلام عباس کے لئے دُعا ہیں۔ عوام اُنہیں اور اُن کے باہمت ساتھیوں کو پسند کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے مقاصد کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دی ہیں اور اِس طرح کسی قوم یا بڑے کام کی تکمیل کے لئے ایک درخشندہ مثال قائم کر دی ہے لیکن اب جذبات کی بجائے سوچ بچار سے بھی کام لینا چاہیئے۔ اِس لئے ہم چوہدری صاحب کو مشورہ دیں گے کہ وہ حکومتِ پاکستان کو کافی وقت دیں تاکہ وہ اقوامِ متحدہ کو بتا سکیں کہ اگر کشمیر کا کوئی پُر امن تصفیہ نہ کیا گیا تو حکومتِ پاکستان خطِ متارکہ کی ذمہ دار نہیں۔

(روزنامہ "ڈان" کراچی - ۲۷ر جون ۵۸ء)

نامناسب طریقہ کار

کشمیر کے عظیم لیڈر چودہری غلام عباس کی بیگم صاحبہ نے اپنے ایک تار میں وزیرِ اعظم کی توجہ چودہری غلام عباس خان صاحب کے خلاف اُس بدگوئی اور

رسوائی کی اُس مہم کی طرف دلائی ہے جو حکومت کے بعض اداروں نے چودہری صاحب کے خلاف جاری رکھی ہے۔ یہ بات قابلِ مذمت ہے کہ تحریک آزادی کشمیر کے قائد کے خلاف اس قسم کا غلط پراپیگنڈا کیا جائے۔ آزاد کشمیر ریڈیو اور پاکستان ریڈیو کا رویہ بھی قابلِ مذمت ہے۔ یہ تو سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ حکومت اس تحریک کی نشر و اشاعت میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرے۔ لیکن وزارت امورِ کشمیر یا ان کے بندہ سردار ابراہیم کی جانب سے ان مجاہدین کشمیر کی بدگوئی اور رسوائی مستحق مذمت ہے جو اپنے حقوق کے لئے عملی اقدام کی جرأت رکھتے ہیں اس سلسلہ میں سردار ابراہیم نے بالخصوص بڑے بے تکے بیان دیئے ہیں اور خود کو مسند اقتدار پر برقرار رکھنے کے لئے اس قدر گر گئے ہیں کہ اُنہوں نے چودہری غلام عباس پر خود غرضی کا بھی الزام لگایا ہے۔ سردار ابراہیم کو یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ چودہری غلام عباس اس وقت سے کشمیری مسلمانوں کے مسلم لیڈر سمجھے جاتے ہیں۔ جب سردار ابراہیم سیاسی اعتبار سے تولد بھی نہیں ہوئے تھے علاوہ ازیں سردار ابراہیم کشمیری عوام کی مسلسل جدوجہد آزادی میں ممتاز خدمات کے سلسلہ میں اپنی موجودہ حیثیت پر فائز نہیں ہوتے ہیں بلکہ یہ واقعات کا نتیجہ ہے اُنہوں نے اپنے بے تکے بیانات سے کشمیر کو غلام بنانے والوں اور کٹھ پتلی بخشی حکومت کے لئے قابلِ قدر پراپیگنڈا میٹریل فراہم کر دیا ہے۔ یہ حقیقت کسی تبصرے کی محتاج نہیں ہے کہ آل انڈیا ریڈیو پر بھی ان ذات شریف کے بیانات اور ان کی حکومت کے پریس نوٹ اور دوسرا میٹریل اسی کثرت کے ساتھ نشر ہوتا ہے جتنا پاکستان کے نشریاتی اداروں کی جانب سے۔ ہماری خواہش ہے کہ

عوام کو اس حقیقت سے باخبر کیا جائے کہ سرکاری نشریاتی ادارے کس کے حکم سے چودہری غلام عباس اور ان کے رضاکاروں اور تحریک آزادی کشمیر کے پیچھے پڑے ہیں۔ (۱۳ر جولائی ۱۹۵۸ء روزنامہ "ڈان" (انگریزی) کراچی)

اختلاف کیا ہے؟

حال ہی میں مشہور کشمیری لیڈر چودہری غلام عباس نے یہ اعلان کیا تھا کہ چونکہ مسئلہ کشمیر کے پُرامن تصفیہ کا کوئی امکان باقی نہیں رہا۔ لہٰذا اس مہینے کی کسی تاریخ کو چند ہزار رضاکار رے کہ وہ جنگ بندی لائن کو عبور کر جائیں گے اور مقبوضہ کشمیر میں داخل ہو کر اُسے بھارتی چنگل سے آزاد کرانے کی کوشش کریں گے اور پھر صدر آزاد کشمیر سردار ابراہیم نے چودہری صاحب کے اس اعلان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اگر اس وقت جنگ بندی لائن توڑنے کی کوشش کی گئی تو اس سے پاکستان کے مفاد کو نقصان پہنچے گا۔ البتہ اُنہیں بھی نازک صورت حال کا اعتراف ہے لیکن وہ انتظار کرنا چاہتے ہیں اگر یہی بات ہے تو انتظار کیوں اور اختلاف کیا ہے؟

(روزنامہ "ہلال پاکستان" لاہور)

جذبہ سرفروشی

ہمیں اس بات سے اتفاق ہے کہ حفاظتی کونسل کا بھروسہ ہمارے لئے کوئی مفید نتیجہ نہیں پیدا کر سکتا۔ اگر ہم اسی بھروسہ کو نصب العین بنا کر بیٹھے رہے

تو مسئلہ کشمیر قیامت تک بھی حل نہ ہو سکے گا۔ یہی وہ حقیقت ہے۔ جس نے تحریک آزادی کشمیر کے قاید چوہدری غلام عباس خان کو جان کی بازی لگا دینے پر مجبور کیا ہے مسئلہ کشمیر ہر بات پر مقدم ہے اور اسے حل کرنے کی ہر کوشش ملک کی آزادی اور سالمیت کے قیام کی ضامن ہے صدر آزاد کشمیر کی قسم کے لوگ ہر وقت۔ جاہ منصب اور کرسیوں سے چمٹے رہنا چاہتے ہیں۔ اُن کے خرمن اقتدار کے لئے لبریشن کمیٹی کا فیصلہ واقعی برق جہندہ کے مترادف ہے لیکن جو پروانے آبروے وطن پر قربان ہونا چاہتے ہیں اُن کا جذبہ سرفروشی ہر لحاظ سے قابل تحسین ہے۔

(۱۷ رجون ۱۹۵۸ء روزنامہ "زمیندار" لاہور)

قاید کشمیر کا مجاہدانہ نعرہ

مسئلہ کشمیر کی موجودہ صورتِ حال نے قائد کشمیر چوہدری غلام عباس اور اُن کے رفقائے کار کو آزادی وطن کے لئے ایک آخری اور فیصلہ کن قدم اُٹھانے پر مجبور کر دیا ہے۔ قاید کشمیر نے خطِ متارکہ جنگ کو توڑنے کا جو مجاہدانہ نعرہ لگایا ہے وہ ان کے اس گہرے درد اور اضطراب کا آئینہ دار ہے جس سے اُن کے قلب مجروح کا ہر گوشہ لبریز ہے۔ چوہدری صاحب نے یہ جرأت مندانہ اعلان کرنا ضروری سمجھا ہے کہ ہم اپنے عزائم کی راہ میں حائل ہونے والی کسی بھی طاقت کو برداشت نہیں کریں گے اور نہ کوئی بڑی سے بڑی رکاوٹ ہمارے پائے اثبات میں لغزش پیدا کر سکے گی۔ ہم قائد ملت

کے فیصلہ کا احترام کرتے ہوئے اُنہیں یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان کا بچہ بچہ کشمیر کی آزادی کے لئے سربکف اور اس مقدس مقصد کے حصول کے لئے جس سے پاکستان کی زندگی اور موت کا راز وابستہ ہے اپنے خون کا قطرہ قطرہ بہانے سے دریغ نہیں کرے گا۔

(روزنامہ "زمیندار" لاہور)

وہ موقع کب آئے گا

صدر آزاد کشمیر سردار ابراہیم کا کہنا ہے کہ ابھی تحریک آزادی شروع کرنے کا موقع نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ وہ موقع کب آئے گا۔ کیا ابھی صرف مری کی برفانی ہواؤں اور دل آویز نظاروں سے لطف اندوز ہونے کا سنہری چانس ہے ذوق تن آسانی اور فرصت عافیت کوشی کو قربانی و جانفشانی کی باتوں سے مکدّر کرنے کا وقت نہیں یہ موقع جب پیدا ہوگا۔ جب بھارتی فوجیں آزاد کشمیر کا محاصرہ کرلیں گے اور سردار صاحب کے لئے پناہ لینا بھی محال ہو جائے گا سردار محمد ابراہیم خان نے اپنی تقریر کے آخر میں کشمیر کے ایک مخلص ترین راہنما کے خلاف جن خیالات کا اظہار فرما کر اپنے اقتدار کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے وہ بے حد افسوسناک ہے لیکن ہم نہیں اقتدار کی گدی چونکہ اسلئے سونپی گئی ہے کہ وہ مسئلہ کشمیر کو ٹلنے کے لئے حکومت پاکستان کی ہاں میں ہاں کامیابی سے ملا سکتے ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا تقریر میں اس کا پورا حق اُنہوں نے ادا کیا ہے۔ اس لئے ان کو اقتدار پر اتنا ناز نہیں کرنا چاہیئے۔

(روزنامہ "زمیندار" لاہور)

کشمیر چلو تحریک

قائد کشمیر چوہدری غلام عباس نے "کشمیر چلو" کی تحریک کو جامہ عمل پہنانے کا اعلان کر کے ایک ایسا فرضِ منصبی ادا کیا ہے جو وطن اور اہل وطن کی طرف سے اُن پر عاید ہوتا ہے۔ چودھری غلام عباس نے اپنے دلیرانہ فیصلہ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اپنے وطن کی آزادی کے نصب العین کی طرف سے ان لوگوں کی طرح غافل نہیں ہوئے جن کی آنکھوں پر بندھی اقتدار کی پٹی اُنہیں وادی جنت نظیر کے طول و عرض سے اُٹھتے ہوئے شعلے دیکھنے کا موقعہ ہی نہیں دیتی۔ جن کے کانوں پر لگے ہوئے جاہ و حشمت کے تالے اُنہیں محبانِ وطن کی آہ و فغان سننے ہی نہیں دیتے اور جن کی خودداری کے ولولے ایسی گہری نیند سوئے پڑے ہیں کہ عمل و حرکت کی کوئی آواز اُنہیں بیدار کرنے میں کامیاب نہیں ہوتی۔ اس عالم میں چودھری غلام عباس خان کی بانگِ درا۔ اس شعاع امید سے کم نہیں جو کشمیر کی تیرہ بختیوں کو ایک روشن مستقبل اور ایک تابندہ ماحول سے تبدیل کرنے کا جوہر رکھتی ہے۔ (۲۵ جون ۱۹۵۰ء روزنامہ "زمیندار" لاہور)

چودھری غلام عباس کا نیا عزم

تحریک آزادی کشمیر کے قاید چودھری غلام عباس نے تحریک کی مردہ رگوں میں زندگی کی نئی روح پھونکنے کے لئے عملی اقدام کا نعرۂ مستانہ لگا رکھا ہے۔ شیخ عبداللہ کی گرفتاری سے مقبوضہ کشمیر میں جدوجہد آزادی نے جو رُخ اختیار کیا ہے

اس کا تقاضا تھا کہ سرحد کے اس طرف کے خاموش و پُرسکون گوشوں کو جھنجوڑا جائے۔ چودہری صاحب نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور تین تجاویز کے ساتھ وہ میدان عمل میں نکلے ہیں۔ چودہری صاحب کے اس نعرۂ مستانہ سے فضا میں سنسنی اور ہلچل سی پیدا ہو گئی ہے کیونکہ انھوں نے محض خط لکھنے پر ہی اکتفا نہیں وہ ۱۹۴۷ء کے قبل کے غلام عباس کی روپ میں عوام کے سامنے آئے ہوئے ہیں۔ سارے آزاد کشمیر اور پاکستان میں مقیم کشمیر مہاجرین کے حلقوں میں کم و بیش ۲۲ جلسوں سے خطاب کر چکے ہیں۔ ان کے اس پروگرام نے عوام کے خوابیدہ جذبات کو جگا دیا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک لاوہ سا پکنا شروع ہو گیا ہے جو کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے چودہری صاحب کے اس پروگرام سے ارباب اقتدار کو بجا طور پر پریشان ہوتے ہیں۔ اور سرکاری ترجمان کے بیان کو پڑھ کر آزاد کشمیر کے سب ہی طبقے بڑے رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوئے ہیں حکومت پاکستان کی مجبوریوں کو سب ہی لوگ محسوس کرتے ہیں۔ یہ بھی تسلیم کہ حکومت پاکستان بھی کشمیر کی آزادی کے لئے پوری دلچسپی رکھتی ہے لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ ٹھوس ہے کہ چودہری غلام عباس کے دل میں آزادی وطن کے لئے جو تڑپ امنگ اور آرزو ہے۔ ملک فیروز خاں نون۔ حسین شہید سہروردی یا کسی دوسرے وزیراعظم کے دل میں وہ تڑپ امنگ اور آرزو پیدا نہیں ہو سکتی چودہری غلام عباس ریاست کے باشندے ہونے کی حیثیت میں ان پابندیوں اور مصلحتوں سے آزاد ہیں۔ جن کے ہاتھوں پاکستان کے وزیراعظم مجبور ہوتے ہیں۔ غلام عباس کسی بڑے سے بڑے پاکستانی سے زیادہ پاکستانی ہیں وہ

ان تمام سنجیدہ اور مخلص لوگوں کے سرفہرست ہیں جو صدق دل سے محسوس کرتے ہیں کہ کشمیر کے بغیر پاکستان ایک غیر مستحکم اور لولا لنگڑا پاکستان ہوگا اس لئے نہ صرف کشمیریوں کی اپنی آزادی کے لئے بلکہ پاکستان کے استحکام کے لئے کشمیر کی آزادی اور آخرکار پاکستان سے الحاق اتنا ہی ضروری ہے جتنا پاکستان کا قیام ضروری تھا۔ چودھری غلام عباس صاحب نے تحریک کا از سر نو آغاز کیا تو بعض حلقوں میں تاثر یہی تھا۔ کہ وہ آزاد کشمیر کے اقتدار کے لئے اس نعرہ کو بطور سٹنٹ استعمال کریں گے لیکن چودھری صاحب نے تحریک کے لئے جو اپروچ تلاش کی اور کھلے اجلاسوں میں تقریر کا جو انداز اختیار کیا وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے وہ خلوص دل سے چاہتے ہیں کہ شیخ عبداللہ کی گرفتاری سے پاکستان اور آزاد کشمیر کے عوام کو جو موقع ہاتھ لگا ہے اس سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا جائے۔

(روزنامہ "کوہستان" راولپنڈی)

کشمیر کی آزادی

جن لوگوں کے جذبات یہ ہوں اور جو پیرزادی نے لائن کی حرمت کے تحفظ کے جوش میں اپنی قوم کے نوجوانوں کو جیلوں میں ٹھونس رہے ہیں ان پر لاٹھیاں اور ڈنڈے برساتے ہیں وہ اگر آزادی کا نام لیں تو اُسے کون تسلیم کرے گا۔ ان لوگوں کے دنیاوی مفادات نے اُنہیں اتنا اندھا کر دیا ہے کہ آج آزاد کشمیر میں تحریک آزادی سے وابستگی یا دلچسپی جرم کے مترادف ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہماری حکومت کشمیر کے مسئلہ پر ایک غیور قوم کے نقطہ نظر سے سوچنے کی بجائے وزارت امور کشمیر

اللہ مشیر امور کشمیر کے مفلوج ذہن سے سوچتی ہے کشمیریوں کا وہ عنصر جو پاکستانی ذہن نہیں رکھتا یا کسی نہ کسی طرح بخشی اور نہرو کے نظریات کا ہمنوا ہے وہ مشیر امور کشمیر کی کوششوں سے ہماری سرکاری حلقوں کا چہیتا بن رہا ہے۔ چودھری غلام عباس کا سب سے بڑا قصور یہ ہے کہ وہ پاکستان کے استحکام اور سالمیت کی ہمارے موجودہ حکمرانوں سے کہیں زیادہ فکر رکھتے ہیں وہ اگر یہ فکر اپنے دل و دماغ سے نکال لیں اور وہی کھیل کھیلنے لگیں۔ جو ان کے حریف کھیل رہے ہیں تو پھر وہ یقیناً ہمارے حکمرانوں کے لئے سازگار بن سکتے ہیں۔

(روزنامہ "کوہستان" راولپنڈی)

آزاد کشمیر کی نئی کابینہ

عجیب بات ہے کہ جب آزاد کشمیر کے عوام مطالبہ کرتے تھے کہ آزاد کشمیر میں مکمل حکومت دی جائے۔ تو نہ حکومت پاکستان اس مطالبے پر کان دھرتی تھی نہ سردار ابراہیم خان اس ناگوار آواز کو سننے کے روادار تھے لیکن اب جب کہ لوگوں کی توجہ وزارت اور صدارت کے جھگڑوں کی بجائے اپنے وطن کی آزادی پر مرکوز ہو رہی ہے تو مرکزی حکومت نے آزاد کشمیر میں ایک نیا شوشہ چھوڑ دیا۔ نہ اس نے مسلم کانفرنس کی جنرل کونسل کے قیام کا انتظار کیا نہ ڈسٹرکٹ بورڈوں کے انتخابات کے انعقاد اور ان کے نتائج کا۔ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے وزیر اعظم اور ان کے مشیروں نے یہ تحفہ سردار ابراہیم خان کو ان خدمات کے صلے میں عطا فرمایا ہے جو صاحب موصوف نے تحریک آزادی کشمیر کو ناکام بنانے کی کوششوں کی صورت

ہیں انجام دی۔ اگرچہ اس کابینہ میں ہمارے بعض ذاتی احباب بھی شامل ہیں لیکن اس کے باوجود ہم یہ کہیں گے کہ آزاد کشمیر کی پوری تاریخ میں اس سے زیادہ غیر نمائندہ حکومت شاید کبھی وجود میں آئی ہو۔ یوں کہئے کہ یہ حکومت آزاد کشمیر میں ملک لون کی ری پبلیکن وزارت سے بھی زیادہ غیر نمائندہ ہے۔ ہم اسے مسلم کانفرنس کی حکومت بھی کہنے کے لئے تیار نہیں ہیں وہ مسلم کانفرنس جو چند ماہ پہلے تک ریاست جموں کشمیر کے عوام کے دلوں کی دھڑکن اور ان کی آوازوں اور تمناؤں کا مرکز تھی اب وہ سردار ابراہیم خان کے ہاتھوں دفن ہو چکی ہے۔

(روزنامہ "کوہستان" راولپنڈی)

سرینگر کا ایک ہی راستہ ہے

ہمیں بالآخر اس شاہراہ پر چلنا پڑے گا۔ جس کا دروازہ چودھری غلام عباس نے کھولا ہے۔ یہ راستہ کٹھن ضرور ہے۔ لیکن اگر ہماری منزل سرینگر ہے تو اس کا یہی راستہ ہے

(۹ جون ۵۸ء روزنامہ کوہستان" راولپنڈی)

چودھری غلام عباس کی گرفتاری

ہماری رائے میں چودھری غلام عباس کے جذبہ حریت کا اعتراف نہ کرنا گناہ ہے وہ تحریک آزادی کشمیر کے ہر محاذ پر صف اول میں شامل رہے ہیں اور اب انہوں نے حد متارکہ جنگ کی منحوس لکیر کو مٹانے کے لئے جس جدوجہد کا آغاز کیا ہے وہ ایوبی

بے چینی اور بے اطمینانی کا فطری ردعمل ہے۔

(۲۸ر جون ۱۹۵۸ء روزنامہ "کوہستان" راولپنڈی)

کچھ کیا جائے؟

اگر آزاد کشمیر اور پاکستان کے عوام ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے ہیں اور شیخ عبداللہ کی گرفتاری اور کشمیر میں اس وقت جو مظالم ہو رہے ہیں اُن کے خلاف کوئی عملی اقدام نہیں کرتے تو اس کے نتائج بھی بڑے خراب نکلیں گے۔ مقبوضہ کشمیر کے محب وطن مجاہد نا امید ہو جائیں گے اور ممکن ہے کہ وہ جبر و ستم کے سامنے ہتھیار ڈال دیں۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ ضرور کیا جائے۔ (روزنامہ "مغربی پاکستان" لاہور)

اب یا کبھی نہیں؟

چودھری غلام عباس کے اس مکتوب میں آٹھ کروڑ پاکستانیوں کے دلوں کی دھڑکن سنی جا سکتی ہے اس کے ساتھ ہی یہ مکتوب اس تلخی کا غماز بھی ہے جو عوام میں یو۔این کے مسلسل تغافل اور حکومت پاکستان کی "انتظار کرو اور دیکھو" کی پالیسی کے نتیجے میں پیدا ہو چکی ہے اور اب عوام کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اگر حکومت پاکستان نے اس وقت راہنمائی نہ کی۔ تو اس کا کسی وقت بھی امکان ہے کہ حالات حکومت کے قابو سے باہر ہو جائیں گزشتہ دس سال کے حالات کے پس منظر میں اگر مسئلہ کشمیر پر غور کیا جائے۔ تو یہ بھیانک حقیقت سامنے آئے گی کہ قیمتی وقت

ہمارے ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔ اب صرف اتنی مہلت باقی ہے کہ ہم آخری داؤ لگائیں۔ حالات اب بھی اتنے سازگار ہیں کہ یہ بازی جیتی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ سوچ سمجھ کر اور بڑے محتاط طریقہ پر قدم اٹھایا جائے۔ اگر اب بھی ہم نے غفلت برتی اور یہ قیمتی وقت ضائع کر دیا تو شاید بہت دیر ہو جائے۔ حکومت پاکستان کو چودھری غلام عباس کی پیش کی ہوئی تجاویز کے حسن قبح اور مالہ وما علیہ پر بھی پوری طرح غور و خوض کرنا چاہیئے اور ان تجاویز کی روشنی میں حالات کی نزاکت کے پیشِ نظر کوئی فیصلہ کن قدم اٹھانا چاہیئے۔

(روزنامہ "نوائے وقت" لاہور)

عجیب و غریب فیصلہ

وزیراعظم کئی مرتبہ آل پارٹیز کانفرنس بلا کر مسئلہ کشمیر پر غور و خوض اور تبادلہ خیالات کا وعدہ کر کے اس سے مکر چکے ہیں ان کا آخری وعدہ اس سلسلہ میں یہ تھا کہ لنڈن سے واپسی پر آل پارٹیز کانفرنس بلائی جائے گی اب انہیں یہ وعدہ پورا کرنا چاہیئے آخر اس اہم قومی معاملہ میں وہ قوم کو کب تک جھوٹے وعدوں پر ٹرخائیں گے۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور)

سادگی یا ستم ظریفی

تحریک آزادی کشمیر کے راہنماؤں اور کارکنوں کے ساتھ ہماری حکومت جو نارو سلوک کر رہی ہے وہ اب کسی سے مخفی نہیں رہا۔ مخلص محبانِ وطن سے جن کا سب سے

بڑا جرم اپنے وطنِ عزیز سے محبت ہے۔ اخلاقی مجرموں کا سا سلوک کیا جا رہا ہے اور اب تو یہ شکایت بھی سننے میں آرہی ہے کہ جیل میں محبوس محبانِ وطن کو اذیت پہنچانے اور اُن کے حوصلہ پست کرنے کی غرض سے اُن کے لواحقین کو بھی جو جیل سے باہر ہیں تنگ کیا جا رہا ہے اور اُنہیں اور زیادہ پریشان کرنے کے لئے نئے منصوبے (جن میں ایک یہ ہے کہ تحریک کے حامیوں کو گذارہ الاؤنس بند کر دیا گیا ہے) سوچے جا رہے ہیں۔ جیلوں میں محبانِ وطن سے بُرا سلوک کیا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ اس بارے میں صوبائی اسمبلی میں چودہری غلام عباس کے بارے میں بھی یہ شکایت کی گئی کہ اُن کے ساتھ بھی جیل میں اچھا سلوک نہیں کیا جا رہا ہے حکومت نے اس کے جواب میں چودہری صاحب کا ایک خط پیش کیا ہے "راولپنڈی سے منٹگمری جیل میں منتقل ہونے کے بعد میرا وزن آٹھ پونڈ کم ہو گیا ہے اس کے علاوہ دل کی دھڑکن بھی تیز ہو گئی ہے تاہم مجھے جیل کے حکام سے کوئی شکایت نہیں" یہ تھا وہ جملہ جسے حکومت نے حسنِ سلوک کے اعتراف کے طور پر پیش کیا تھا۔ ایک غیور راہنما کے ایک خوددارانہ فقرہ کو حسنِ سلوک کی سند کے طور پر پیش کرنا وزیر صاحب کی سادگی ہے یا ستم ظریفی۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور)

تحریک کو مذاق نہ بنائیے

حکومت پاکستان نے سلامتی کونسل کے صدر کو ایک مراسلہ میں کہا ہے کہ پاکستان مظلوم کشمیریوں کے مفاد کی حفاظت میں نہ خود چین سے بیٹھے گا نہ دوسروں کو خاموش بیٹھنے دے گا۔ پاکستانی عوام کے جذبات بلاشبہ یہی

ہیں جن کا اظہار مراسلہ میں کیا گیا ہے مگر حکومت پاکستان کو یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ کشمیر کے مظلوم عوام اپنے وطن کی آزادی کے لئے جو جدوجہد کر رہے ہیں اس کے بارے میں حکومت کا اپنا رویہ کیا ہے اس وقت جیلوں میں تحریک آزادی کے لیڈروں اور کارکنوں کے ساتھ انتہائی ناروا سلوک ہو رہا ہے۔ تحریک کے نظربندوں کی حیثیت عام اخلاقی مجرموں کی سی بنا دی گئی ہے ان محبوس حریت پسندوں کے عزیز و اقارب کو بھی پریشان کیا جا رہا ہے حکومت آزاد کشمیر جس پر کشمیر کو آزاد کرانے کی سب سے زیادہ ذمہ داری ہے کے مشورہ پر حکومت پاکستان نے تحریک کے حامیوں کا گزارہ الاؤنس بند کیا ہے۔

(روزنامہ "ناقوس" راولپنڈی)

قابلِ مذمت

جیلوں میں تحریک آزادی کشمیر کے رضاروں کے ساتھ اخلاقی قیدیوں سے بدتر سلوک روا رکھا جاتا ہے یہ بڑی مذموم حرکات ہیں کوئی بھی حکومت جسے مہذب ہونے کا دعویٰ ہو ان حرکات پر فخر نہیں کر سکتی۔ ہم وزارت امور کشمیر سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان شکایات کی فوری تحقیقات کرے اور ان کا سدباب کرے۔ سردار ابراہیم کی ناعاقبت اندیش حکومت گدیوں کو برقرار رکھنے کے لئے ہر چیز داؤ پر لگانے کو تیار ہے اور کوئی اوچھا ہتھیار نہیں جو اس نے اپنے مخالفین کے خلاف استعمال کرنے سے گریز کیا ہو۔

(۱۸ ستمبر ۱۹۴۸ء روزنامہ "ناقوس" راولپنڈی)

کشمیر برٹیشن موومنٹ میں نئے باب کا آغاز

جب کہ پاکستان میں مجاہدین کشمیر اس پیدا کردہ تعطل سے تنگ آ کر وہی قربانیاں دے رہے ہیں جو حدِ متارکہ جنگ کے اُس پار نخشی مظالم کا مقابلہ کرتے ہوئے دی جا رہی ہے چنانچہ ہائی کمانڈ برٹیشن موومنٹ نے کل ہی یہ اعلان کیا ہے کہ خواہ حکومت پاکستان اور آزاد کشمیر کی ابراہیمی حکومت کتنا ہی تشدد پر کیوں نہ اُتر آئے یہ تحریک جو اصول کے لئے شروع کی گئی ہے آخری حد تک پورے عزم واستقلال سے جاری رہے گی۔ کشمیر برٹیشن موومنٹ کے اس فیصلہ کے باوجود کہ اس تحریک میں صرف کشمیری باشندے حصّہ لیں گے۔ بہادر مجاہدین پر جو سختیاں ہو رہی ہیں۔ اُن کے پیش نظر تمام پاکستان میں اضطراب پیدا ہوا ہے اور عوام کے دل مغموم ہیں اور اب پاکستانی عوام بھی اس تحریک میں شامل ہونے پر تیار ہو رہے ہیں۔ اس لئے حکومت کو اس امر کا احساس کرنا چاہیئے۔

(روزنامہ "نئی روشنی" کراچی)

کشمیر برٹیشن موومنٹ

قائد کشمیر چوہدری غلام عباس صاحب نے مقبوضہ کشمیر کے مظلوم مسلمانوں اور شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کی دوبارہ گرفتاری کے بعد حد متارکہ جنگ کو عبور کرنے کی تحریک شروع کی۔ جس کا انہیں حق حاصل ہے۔ حکومت پاکستان اور آزاد کشمیر کی حکومت کا رویہ اس تحریک سے متعلق بے حد قابل مذمت ہے۔ قائد کشمیر

چودھری غلام عباس اور اُن کے ساتھیوں نے پاکستان کے لئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں اور آج بھی کشمیر کا الحاق پاکستان سے اُن کا نعرہ ہے۔

(۵ جولائی ۱۹۵۸ء - روزنامہ "نئی روشنی" کراچی)

تحریکِ آزادی کشمیر

یہ امر باعثِ اطمینان ہے کہ کشمیری لیڈروں نے بالآخر صحیح خطوط پر سوچنا اور عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ آزاد کشمیر کے تمام اضلاع میں پریشن کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں اس طرح عوام کو تحریکِ آزادی میں شامل کرنے کے ساتھ ساتھ ایک ایسی فضا بھی قائم ہو جائے گی۔ جو جدوجہد آزادی کی کامیابی کے لئے سازگار ہو سکتی ہے۔ (روزنامہ "تعمیر" راولپنڈی)

تحریکِ آزادی کشمیر

یہ امر کس درجہ افسوسناک اور مذموم ہے کہ تحریکِ آزادی کشمیر کی راہ میں سب سے بڑی مزاحمت وہ لوگ کر رہے ہیں جن کو اصولاً اس تحریک میں پیش پیش ہونا چاہیئے۔ صدر آزاد کشمیر سردار ابراہیم نے ایک بیان میں اس تحریک کا مقصد آزاد کشمیر میں اقتدار حاصل کرنا بتایا ہے اور یہ تحریک بھارت کے خلاف نہیں بلکہ اُن (سردار ابراہیم) کے خلاف ہے اپنی کارکردگی کو عوام کی نظروں سے چھپانے اور دوسروں کی کارکردگی پر پردہ ڈالنے کی اس سے بدتر مثال کوئی اور نہیں ہو سکتی۔ تحریک آزادی کشمیر بہرکیف ایک ایسا عملی اقدام ہے۔ جس پر بڑی طاقتوں اور اقوام متحدہ کو

توجہ دینا ہی پڑے گی۔ بہرحال کشمیری اب مزید صبر کو خودکشی خیال کرتے ہیں اُنہوں نے صبر کا دامن چھوڑ دیا ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ عوام کا قافلہ چل نکلا تو اس کو روکنا مشکل ہے۔ (۲۷ر جون ۵۸ء روزنامہ "تعمیر" راولپنڈی)

غلام عباس کی گرفتاری

چودہری غلام عباس کو گرفتار کرکے حکومت پاکستان نے اپنے سر ایک الزام ہی نہیں لیا بلکہ از سر نو کشمیر کو آزاد کرانے کی ذمہ داری لی ہے جسے اُسے پورا کرنا ہی پڑے گا۔ (۲۸ر جون ۵۸ء روزنامہ "تعمیر" راولپنڈی)

لیک بعد از خرابیٔ بسیار

معلوم ہوا ہے کہ حکومت مغربی پاکستان نے نہ صرف تحریک آزادی کشمیر کے ان تمام رضاکاروں کو جو تحریک میں شریک ہونے کی وجہ سے سزا پا چکے تھے یا جن کے مقدمات زیر سماعت تھے۔ "اے" کلاس دینے کا فیصلہ کیا ہے بلکہ وزیر اعلے مغربی پاکستان خود قائد تحریک چودہری غلام عباس سے بات چیت کے لئے گھوڑا گلی سب جیل جا رہے ہیں۔ اس طرح ملک فیروز خان نون وزیراعظم پاکستان بھی چودہری صاحب سے بات چیت کرنے کے خواہشمند ہیں اور چودہری صاحب کی مرضی کے مطابق آزاد کشمیر میں اصلاحات کرنے پر تیار ہیں۔ یہاں تک مشیر امور کشمیر شیخ دین محمد کی سبکدوشی کا معاملہ بھی زیر غور ہے فارسی کا مشہور شعر ہے۔

آنچہ دانا کند کند ناداں - لیک بعد از خرابی بسیار

(روزنامہ "تعمیر" راولپنڈی)

شیخ دین محمد کا بیان

تحریک آزادی کشمیر کے سلسلہ میں اس وقت تک سرکاری حلقوں کی طرف سے جو بیان دیئے گئے ان میں اگرچہ سردار ابراہیم کے بیانات افسوسناک بلکہ شرمناک ہیں لیکن مشیر امور کشمیر مسٹر دین محمد نے کل جو بیان دیا ہے وہ سب سے زیادہ افسوسناک ہے اس بیان میں بھارتی آئین کا ذکر اور بھی زیادہ افسوسناک ہے اور بھارتی آئین کی پابندی کی تلقین کرنا شرمناک ہے ان حالات میں ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ مسٹر دین محمد نے یہ بیان دے کر نہ صرف اپنی حدود سے تجاوز کیا ہے بلکہ کشمیریوں سے جن کے کاز کے وہ مشیر ہیں بے انصافی بھی کی ہے۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ آئندہ وہ مرکزی حکومت کی ہاں میں ہاں ملانے کے شوق میں اتنے آگے نہیں بڑھ جائیں گے جس سے پاکستانیوں اور کشمیریوں کے قومی مفادات کو نقصان پہنچا ہو۔

(۸ر جولائی ۱۹۵۸ء روزنامہ "تعمیر" راولپنڈی)

آزاد کشمیر کی تحریک

ہر ایک انصاف پسند کی یہی رائے ہے کہ چودھری غلام عباس نے جو تحریک اٹھائی ہے وہ نہ صرف ان کے خلوص نیت کی مظہر ہے بلکہ دس سال ٹوٹتی بنتی مصلحتوں کے بعد یہی چارہ کار باقی رہ گیا تھا۔ کہ چودھری صاحب مراجعت

کشمیر کا قصد کرتے اور اپنے ملک میں جاکر اُن بدنصیبوں کے ساتھ شرکت جہد ہوتے۔ جو پوری ایک دہائی سے بھارتی سامراج کا تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں۔ (۷ر جولائی ۱۹۵۸ء ہفت روزہ "چٹان" لاہور)

غلطی پہ غلطی

ملک فیروز خان نون آج کل صابجی کے موڈ میں ہیں وہ ابھی تک غالباً اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ وہ ایک ایسے ملک کے سربراہ ہیں۔ جس کا حکمران کبھی انگریز تھا اور وہ اس کے ماتحت تھے۔ انگریز یہ ضد ضرور کرتا تھا کہ فلاں تحریک واپس لو پھر بات چیت کریں گے مگر آخرکار انگریز کو ہی جھکنا پڑتا تھا پہلے گفتگو چلی۔ پھر میثاق ہوتا۔ تب تحریک واپس ہوتی۔ ملک نون چودہری صاحب کو رہا کرنے اور کل جماعتی کانفرنس کا وعدہ کر چکے تھے۔ مگر ایک ہی رات میں اپنے وعدہ سے مکر گئے اب لاہور سے کراچی تک یہی رٹ لگائے جاتے ہیں کہ چودہری غلام عباس پہلے تحریک واپس لیں۔ تب کل جماعتی کانفرنس بلائیں گے یہ صابجی نہیں تو اور کیا ہے۔ (ہفت روزہ "چٹان" لاہور)

لاہور کی ڈائری

پاکستان کے کاغذی لیڈر جن کی دکان قیادت اخباری بیانوں کے ذریعے چلتی ہے۔ قائد ملت چودہری غلام عباس کے اس عزم بالجزم پر کہ وہ خطِ متارکہ کو توڑ دیں گے۔ حواس باختہ ہوگئے ہیں۔ اور وہ اب یہ کوشش فرما رہے ہیں

کہ چودھری صاحب اپنا فیصلہ بدل لیں۔

دراصل بات یہ ہے۔ کہ ہمارے ملک کے حاکموں کو چودہری غلام عباس کے متعلق کوئی واقفیت نہیں اُن کی تمام اطلاعات سی۔ آئی۔ ڈی کے فائلوں پر مبنی ہوتی ہیں۔ اور ایسی اطلاعات کی بنا پر وہ چودہری صاحب کو محض کشمیری مہاجرین کا ایک لیڈر سمجھتے ہیں۔ اور بس ——— !

اگرچہ چودہری غلام عباس کو پاکستان کے موجودہ اور سابق حکمرانوں نے ذلیل کرنے کی بے شمار کوششیں روا رکھی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود تاریخ سے ان صفحات کو پھاڑ کر پھینکا نہیں جا سکتا۔ جن کی ایک ایک سطر قائد ملت چودہری غلام عباس کی غیرت ملیّ۔ غیرت دینی اور قربانیوں کی غیر فانی داستانوں سے متنفر ہے۔ خود شیر کشمیر شیخ محمدؐ عبداللہ اختلافات کے باوجود برملا چودہری غلام عباس کے بے مثال ایثار کا کھلے بندوں اعتراف کیا کرتے ہیں۔ اور اُن کے اُن ہی کارناموں کی بنا پر قائد اعظم نے انہیں اپنے قلب و جگر کے پاس جگہ دی تھی۔

اگر شیر کشمیر شیخ محمدؐ عبداللہ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی سنگینوں کے طنطنے کے باوجود حق و صداقت کا نعرہ بلند کر سکتا ہے اور اُس کی پاداش میں کوزلنگ وزیر اعظم کی قید میں جا سکتا ہے۔ تو یقین کیجیے۔ کہ قائد ملت چودہری غلام عباس پاکستان میں پھولوں کی سیج پر لیٹ نہیں سکتے۔ وہ سنہری اور روپہلی مصلحتوں پر کشمیر کی آزادی بولی کبھی نہیں دیں گے۔

یہ بات چودہری غلام عباس کی فطرت اور روایات کے خلاف ہے۔ کہ شیخ

محمد عبداللہ تو آزادی کشمیر کے مطالبہ کی پاداش میں جیل کی کال کوٹھڑی میں بند ہو اور وہ خاموش بیٹھے رہیں۔

چودہری غلام عباس کو دنیا کی کوئی طاقت خاموش بیٹھنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

(ہفت روزہ "اقدام" لاہور۔ ۱۲ جون ۵۸ء)

جہادِ استخلاصِ کشمیر

قائد ملت چودہری غلام عباس جن کی قربانیوں اور اخلاص کا ریکارڈ پاکستان بھر میں بے مثال ہے، کی فولادی سیرت کو پاکستان کی مخصوص سیاسی فضا زنگ آلود نہ کر سکی اور اپنی پرانی درخشاں روایات کے مطابق ایک بار پھر ایثار اور قربانی کے میدان میں گام زن ہو رہے ہیں۔ انہوں نے اعلان کیا ہے (اور یہ اُن اعلانات سے مختلف ہے جس کے ماتحت بعض حلقوں کا آئے دن پیمانہ صبر لبریز ہوتا رہتا ہے) کہ وہ ۲۰ جون کو ایثار و قربانی کے پیکر ساتھیوں کے ہمراہ چناری سے خطِ متارکہ عبور کریں گے۔ اُن کے اِس اعلان پر پاکستان کے وزیر اعظم سے لے کر جناب عبدالمجید قریشی تک پیکر احتجاج بن گئے ہیں۔ وزیر اعظم پاکستان فرماتے ہیں۔ کہ وہ خط متارکہ کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں دیں گے۔ ہمیں اِس سرکاری ردعمل پر کوئی حیرانی نہیں۔ آخر ایک ایسی

قیادت سے جس نے اپنے تمام انڈے یو این کے ٹوکرے میں ڈال رکھے ہوں اس سے مختلف ردعمل کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ البتہ ہمیں آزاد کشمیر کی حکومت کے ترجمانوں سے ضرور گلہ ہے۔ کہ انہوں نے بھی حکومت پاکستان کی نے سے سُر ملا دی ہے۔ ہم جناب سردار محمد ابراہیم خان سے نہایت ادب و احترام سے یہ پوچھتے ہیں۔ کہ آیا وہ موجودہ صورت حال سے مطمئن نہیں۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ یو۔ این میں جموں و کشمیر کے چالیس لاکھ مظلوم عوام کے دل کی دھڑکنیں سنی جائیں گی۔

کیا وہ اس بات کو درست سمجھتے ہیں۔ کہ شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کی گرفتاری کے بعد کٹھ پتلی وزیر اعظم نے ریاست کے لاکھوں بے کس اور مظلوم انسانوں کے خلاف جس اندھیر گردی کو روا رکھا ہے۔ اس پر پاکستان میں کسی ردعمل کا اظہار نہ ہو؟

سردار محمد ابراہیم سے بہتر اس بات کو اور کون جانتا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں تحریک حریت کو آزاد کشمیر سے عملی ہمدردی کی ضرورت آج سے پہلے کبھی زیادہ نہ تھی۔ لیکن اس مرحلے پر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے کا اس کے سوا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ گویا ہم آزاد کشمیر کے پروانوں سے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ تم اور شیخ عبداللہ۔ نہرو۔ اور بخشی کی حکومت کے خلاف لڑو اور اس اثنا میں ہم یہاں آرام سے بیٹھے ہیں۔

ہم حکومت پاکستان سے بھی بصد ادب عرض کریں گے۔ کہ وہ آزاد کشمیر کے عوام کی راہ میں چٹان بن کر نہ کھڑی ہو بلکہ اگر ممکن ہو سکے تو جس طرح

بھارتی حکومت نے گوا کے خلاف بھارت میں بسنے والے گوالوں کی تحریک سول نافرمانی کی مدد کی تھی۔ اسی طرح کشمیری مہاجرین کی مدد کرے
اس کے ساتھ ہی ہم قائدِ ملت چودھری غلام عباس اور اُن کے مخلص اور پُرایثار ساتھیوں کی خدمت میں بھی عرض کریں گے۔ کہ وہ امن کا دامن کسی صورت میں بھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اُن کا فرض ہے کہ وہ منظم سپاہیوں کی طرح ہر قسم کے تشدد اور اشتعال کے سامنے پُرامن رہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک نے بھی احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوڑا -اور قانون کی طاقتوں سے ٹکرا گئے۔ تو ان کی تحریک کبھی پروان نہ چڑھ سکے گی۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اُن کے سامنے ایک نہایت بلند اور پاکیزہ مقصد ہے وہ اپنے وطن عزیز کو غیروں کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے مقدس جہاد کا عزم کئے بیٹھے ہیں۔ اِس راہ کی تمام صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے ہی وہ منزل مقصود تک پہنچ سکیں گے۔

حکومت پاکستان کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کی موجودگی میں پاکستان کے غیرت مند اور محب وطن عناصر کا فرض ہے۔ کہ وہ اِس خاموش اور پُرامن جہاد میں مجاہدین کی ہر ممکن مدد کریں۔ تاکہ کشمیر کے مسئلے پر حکومت پاکستان یو۔این او اور بین الاقوامی رائے عامہ کو پاکستانی عوام کے جذبات کا پتہ چل سکے۔ ہمیں معلوم ہے کہ اِس مسئلہ پر پاکستانی رائے عامہ بڑی مشتعل ہے۔ لیکن اِس تحریک جہاد کی کامیابی کا سارا دارومدار اِس بات پر ہے کہ اِس مہم کو پُرامن طریق سے سرانجام دیا جائے۔

بعض مفاد پرست اور ممکن ہے بھارتی ایجنٹ اِس مہم میں اشتعال انگیزی پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ مگر ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر قسم کے اشتعال

کا مقابلہ کریں۔ اور مجاہدین کے ساتھ عملی ہمدردی کا مظاہرہ کر کے اس تحریک میں شرکت کریں۔

(ہفت روزہ "اقدام" لاہور ۲۹ جون ۵۸ء)

چودھری غلام عباس کی گرفتاری

اقدام کا زیر شمارہ مکمل ہو چکا تھا کہ قائد ملت چوہدری غلام عباس کی گرفتاری کی خبر ملی۔ یہ گرفتاری غیر متوقع نہ تھی۔ اس لئے اس پر چنداں حیرانی نہ ہوئی۔ البتہ اس گرفتاری کی خبر شہر میں آگ کی طرح پھیل گئی۔

چودھری غلام عباس کا جرم کیا ہے؟

وہ کشمیری مجاہدین کے ساتھ پرامن طریقے سے جنگ کا خط متارکہ عبور کرنا چاہتے تھے۔ حکومت پاکستان نے اپنی بین الاقوامی مجبوری کا بہانہ پیش کیا انہیں اس اقدام سے روکنا چاہا۔ حالانکہ حکومت پاکستان اس قسم کی پابندی صرف اپنے شہریوں پر لگا سکتی ہے۔ اسے کشمیر کے باشندوں پر اس قسم کی پابندی لگانے کا کوئی حق نہیں۔ اگر حکومت چاہتی تو وہ صرف اپنے شہریوں کو خطِ متارکہ عبور کرنے سے روک دیتی مگر ہماری حکومت نے صحیح راستہ اختیار کرنے کی بجائے انتہائی پُرخطر راستہ اختیار کیا ہے۔ اب ظاہر ہے اس گرفتاری کے خلاف پاکستان گیر مظاہرے ہوں گے۔ لہٰذا ہم تمام ملک کی سیاسی جماعتوں سے اپیل کریں گے۔ کہ وہ ان مظاہروں کو مشترکہ طور پر منظم کریں۔ تاکہ شرارت پسند عناصر کو فتنہ انگیزی کا موقع نہ مل سکے۔ اور یہ مظاہر

اور خود تحریک جہاد امن کی حدود کے اندر رہے۔
(ہفت روزہ "اقدام" لاہور ۲۹ جون ۵۸ء)

تحریک آزادی کشمیر

شیخ عبداللہ کی گرفتاری کے بعد کشمیری عوام میں آزادی کا جذبہ آگ بن کر بھڑک اٹھا ہے۔ بخشی حکومت کشمیریوں پر بے پناہ مظالم توڑ رہی ہے۔ نام نہاد امن بریگیڈ کے مسلسل استبداد کے باوجود کشمیر کے طول و عرض میں شیخ عبداللہ کی حمایت میں مظاہرے ہو رہے ہیں۔ بھارتی حکومت کشمیر پر اپنے غاصبانہ قبضے کو مضبوط کرنے کے لئے نئے نئے منصوبے تیار کر رہی ہے ان حالات میں تحریک آزادی کشمیر کے قاید چودھری غلام عباس نے خط متارکہ جنگ توڑنے کا اعلان کیا ہے بلاشبہ کشمیر کا مسئلہ اس وقت نہایت نازک صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس لئے اس پر فوری طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ (ہفت روزہ "قندیل" لاہور)

ناروا سلوک

مقبوضہ کشمیر کی آزادی کا مسئلہ ایک مدت سے پاکستان کے عوام کے لئے ایک خلش کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسے حل کرنے کی ہر کوشش بھارت کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ناکام ہو چکی ہے۔ چودھری غلام عباس اور ان کے ساتھیوں نے تنگ آکر کشمیر کو آزاد کرانے کی پرامن تحریک جاری کر رکھی ہے۔ اس کے خلاف حکومت پاکستان کا تدبر یہ ہے کہ ان مجاہدوں کو جیلوں میں ڈال دیا گیا ہے۔ اور

ستم بالائے ستم یہ ہے کہ جیلوں میں ان سے جو سلوک کیا جا رہا ہے وہ افسوسناک ہے ان کا مطالبہ کشمیر کی آزادی ہے۔ ان میں ایسے لوگ بھی شامل ہیں جن کی حیثیت مسلم ہے وہ بطور عام شہری کے بھی معاشرے میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ وہ پاکستان کے مہمان ہیں حکومت کا فرض ہے کہ ان راہنماؤں کو اگر جیل خانوں کے اندر رکھنا ہی مقصود ہے تو انہیں وہ ساری مراعات دی جائیں جو ایسے لوگوں کو بھی دی جاتی رہی ہیں۔ جن کی وطن دوستی بھی مشکوک تھی۔ ان سے ایسا سلوک کیا جائے جو اُن کے شایانِ شان ہے وہ پاکستان میں ہیں بھارت کی جیلوں میں نہیں ہیں۔ (ہفت روزہ "قندیل" لاہور)

تدبر کا امتحان

قضیہ کشمیر پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتا جاتا ہے۔ رونے کے لئے مقبوضہ کشمیر کے آلام و مصائب ہی کیا کم تھے جو آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں میں لاٹھی چارج اور گرفتاریوں کی شکل میں ایک نئے المیہ کا اضافہ کیا جا رہا ہے ایک طرف کشمیری محبانِ وطن جو گیارہ سال سے استصواب رائے کا انتظار کرتے کرتے تھک چکے ہیں اور تنگ آکر خط متارکہ جنگ عبور کرنے پر اصرار کر رہے ہیں۔ دوسری جانب ہماری حکومت ہے جس کے وزیر اعظم اپنے عجز کا علانیہ اعتراف کر رہے ہیں کہ اُن کے پاس اس مسئلہ کا کوئی حل موجود نہیں۔ غالباً انہیں ابھی تک سیکورٹی کونسل سے انصاف کی امید باقی ہے وہ اس حسن ظن میں مبتلا ہیں کہ آزاد کشمیر میں سب خیریت ہے اور وہاں کے لوگ سردار ابراہیم کی نام نہاد حکومت کا کلمہ پڑھ رہے

ہیں افسوس ہے کہ آزادی کشمیر کی جو پُر امن اور غیر مسلح تحریک مقبوضہ کشمیر کے آقاؤں کے خلاف شروع کی گئی تھی ہماری حکومت کی بے تدبیریوں کے باعث اُس نے اب ایسا رخ اختیار کیا ہے۔ جس سے پاکستان کے موقف اور وقار کو شدید صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ تحریک آزادی کشمیر والوں کا قصور اگر ہے تو یہ کہ اُنہوں نے اپنے ضمیر کو دشمنوں کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ اور وطن کی آزادی کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی گریز نہ کیا۔ اُن کی پاکستانی دوستی اور خلوص کا اعتراف "حکومت کو بھی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اُن کی دلجوئی کرنے اُن کو اپنا ہم خیال بنانے کے بجائے اُن کی دل شکنی کی جاتی ہے حکومت کی اس غلط روش سے سب سے زیادہ نقصان خود حکومت کو پہنچ رہا ہے۔ وہ کشمیری محبانِ وطن کی محبت سے محروم ہوتی جا رہی ہے اب بھی وقت ہے کہ حکومت تدبر سے کام لے کر چودھری غلام عباس اور دوسرے محبانِ کشمیر کو فوراً رہا کر دے اور تمام سیاسی جماعتوں اور کشمیر کے حقیقی نمائندوں کی ایک کانفرنس طلب کرے آزاد کشمیر کے نظم و نسق کا جائزہ لیا جائے، اور وہاں آئینی اور معاشی اصلاحات نافذ کی جائیں مقبوضہ کشمیر محکوم اور لاچار سہی۔ مگر آزاد کشمیر کے باشندوں کو اُن کے پیدائشی حق سے کیوں محروم رکھا جاتا ہے؟

(ہفت روزہ "لیل و نہار" لاہور ۱۳ / جولائی ۵۸ء)

قوم قائدِ ملت کے ساتھ ہے

دس سال کی طویل خاموشی کے بعد ایک غریب الدیار اور مظلوم قوم کے لیڈر قائدِ ملت چودھری غلام عباس نے زخمی کشمیر کی طرف سے اپنے فرض کی ادائیگی

کے لئے ایک نعرۂ مستانہ لگایا اپنوں اور بیگانوں نے ابتداء میں اس نعرہ کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ بعض کم ظرف افراد نے اس کا مذاق اڑایا۔ چند ایک نے بھبتیاں کسیں۔ متعصب لوگوں نے انگلیاں اٹھائیں۔ اور بعضوں نے حکام اور عوام کو غلط و گمراہ کن مشورے دیئے۔ حکومت کو چراغ پا کرنے کی کوشش کی گئی۔ کم نظر اور مفاد پرست اخبار نویسوں نے مخالفت میں کالم کے کالم سیاہ کئے۔ لیکن اس مردِ قلندر کے عزم ثبات پہ کوئی آنچ نہ آئی۔ اس کا ایک ہی نعرہ تھا اگر پیش کردہ تین تجاویز میں سے کوئی تسلیم نہ کی گئی تو خطِ متارکہ جنگ توڑ دیا جائے گا۔ حکومت نے چاہا کہ قاید تحریک کو سمجھا بجھا کر رام کر لیا جائے یہاں تک آزاد کشمیر کے اقتدار کا لالچ دیا گیا۔ لیکن قوم کے راہنما پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس کا ارادہ اٹل اور عزم پختہ تھا۔ یہ حال دیکھ کر حکومت نے دوسرا رخ اختیار کیا اور قاید ملت کو حدِ متارکہ جنگ کی طرف روانہ ہونے سے پیشتر گرفتار کر لیا گیا۔ حکومت کو اس غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی گئی کہ چودہری غلام عباس کی گرفتاری کے بعد تحریک آزادی کشمیر اپنی موت آپ مر جائے گی۔ کوئی کارکن چودہری صاحب کا ساتھ نہیں دے گا۔ کسی جانب سے بھی خط متارکہ جنگ کا رُخ نہیں کیا جائے گا حکومت اس غلط مشورے کے فریب میں آگئی اور گرفتاری کے بعد اس پر روشن ہوا کہ حقیقت کچھ اور ہی ہے۔ قوم قائد ملت کے ساتھ ہے اور یہ تحریک موجودہ صورت میں کئی سال تک چلائی جا سکتی ہے۔ صورت حال کے اس احساس نے حکومت کو پریشان کر دیا۔ چنانچہ چودہری صاحب کو رہا کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد اُنہوں نے پھر جیل بھری کی راہ لی۔ اور دوبارہ گرفتاری عمل میں آگئی۔ اس دن

سے آج تک تحریک پوری سنجیدگی۔ خلوص اور متانت سے چل رہی ہے۔ اور اس وقت تک جاری رہے گی۔ جب تک حکومت قائد ملت کی پیش کردہ تین تجاویز میں کسی ایک کو قبول نہیں کر لیتی۔ چند بد باطن لوگ آج بھی قائد ملت اور تحریک آزادی کی مخالفت کر کے اپنی خفت مٹا رہے ہیں لیکن اس حقیر مخالفت کے باوجود دنیا پر یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ قوم قاید ملت کے ساتھ ہے۔

(۲۲ جولائی ۱۹۵۸ء ہفت روزہ "پاک کشمیر" راولپنڈی)

وقت کی رجز

"قدم اٹھا، اٹھا قدم، قدم ذرا بڑھائے جا"

تحریک آزادی کشمیر کے قائد چودہری غلام عباس نے وزیر اعظم ملک فیروز خان نون کو خط لکھنے کے بعد رائے عامہ کو ہموار کرنے اور قوم کو اعتماد میں لینے کی خاطر آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان میں جلسوں کا جو وسیع پروگرام بنایا تھا وہ پورا ہو چکا ہے اس دوران قائد ملت اور ان کے رفقاء نے ۲۱ عظیم الشان جلسوں اور میٹنگوں سے خطاب کیا۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جہلم۔ میرپور اور گوجرانوالہ کے اجتماع تاریخی اور ناقابل فراموش تھے۔ لوگوں نے بڑی عقیدت اور جوش و خروش سے عزم آزادی کا خیر مقدم کیا اور ہر مقام پر آزادی کی راہ میں بڑی سے بڑی قربانی دینے کا عہد کیا گیا۔ پشاور۔ مظفر آباد۔ باغ اور دھیر کوٹ کے جلسے بھی انتہائی کامیاب رہے۔ گجرات اور سیالکوٹ میں بھی عوام نے مقررین کی تقریروں کو بڑے صبر و سکون سے سنا۔ اور یہ حقیقت ایک بار پھر ثابت ہو گئی کہ عوام کشمیر کی آزادی کے علاوہ

جان سے خواہش مند ہیں ان کے نزدیک وقت کی ایک ہی رٹ ہے جہاد کشمیر اور اس مقصد کے لیے وہ بڑی سے بڑی قربانی دینے سے کبھی گریز نہیں کریں گے اگر کسی جانب سے سستی اور مصلحت اندیشی سے کام لیا جاتا ہے تو وہ حکومت پاکستان ہے۔ جو ضرورت سے زیادہ امن پسند واقع ہوئی ہے اور اقوام متحدہ کے اصولوں پر اعتماد رکھتے ہوئے اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ کسی نہ کسی وقت کشمیر طشتری میں رکھ کر پاکستان کو بطور تحفہ پیش کیا جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کشمیر پاکستان کا ہے اس بارے میں سب کی ایک ہی رائے ہے دو نہیں۔ لیکن کشمیر کو حاصل کرنے کے لیے عمل اور پرجوش عمل کی ضرورت ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں شیر کشمیر کی گرفتاری کے بعد حالات نے جو رخ اختیار کیا ہے اس کا شدید تقاضا یہ ہے کہ ہم من حیث القوم کچھ کریں۔ اپنا فرض پہچانیں۔ اور آزادی کشمیر کا نام زبان سے نہیں دل سے لیں۔ دس سال ہم نے اس نام کو خوب استعمال کیا ہے۔ سالے جہاں کی چوپالوں اور سیاسی اکھاڑوں میں اچھا ہے۔ اب اس سلسلہ میں سنجیدگی دیانت اور خلوص کی ضرورت ہے۔ جس کا بہترین ثبوت بہم پہنچایا جاسکتا ہے کہ حکومت پاکستان قائد ملت کی تجاویز کے مطابق مسئلہ کشمیر کو اس وقت تک سلامتی کونسل میں نہ لے جائے جب تک امریکہ اور برطانیہ اعلانیہ پاکستان کی حمایت کا یقین نہ دلائیں۔ جس طرح روس بھارت کی اعلانیہ حمایت کرتا ہے۔ یا پھر بھارت کی ہٹ دھرمی کے پیش نظر حد متارکہ جنگ کی ذمہ داری سے ہاتھ اٹھایا جائے۔ اور اگر یہ بھی نہیں تو پھر بھارت سے تمام تجارتی اور سیاسی تعلقات منقطع کر لیے جائیں۔ کیونکہ دنیا میں اپنے بھائی کے قاتل کا کوئی دوست نہیں

ہوتا۔ یہ تجاویز ایسی نہیں کہ انہیں قبول کرنے سے کوئی آسمان ٹوٹ پڑے گا پاکستان کے مفادات، وقار اور عزت کے لئے انہیں تسلیم کرنا ازبس ضروری ہے۔ بصورت دیگر قائد ملت آزادی کشمیر کے لئے جو پروگرام بنائیں گے قوم اسے لبیک کہے گی۔ اور ہر ایک زبان پر ایک ہی نعرہ ہوگا "کشمیر چلو" اور وقت کی یہ رجز ہے

قدم اٹھا۔ اٹھا قدم۔ قدم ذرا بڑھائے جا

(۱۲ مئی ۱۹۵۸ء ہفت روزہ "جہاد" سیالکوٹ)

مسئلہ کشمیر کا واحد حل

تحریک آزادی کشمیر کا آغاز جن حالات میں ہوا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ خود ہمارے وزیر اعظم نے اسے تسلیم کیا ہے کہ یہ تحریک عوام کے دلوں میں مایوسی کے گہرے احساس کا نتیجہ ہے اور جو لوگ اس تحریک کے محرک ہیں ان کے خلوص اور نیت پر شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں وطن دوستی کے جذبے کے تحت کر رہے ہیں لیکن اس اعتراف کے باوجود حکومت نے جو رویہ اختیار کیا ہے اس کی توجیہ کرنا حکومت کے لئے مشکل ہے حکومت اس تحریک کو روکنے کے لئے پورا زور صرف کر رہی ہے۔

(۱۳ جولائی ۱۹۵۸ء ہفت روزہ "ایشیا" لاہور)

آخر کیا کیا جائے

نا امید اور محدود ذرائع رکھنے والے کشمیریوں نے گذشتہ ہفتے اپنے آپ

کو ہندوستانی سپاہیوں کی توپوں کے سامنے بے ضرر بھیڑوں کی طرح جنگ بندی لائن پر پیش کر دیا۔ یہ جنگ بندی لائن جسے آج سے ساڑھے نو سال قبل چودھری غلام عباس کی مخالفت کے باوجود قائم کیا گیا تھا دنیا کی سب سے محفوظ اور پُرامن خطِ متارکہ ہے کشمیری عوام پر اسے عبور کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے کیونکہ اس کے دونوں جانب اُن کا اپنا وطن ہے کشمیری عوام کے ساتھ رائے شماری کا وعدہ کیا گیا تھا۔ مگر وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس وعدے کے پورے ہونے کی امید بھی موہوم ہوتی جا رہی ہے۔

گذشتہ صبر آزما اور مایوس کن سالوں کے اندر جنگ بندی لائن کے دونوں طرف بہت سی تبدیلیاں وقوع پذیر ہوگئیں۔ شیخ عبداللہ کو دوبارہ گرفتار کیا گیا۔ اس دوران بھارت نے رائے شماری کی تمام کوششوں کو بیکار بنا دیا۔ اس طرح یوں دکھائی دیتا ہے کہ موجودہ عارضی جنگ بندی لائن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ مستقل ہوتی جا رہی ہے۔

کشمیری عوام اس لائن کو مٹانے پر تل گئے ہیں۔ اور اب جبکہ شیخ محمد عبداللہ اور چودھری غلام عباس گرفتار ہو چکے ہیں۔ اس لئے کشمیریوں کے سامنے ایک نئی صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اُنہیں کیا کرنا چاہیئے کیا اُنہیں بخشی حکومت سے مغلوب ہو جانا چاہیئے؟ مقبوضہ کشمیر میں شمع آزادی کے ہزاروں پروانوں تحریک آزادی کی حمایت کی۔ کیا کشمیری حریت پسندوں کی موت اقوام متحدہ کو مسئلہ کشمیر حل کرنے پر مجبور کر سکتی ہے؟ اسکے لئے اب مرد معرکہ کی بازی لگا دینا ہوگی۔ اور اس کے لئے بنیادی طور پر کشمیری عوام کو ہی کام کرنا ہوگا۔ (ہفت روزہ پکٹوریل (انگریزی) ۱۴ جولائی ۵۸ء)

چودھری غلام عباس قائد کشمیر کا مطالبہ

چودھری غلام عباس قائد کشمیر نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم دس سال کے عرصہ میں یو۔ این اور اور بھارت کے طرز عمل سے کامل طور پر مایوس ہو چکے ہیں ان حالات میں کشمیری عوام جنگ بندی لائن کو توڑ کر مقبوضہ کشمیر میں داخل ہوں گے۔ ہمارے نزدیک تو کشمیر کے مسئلہ کا ایک ہی حل ہے وہ جنگ ہے چودھری غلام عباس کے مجوزہ اقدام میں جرات آزمائی کی جھلک موجود ہے۔ ہماری دعا ہے کہ چودھری غلام عباس قائد کشمیر کی تحریک کامیاب ہو کر آزادی کشمیر کا باعث بنے۔

(۱۴ر جون ۱۹۵۸ء ہفت روزہ "الجماعت" کراچی)

اور سکوت ٹوٹ گیا

چودھری غلام عباس جو عرصہ دس سال سے مسلسل گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے تھے کھلے میدانِ عمل میں آ گئے ہیں چودھری صاحب کا عزم عمل تحریک آزادی کشمیر کی رگوں میں تازہ خون دینے کے مترادف ہے۔ چودھری صاحب نے تحریک آزادی کو تیز تر کرنے کے لئے عوام سے رابطہ کا ایک پروگرام مرتب کیا ہے۔ مغربی پاکستان کے سرحدی اضلاع اور آزاد کشمیر میں پبلک اجتماعات سے خطاب کر چکے ہیں۔ اور انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ کشمیری عوام آج بھی ان کی پکار پر ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں اس لئے کہ کشمیر کے مسلمانوں کے اصل قائد چودھری غلام عباس ہیں۔ اس حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہوگا کہ

عباس مسلمانانِ ریاست کا سب سے پرانا۔ سب سے مخلص۔ سب سے بے غرض خادم اور لیڈر ہے چودہری غلام عباس نے پورے ۲۵ سال بڑے ہی استقلال اور بے غرضی کے ساتھ مسلمانانِ ریاست کی خدمت کی ہے ان سے زیادہ ایثار کسی اور لیڈر نے ریاست میں تو کیا پورے پاکستان میں بھی شاید ہی کیا ہو۔ جب اس قسم کا ایثار پیشہ بے غرض اور مخلص راہنما عزم عمل کرے تو اس کی قوم آزادی حاصل کرنے کی خاطر ہمالہ سے بھی ٹکر لینے کے لئے تیار ہو جائے گی۔ ہمیں چودہری صاحب سے ہمیشہ یہ شکایت رہی ہے کہ وہ عمل سے پہلو تہی کر رہے ہیں اور اس سلسلہ میں بعض اوقات ہم نے تلخ ترین الفاظ استعمال کئے ہیں کیونکہ ہمیں اپنے قاید کی صلاحیت پر کامل بھروسہ تھا۔ (یکم جون ۱۹۵۲ء ہفت روزہ "مشرق" مظفر آباد)

تحریک آزادی کشمیر

اگر وزیر اعظم پاکستان مسئلہ کشمیر کا حل تلاش کرنے سے قاصر ہیں اور انہیں سوائے سلامتی کونسل کے اور کوئی راہ نجات دکھائی نہیں دیتی تو وہ کس منہ سے چودہری غلام عباس کی تحریک آزادی کو بے فائدہ بے موقعہ اور غیر مفید قرار دیتے ہیں۔ اگر چودہری غلام عباس نے دنیا کے خوابیدہ ضمیر کو جگانے کے لئے تحریک کا آغاز کیا ہے تو پاکستان کے انصاف حاصل کرنے والوں کو پہلے خود انصاف سے کام لینا چاہیئے۔ ہمارا خیال تھا کہ وزیر اعظم اور مشیر امور کشمیر۔ چودہری غلام عباس خان کی تحریک آزادی کا قریب سے مطالعہ کر چکے ہوں گے مگر ان کے بیانات سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے بھی سردار ابراہیم خان کی عینک سے

پڑھا اور دیکھا ہے ورنہ یقیناً تحریک کے متعلق اس قسم کے بیانات دے کر دے کر کشمیری عوام کے جذبات کو مجروح نہ کرتے ۔ اور پاکستانی عوام کی توقعات اور حوصلہ کو مایوس اور پست کرنے کا انجام حاصل نہ کرتے ۔ اس موقعہ پر ہم اتنا اشارہ کرنا کافی سمجھتے ہیں کہ چودھری غلام عباس کی تحریک آزادی کشمیر، کشمیر کے دونوں حصوں میں اُس وقت تک جاری رہے گی ۔ جب تک کشمیر کا ایک بھی فرد زندہ ہے ایک دن آئے گا کہ پاکستان حیران ہوگا کہ ۱۹۵۸ء کا تحریک آزادی کا نعرہ کشمیری عوام کو خود ارادیت دلانے میں ایک بنیاد کی حیثیت اختیار کرے گا ۔ اس لئے اگر کشمیری عوام کے قائد نے ایک مناسب اقدام کیا تو اسے جیل میں ڈالنا کہاں کا انصاف ہے؟

(۱۰ جولائی ۱۹۵۸ء سہ روزہ "آفتاب" راولپنڈی)

عظیم آزمائش

چودھری غلام عباس کی ملکی اور ملی خدمات اگرچہ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں چودھری صاحب کی ملی خدمات قابل ستائش ہیں چودھری غلام عباس خان نے دس سال کی صبر آزما مدت کے بعد جنگ بندی لائن کو عبور کرنے کا نعرہ محض قوم کی نبض شناسی اور ملک کی بہبودی کے لیے لگایا ہے کیونکہ آج تک کشمیر

کو درکنار محض کشمیریوں کے لئے کسی حکومت نے کوئی درست اقدام نہیں کیا۔ اگر جنگ بندی لائن کے اُس پار دن رات مسلمانوں پر ظلم و جبر کا دور دورہ رہا تو اس طرف کے حالات ایسے ہیں کہ اُن کو قابلِ تعریف نہیں کیا جا سکتا ہے ان حالات میں چودھری غلام عباس کا موجودہ اقدام قابلِ تحسین ہے اور اس کی جس قدر بھی حمایت کی جائے کم ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر دونوں حصوں کے عوام اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔ اور اس سلسلہ میں متفقہ یلغار کے ذریعہ اپنے ملک کو غاصبوں کے پنجہ سے آزاد کرا لیں گے۔

(۲۲ جون ۱۹۶۵ء ہفت روزہ "سرفروش" راولاکوٹ)

تحریکِ آزادی کشمیر

جو لوگ تحریکِ آزادی کشمیر کو ناکام بنانے کی دن رات کوشش کر رہے ہیں وہ بے ضمیر قوم اور وطن کے بدترین دشمن ہیں۔ وہ محض اقتدار۔ وظیفوں۔ بنگلوں پرمٹوں اور لائسنسوں کے تحفظ کے لئے بخشی جی اور نہرو کا کردار ادا کر رہے ہیں لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ عارضی فائدہ کے لئے وہ اپنی سیاسی زندگی اور ساکھ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر رہے ہیں ان کا انجام یقیناً عبرتناک ہوگا۔ قوم اب صرف قائدِ انقلاب چودھری غلام عباس اور شیرِ کشمیر کی قیادت پر یقین رکھتی ہے

(۱۱ جولائی ۱۹۶۵ء ہفت روزہ "آغاز" مظفرآباد)

بے حد قابلِ مذمت

حال ہی میں حکومت پاکستان کے ایک ترجمان نے ان کشمیریوں کو بھی غیر محبِ وطن

اور شر پسندی کا الزام عاید کیا ہے جو نیک نیتی سے کشمیر کے مسئلہ کا حل حدِ متارکہ کی کی پابندیوں سے آزاد ہونے میں سمجھتے ہیں ان لوگوں میں ایک کشمیر کے مسلمہ راہنما چودہری غلام عباس بھی ہیں اور دراصل ترجمان کا روئے سخن ہے ہی چودہری غلام عباس کی طرف کیونکہ ان پابندیوں سے آزادی حاصل کرنے کی مہم چودہری صاحب کی قیادت میں ہی چلائی جارہی ہے ہم حکومت کے ترجمان کے اس فعل کی شدید مذمت کرتے ہیں اگر چودہری صاحب غیر محبِ وطن ہیں تو پھر ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں ایک بھی انسان محبِ وطن نہیں ہو سکتا۔ اور ترجمان نے دراصل چودہری صاحب کو غیر محبِ وطن کہہ کر تمام کشمیریوں کی سخت قسم کی توہین کی ہے جس کے لئے اُس کو معافی مانگی چاہیئے۔ (۲۹ مئی ۵۸ء ہفت روزہ "ترجمان کشمیر" میرپور)

ہم انصاف چاہتے ہیں

حدِ متارکہ عبور کرنے کی پُرامن تحریک کو آزاد کشمیر میں اقتدار حاصل کرنے کی کوشش قرار دینا انتہائی غلط قسم کا پراپیگنڈا ہے۔ جسے کسی صورت میں مستحسن قرار نہیں دیا جاسکتا تحریک آزادی چالیس لاکھ کشمیریوں کا نعرۂ حق ہے اسے حصولِ اقتدار کی کوشش قرار دینا چالیس لاکھ کشمیریوں کے جذبہ آزادی کی توہین ہے۔ حکومتِ پاکستان شمع کشمیر کے پروانوں کے جذبہ آزادی کی قدر نہیں کرتی۔ اس لئے ہماری حکومت پاکستان کے وزیر اعظم سے درخواست ہے کہ وہ کشمیری عوام کی اس تحریک کو کچلنے کی کوشش نہ کریں ایسا کرنا جلتی پر تیل کے مترادف ہوگا۔

(۵ جولائی ۵۸ء ہفت روزہ "صادق" پونچھ)

کشمیر چلو کی تحریک

ہوتا ہے جادۂ پیما پھر کارواں ہمارا

کشمیر چلو کی حریت نواز صدا آج سے ۷، ۲ سال پہلے اس برصغیر پاک و ہند کے طول و عرض میں سنی گئی تھی۔ اور کہ جس پر لبیک کہتے ہوئے ۴۰ ہزار مجاہدین اسلام کے پُرامن قافلے کشمیر کی طرف روانہ ہو گئے تھے آج اُسی کی صدائے بازگشت ہمارے کانوں میں پھر گونجنے لگی ہے۔ یہ اُسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے یہ اُسی آغاز کا انجام ہے۔ یہ اُسی داستانِ درد کا ایک باب ہے جس کے مداوا کے لئے ہم پھر جانب کشمیر روانہ ہو رہے ہیں۔ ہمارے مستقبل کا افسانہ ہنوز خونِ بہنے کے باوجود بھی مکمل نہیں ہوا۔ ہماری تحریک آزادی وطن۔ یو۔ این۔ او کے غیر متزلزل اور بے حس طریق کار۔ پاکستان کی وفاشعارانہ حکمتِ عملی اور بھارت کی ڈپلومیسی کی وجہ سے نامکمل پڑی ہوئی ہے اور انتظار کے گیارہ سالوں نے ہم پر مایوسی و ناامیدی کے جو گھٹا ٹوپ اندھیرے ڈال رکھے ہیں وہ ہمارے عزائم عمل اور کردار کو مفلوج کرنے پر بُری طرح آمادہ ہیں۔ ہم نے گیارہ سال کے صبر آزما حوصلہ شکن اور بے لبانہ زندگی گذارنے کے بعد بالآخر یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ جب تک ہم اس حصار کو جو حد بندی جنگ کشمیر کے نام پر قائم کر رکھی ہوئی ہے۔ توڑ کر اپنی منزل کی طرف خود روانہ نہ ہوں گے۔ ہماری منزل قریب نہ آئے گی۔

چودھری غلام عباس خان صاحب نے حد متارکہ کو توڑ دینے کا جو عزم کیا ہے اور ہر قسم کی مخالفتوں کی پرواہ کئے بغیر اپنی منزل پر جو پہنچنے کا عہد کیا ہے اس نے ایک

بار پھر دنیا کو ۱۹۳۱ء کا منظر پیش کر دیا ہے۔ اس نازک دور میں باہمی اختلافات کو سر دست نہ کر کے انہیں تاریخ کے حوالے کر دینا چاہیئے اور اس اعلےٰ مقصد کے حصول کے لئے میدانِ عمل میں کود پڑنا چاہیئے۔ ۱۹۳۱ء میں ۴۰ ہزار رضاکارانِ اسلام نے ریاست کی حدود میں داخل ہو کر اگر فرعونِ کشمیر کی گردن کو جھکا دیا تھا۔ تو آج جب کہ ساری کی ساری پاکستانی قوم۔ اس کی سیاسی جماعتیں۔ مذہبی ادارے۔ تعلیمی درسگاہیں۔ شاعر ادیب۔ تاجر۔ مزدور۔ سب کے سب ہمارے دوش بدوش کشمیر کی پرامن جنگ میں ہمارا ساتھ دینے کو تیار ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم بھارتی فرعونوں کو کشمیر سے نکلنے پر مجبور نہ کر سکیں۔ ہماری یہ تحریک ۲۷ جون ۱۹۵۸ء سے جاری ہوتی ہے اس قلیل سی مدت میں ہمارے کئی قافلے حدِ متارکہ کو عبور کرنے کے لئے چھاری کی طرف روانہ ہوتے ہیں لیکن حکومت پاکستان اور حکومت آزاد کشمیر نے انہیں روک کر گرفتار کر لیا۔ اور آگے بڑھنے سے روک رکھا ہے۔ اور جو کام خطِ متارکہ کے اس پار پنڈت نہرو اور بخشی غلام محمد نے کرنا تھا اس کو یہاں کی حکومتیں سر انجام دے رہی ہیں۔ حکومت پاکستان اس خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ وہ یو۔ این۔ او کو مجبور کر کے کشمیر میں پُرامن استصواب کے انعقاد میں کامیاب ہو جائے گی اور اسی امید پر اس نے گیارہ سال گزار دیئے ہیں یہ امید موہوم ہے۔ یہ خام تصور ہے۔ خوش فہمی ہے اور فرض سے بے پرواہی کا افسوسناک مظاہرہ ہے کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے وہ اس کے دشمن کے قبضہ قدرت میں ہے جو ذلیل دشمن ہے اس کے منہ کو حیدر آباد کا خون لگا ہوا ہے جوناگڑھ کا خون آزادی لگا ہوا ہے۔ اس کے منہ میں ۵۶۲ ریاستوں کو ہڑپ کرنے کا

نشہ چڑھا ہوا ہے۔ وہ کشمیر کو بھی ہڑپ کرنا چاہتا ہے۔ پاکستان دو قوموں کی تھیوری کی اساس پر قائم ہوا تھا اس کو اگر اپنا علاقہ لینے کے لئے بھارت سے نبرد آزما ہونے میں کوئی جھجک ہے۔ خوف ہے تو وہ کشمیری مہاجرین کو اپنے وطن کی بازیافت کے لئے حدِ متارکہ کو عبور کرنے سے کیوں روکتا ہے۔ کشمیر چلو کا نعرہ جب ۱۹۳۱ء میں بلند ہوا تھا تو وہ اپنے اندر ایک ناقابلِ تسخیر قوت لئے ہوئے تھا۔ اور آج ہم کشمیر جا رہے ہیں۔ تو ہم میں بھی وہی جذبۂ قوتِ ارادی اور دشمن پر غلبہ کرنے کا یقین موجود ہے۔

بیشک حدِ متارکہ کے اس پار دشمن کا عساکر آتشین اسلحہ لئے کھڑا ہے اور ہم نہتے اور پُر امن فدایانِ وطن کو قید کرے گا۔ خون بہائے گا۔ سختی کرے گا۔ لیکن جب لاکھوں مجاہدین وارد کشمیر ہو گئے تو تاریخ کا رُخ بدل جائے گا۔ مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کی بھارت کو بھی ضرورت پڑے گی۔ اس لئے حکومت پاکستان اگر جنگ کی ذمہ داری خود لینا پسند نہیں کرتی تو اسے کشمیری مہاجرین کو جنگِ آزادی جاری رکھنے سے تو نہ روکنا چاہیئے کیونکہ ان کی سر فروشی پاکستان کے موقف کو تقویت بڑھانے کے لئے ہے۔ ان کی یہ یلغار آزادی وطن و آزادی انسانیت کے لئے ہے۔

(ہفت روزہ "پاسبان" سیالکوٹ / میرپور ۸ جولائی ۱۹۵۸ء)

تحریک آزادی کشمیر کی مرکزی تنظیم

★

سربراہ — قائد کشمیر چودھری غلام عباس خان۔

سیکرٹری جنرل — خواجہ محمد یوسف صراف ایڈووکیٹ (سابق جنرل سیکرٹری مسلم کانفرنس)

۱- ممبر — مجاہد اول سردار عبدالقیوم خان سابق صدر حکومت آزاد کشمیر۔

۲- — کرنل شیر احمد خان " " "

۳- — راجہ محمد حیدر خان سابق وزیر دفاع حکومت آزاد کشمیر

۴- — خورشید حسن خورشید (سابق پرائیویٹ سیکرٹری قائد اعظم و موجودہ صدر آزاد کشمیر)

۵- — غازی الٰہی بخش (سابق صدر ضلع مسلم کانفرنس میرپور و ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس)

۶- — قاضی خورشید عالم (سابق صدر ضلع مسلم کانفرنس سیالکوٹ و ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس)

خازن — ڈاکٹر مظفر حسین شاہ (سابق ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس)

۱- تحریک آزادی کشمیر کے پہلے قائم مقام سربراہِ۔ کرنل شیر احمد خان (سابق صدر آزادِ کشمیر)

۲۔ تحریکِ آزادی کشمیر کے دوسرے قائمقام سربراہ ۔ سردار بشیر احمد خان (سابق صدر مسلم کانفرنس راولپنڈی سرکل)

۱۔ تحریک آزادی کشمیر کے پہلے قائمقام سیکرٹری جنرل مسٹر اے۔ آر۔ ساغر (سابق قائمقام صدر مسلم کانفرنس)

۲۔ تحریک آزادی کشمیر کے دوسرے قائمقام سیکرٹری جنرل سردار فتح محمد کرایلوی (سابق ممبر کشمیر اسمبلی و ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس)

۳۔ تحریک آزادی کشمیر کے تیسرے قائمقام سیکرٹری جنرل ۔ چودھری خورشید احمد (سابق ممبر کشمیر اسمبلی)

۴۔ تحریکِ آزادی کشمیر کے چوتھے قائمقام سیکرٹری جنرل ۔ مولانا غلام حیدر خان جنڈالوی مرحوم (سابق ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس)

تحریکِ آزادی کشمیر کے کمانڈر

۱۔ تحریکِ آزادی کشمیر کے کمانڈر ۱ ۔ سید محمد عبداللہ شاہ (سابق ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس)

۲۔ " " " "	۲	مولوی عبدالعزیز راجوری	گوجرانوالہ
۳۔ " " " "	۳	قاضی حفیظ سالب	راولپنڈی
۴۔ " " " "	۴	شیخ خالد محمود	"
۵۔ " " " "	۵	سردار فیروز علی خان وکیل	پلندری
۶۔ " " " "	۶	مجاہد عبدالرحمٰن	میرپور

۷۔ تحریک آزادی کشمیر کے کمانڈر ۷	مولوی محمد اسماعیل ذبیح	ایبٹ آباد
۸۔ " " " " " " ۸	سید حیدر شاہ غالب	راولپنڈی
۹۔ " " " " " " ۹	احمد شاہ ابدالی	"
۱۰۔ " " " " " " ۱۰	مرزا قدرت اللہ	گجرات
۱۱۔ " " " " " " ۱۱	مسٹر جلال الدین	کراچی
۱۲۔ " " " " " " ۱۲	عبدالاحد میر	راولپنڈی
۱۳۔ " " " " " ۱۳	مولوی محمد اشرف	پلندری
۱۴۔ " " " " " " ۱۴	راجہ محمد سرور خان	حویلی
۱۵۔ " " " " " " ۱۵	راجہ محمد افضل خان	باغ
۱۶۔ " " " " " " ۱۶	سردار محمد صدیق خان	"
۱۷۔ " " " " " " ۱۷	مسٹر کریم اللہ راٹھور	راولپنڈی
۱۸۔ " " " " " " ۱۸	عبدالرشید	گھوڑی
۱۹۔ " " " " " " ۱۹	عبدالرحمٰن پرویز	مظفر آباد
۲۰۔ " " " " " " ۲۰	مرزا محمد اشرف	راولپنڈی

تحریکِ آزادی کشمیر کے اضلاعی کنوینر

۱۔ کنوینر تحریکِ آزادی کشمیر ضلع مظفر آباد ۔ راجہ محمد حیدر خان (سابق وزیر دفاع آزاد کشمیر)

۲۔ " " " " پونچھ سردار محمد لطیف خان

۳۔ " " " " میرپور سردار فتح محمد کریالوی (سابق ممبر کشمیر اسمبلی)

۴- کنوینر تحریک آزادیٔ کشمیر ضلع سیالکوٹ	خواجہ محمد اقبال بٹ ایڈوکیٹ
۵- 〃 〃 〃 〃 لاہور	مسٹر منظر مسعود (جنرل سیکرٹری مسلم کانفرنس لاہور)
۶- 〃 〃 〃 〃 کراچی	خواجہ نور محمد عمید
۷- 〃 〃 〃 〃 گوجرانوالہ	مسٹر باغ حسین (سابق صدر مسلم کانفرنس ضلع گوجرانوالہ)
۸- 〃 〃 〃 〃 گجرات	محمد شفیع صراف (جنرل سیکرٹری مسلم کانفرنس گجرات)
۹- 〃 〃 〃 〃 جہلم	ڈاکٹر مظفر حسین شاہ (سابق ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس)
۱۰- 〃 〃 〃 〃 ہزارہ	مولوی محمد اسمٰعیل ذبیح
۱۱- 〃 〃 〃 〃 پشاور سرکل	خواجہ علی محمد
۱۲- 〃 〃 〃 ضلع راولپنڈی	سردار بشیر احمد خان (سابق صدر مسلم کانفرنس سرکل راولپنڈی)
۱۳- 〃 〃 〃 〃 〃	مرزا غلام رسول بیگ (سردار بشیر احمد کے قائمقام سربراہ مقرر ہونے کے بعد)
۱۴- 〃 〃 〃 تحصیل چھاری	منشی علی گوہر
۱۵- 〃 〃 〃 حویلی تحصیل	سید فرید شاہ گیلانی
۱۶- 〃 〃 〃 سندھنوتی 〃	کیپٹن محمد عظیم
۱۷- 〃 〃 〃 باغ 〃	سردار دوست محمد
۱۸- 〃 〃 〃 بھمبر 〃	چوہدری خورشید احمد
۱۹- 〃 〃 〃 مظفرآباد تحصیل	سید محمد سلیم گیلانی
۲۰- 〃 〃 〃 تحصیل کوٹلی	سید محبوب شاہ

تحریک کے سربراہ چوہدری غلام عباس نے مرکزی ہائی کمانڈ کے ایک خفیہ اجلاس میں حسب ذیل حضرات کو اپنی متوقع گرفتاری کے بعد بالترتیب اپنا

قائمقام نامزد کر دیا تھا۔

(۱) راجہ محمد حیدر خان سابق وزیر دفاع حکومت آزاد کشمیر

(۲) سردار عبدالقیوم خان سابق صدر 〃 〃

(۳) کرنل شیر احمد خان 〃 〃 〃 〃

منزل کی طرف

(۱۵؍جون سے ۷؍اکتوبر ۵۸ء تک)

حلفِ وفاداری

۱۵ جون سنہ ۵۰ء کے دن صبح دس بجے میٹروپول ہوٹل راولپنڈی میں تحریک آزادی کشمیر کے ضلعی کنوینرز اور بعض ممتاز کارکنوں کی ایک کنونشن تحریک کے سربراہ چودہری غلام عباس خان کی صدارت میں ہوا۔ جہاں قاید تحریک نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر کسی دوست اور کارکن کو میرے پروگرام سے کوئی اختلاف ہے تو وہ اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے۔ لیکن جب ایک بار پروگرام کو قبول کیا جائے پھر اُسی پر عمل کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ تمام کارکنوں نے قاید تحریک کے پروگرام سے مکمل اتفاق کیا۔ اسی دن شام کو چار بجے قاید تحریک کی کوٹھی ۴۰ میورروڈ راولپنڈی میں کارکنوں کا دوسرا اجلاس ہوا اس میں شامل مندرجہ ذیل لیڈروں اور کارکنوں نے قاید تحریک چودہری غلام عباس کے سامنے تحریک آزادی کشمیر سے وفاداری اور امیر تحریک کے احکام کی تعمیل کا حلف اُٹھایا۔

(۱) سردار عبدالقیوم خان (۲) راجہ محمد حیدر خان (۳) خواجہ محمد یوسف صراف
(۴) مسٹر خورشید حسن خورشید (۵) چودھری خورشید احمد (۶) مولانا غلام حیدر جنڈالوی
(۷) سردار محمد عالم خان (۸) شیخ منظر مسعود (۹) خواجہ محمد اقبال بٹ
(۱۰) راجہ فضل الرحمان خان (۱۱) مولوی عبدالعزیز راجوری (۱۲) سردار محمد لطیف خان
(۱۳) غازی الٰہی بخش (۱۴) چودہری احسان الحق (۱۵) مولوی محمد اسمٰعیل ذبیح
(۱۶) شیخ محمد مبارک (۱۷) چودہری نور عالم (۱۸) شیخ محمد یوسف
(۱۹) خالد محمود (۲۰) سردار بشیر احمد (۲۱) صوفی عبدالغنی
(۲۲) راجہ عطاء اللہ خان (۲۳) جمال دین دانی (۲۴) خواجہ علی محمد

(۲۵) میر عبدالرشید	(۲۶) مسٹر حمید اللہ	(۲۷) منشی علی گوہر
(۲۸) مرزا عبداللطیف	(۲۹) مسٹر عبدالعزیز	(۳۰) مرزا منیر حسین
(۳۱) سردار فتح محمد کریلوی	(۳۲) سردار فیروز علی خان	(۳۳) کریم اللہ راٹھور
(۳۴) مسٹر منیر حسین راجوری	(۳۵) مسٹر غلام نبی	(۳۶) خان محمد خان
(۳۷) ڈاکٹر ولایت خان	(۳۸) سردار محمد ممتاز خان	(۳۹) مسٹر وحیدالدین
(۴۰) سید عبداللہ شاہ آزاد	(۴۱) عبدالصمد ثانی	(۴۲) مسٹر سخی ولایت
(۴۳) سید محمد شاہ	(۴۴) چوہدری اختر حسین	(۴۵) صوفی سلطان محمد
(۴۶) خواجہ عبداللہ بٹ	(۴۷) سید افتخار حسین خادم	(۴۸) سردار محمد یاسین خان
(۴۹) سردار خادم حسین	(۵۰) شیخ فقیر حسین	(۵۱) صوبیدار فیروز خان
(۵۲) محمد انور خان	(۵۳) ڈاکٹر مظفر حسین شاہ	(۵۴) مسٹر وزیر حسن
(۵۵) مسٹر محمد حسین	(۵۶) مسٹر غلام محمد	(۵۷) مسٹر محمد شریف چیک
(۵۸) مرزا فقیر محمد	(۵۹) مولوی عبدالباری	(۶۰) سید محبوب شاہ
(۶۱) سردار دوست محمد خان	(۶۲) چوہدری غلام محمد خان	(۶۳) سردار محمد امین خان
(۶۴) سردار مظفر خان	(۶۵) مسٹر معظم خان	(۶۶) جمعدار محمد یونس
(۶۷) مولوی محمد اشرف	(۶۸) ملک محمد اکبر	(۶۹) ملک محمد اقبال
(۷۰) سردار محمد حسین	(۷۱) میر اللہ رکھا	(۷۲) سردار محمد شریف

قرارداد

"تحریک آزادی کشمیر کے مرکزی کنونشن نے ۱۵ جون کے دن مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی۔ اجلاس میں یہ قرارداد امیر تحریک کی طرف سے تحریک کے سیکرٹری جنرل

خواجہ محمد یوسف صراف نے پیش کی ہے۔

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو برطانوی اقتدار کے خاتمہ کے ساتھ ریاست جموں و کشمیر کی خود مختاری ریاستی عوام کو منتقل ہو گئی تھی اور اس طرح اُنہیں اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا ناقابل انتقال اور ناقابل شکست حق حاصل ہو گیا تھا۔ ریاست جموں و کشمیر کے عوام نے علم بغاوت بلند کر کے اپنے اس عزم کا واضح اور واشگاف اظہار کر دیا تھا کہ وہ ڈوگرہ مہاراجہ کے غیر جمہوری آمرانہ نظام اور جبر و تشدد کو مزید برداشت نہیں کریں گے۔ جس نے صدیوں سے ریاست کے بے دست و پا باشندوں کو ناقابل بیان غربت اور افلاس کے پنجوں میں جکڑ رکھا ہے حکومت ہند نے شکست خوردہ اور بھاگتے ہوئے مہاراجہ کے نام نہاد الحاق کے فریب اور دھوکہ سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے ریاستی عوام کی بغاوت کو دبانے اور پاکستان کے حق میں ان کے احساسات اور جذبات کو روکنے میں ناکام رہنے کے بعد اس مسئلہ کو سلامتی کونسل میں پیش کر دیا۔ سلامتی کونسل میں ریاستی عوام کے جذبات اور بھارتی وزیر اعظم کی طرف سے آزادانہ اور منصفانہ رائے شماری کے وعدوں کے پیش نظر بیشتر قرار دادیں منظور کیں۔ جن میں الحاق کا مسئلہ طے کرنے کے لئے یہ قرار دیا گیا کہ ریاست کو غیر ملکی فوجوں سے خالی کرانے مہاجرین کو اپنے گھروں میں واپس کرنے کو نیشن حکومت کا قیام۔ نقل و حرکت اور تحریر و تقریر کی مکمل آزادی۔ سیاسی قیدیوں کی رہائی کے بعد اقوام متحدہ کی نگرانی میں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ رائے شماری کرائی جائے۔ جنگ بندی کا معاہدہ پاکستان اور بھارت کی حکومتوں نے ریاستی عوام کی مرضی اور خواہش کے بغیر اور ان کے احتجاج کے باوجود طے کیا اور موجودہ قرار داد کی شرائط کو عملی نہیں بنایا

جوکہ اس سلسلہ میں پہلے قدم کی حیثیت رکھتا تھا ۔ مذکورہ قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کی بہترین کوششوں کے باوجود بھارتی حکومت اپنی بین الاقوامی ذمہ داریوں اور کشمیری عوام سے کئے گئے وعدوں کو پورا کرنے میں ناکام رہی ہے بھارت نے ریاست جموں وکشمیر کو ایک مسلح کیمپ میں بدل دیا ہے اور ریاست کے بے بس اور بے یارومددگار، عوام کو جبروتشدد بربریت اور آزادی کی جدوجہد کرنے والے محبان وطن کو گولیوں یا سنگینوں سے خاموش کرانے کی کوشش کی جارہی ہے یا انہیں بغیر مقدمہ چلائے جیلوں میں بند کردیا گیا اور اس طرح ریاستی عوام کو اقتصادی اور روحانی تباہی کے عمیق گڑھے میں پھینک دیا گیا ہے، سلامتی کونسل نے جوکہ مستقل ممبروں کی پاور پالیٹکس کی وجہ سے بھارتی ہٹ دھرمی کے سامنے جھک گئی اور اس طرح اپنے سابقہ فیصلوں ۔ اقوام متحدہ کے ایک اہم ادارہ کے بنیادی فرائض ۔ مسئلہ کشمیر کے اخلاقی اور منصفانہ پہلوؤں اور عالمی رائے عامہ کو یکسر نظر انداز کرتے ہوتے ریاست جموں وکشمیر کے عوام کو پاور پالیٹکس اور بھارت کو خوش کرنے کے لئے ایک کھلونے کی حیثیت دی گئی ہے ۔ حکومت پاکستان جس کی یقین دہانی پر ریاست جموں وکشمیر کے عوام نے بھارتی حملہ آوروں کے خلاف مسلح کارروائی ملتوی کردی تھی ، مسئلہ کشمیر میں مضبوط اور ٹھوس پالیسی اختیار کرنے اور ریاستی عوام کے لئے حق خودارادیت حاصل کرنے کے لئے موثر اقدامات کرنے میں ناکام رہی ہے اور اس نے اپنی امیدیں اور توقعات سلامتی کونسل کے یکے بعد دیگرے قراردادوں سے وابستہ کر رکھی ہے ۔ ایک طرف ہر نئی قرارداد میں پہلے کی نسبت بھارت کو زیادہ سے زیادہ مراعات دی جاتی ہے اور دوسری طرف کشمیر جلتا جارہا ہے جموں وکشمیر کے عوام کے نمائندے جو تحریک آزادی کشمیر کے اس کنونشن میں جمع ہوئے

ہیں طویل غور و خوض کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان حالات میں اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا کہ وہ اپنے مقدس فرض کو ادا کرنے کے لئے میدان میں نکلیں اور تحریک آزادی کو دوبارہ شروع کریں۔ کیونکہ اپنے کشمیری بھائیوں کو بھارت کی غلامی سے نجات دلانے کا یہی واحد ذریعہ رہ گیا ہے۔ کنونشن متفقہ طور پر فیصلہ کرتی ہے کہ پاکستان میں مقیم ریاست جموں و کشمیر کے عوام اور آزاد کشمیر کے باشندے اپنے ان غیور بھائیوں کی امداد کو پہنچیں جو حد متارکہ جنگ کے اُس طرف جدوجہد آزادی میں مصروف ہیں تاکہ ہم بھی اس تاریخی جدوجہد میں شریک ہو کر حق خود ارادیت حاصل کر سکیں۔ اس کے لئے کنونشن نے ۱۰ ذوالحجہ کی تاریخ مقرر کی ہے۔ یہ وہی مقدس دن ہے۔ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی سے اسلام کی تاریخ میں ایک درخشندہ باب کا اضافہ کیا تھا۔ کنونشن یہ فیصلہ کرتی ہے کہ تحریک بالکل پر امن رہے گی۔ کنونشن کو امید ہے کہ ہمارے لوگ تشدد پر نہیں اُتریں گے۔"

اس قرارداد کے ذریعے بے بس کشمیری عوام کی طرف سے حد متارکہ جنگ کو عبور کرنے کا پہلا باقاعدہ اعلان کیا گیا۔ اس سے قبل بھی تحریک کے قائدین نے عام جلسوں میں اس عزم کا اعلان کر دیا تھا۔ ۵ / جون کے اس اعلان کے فوراً بعد آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے مختلف شہروں میں رضاکاروں کی بھرتی کا کام زور و شور کے ساتھ شروع ہوا۔

۱۸ / جون کو قائد تحریک چودھری غلام عباس نے صدر اسکندر مرزا کی دعوت پر نتھیا گلی میں اُن سے ملاقات کی۔ صدر اسکندر مرزا نے اس ملاقات میں چودھری صاحب سے ذاتی طور پر پُر زور اپیل کی تھی کہ وہ جنگ بندی لائن توڑنے سے باز رہیں کیونکہ اس میں بڑا خطرہ ہے اور اس کے نتائج بڑے تشویشناک ہو سکتے ہیں۔ لیکن

بتایا جاتا ہے کہ چودھری صاحب اپنے فیصلہ پر سختی سے ڈٹے ہوئے ہیں اُنہوں نے اعلان کیا ہے کہ وہ کشمیر برلیشن کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق جنگ بندی لائن توڑنے کا تہیہ کر چکے ہیں اور "مقبوضہ کشمیر میں داخل ہونے کے لئے جنگ بندی لائن کو توڑنے سے روکنے کی غرض سے جو پہلی گولی چلائی جائے گی وہ میں اپنے سینے پر کھاؤں گا" ایسا دکھائی دیتا ہے کہ تحریک آزادی کشمیر نے جموں و کشمیر کے مہاجرین اور آزاد کشمیر کے عوام کے سینوں میں آگ لگادی ہے اور وہ مقبوضہ کشمیر کی طرف مارچ کرنے کے لئے بھاری تعداد میں بھرتی ہو رہے ہیں ان حالات نے پاکستان اور آزاد کشمیر کی حکومتوں کے لئے بڑی نازک اور مشکل صورت حال پیدا کر دی ہے جو اس تحریک پر قابو پانے کے ذرائع سوچ رہی ہے۔

(ڈان" کراچی بحوالہ نمائندہ خصوصی مقیم لاہور)

۱۸ جون کو وزیر اعظم پاکستان ملک فیروز خان نون نے کہا کہ حکومت پاکستان کسی حال میں بھی معاہدہ حد متارکہ کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں دے گی۔ مرکزی کابینہ کے ایک خاص اجلاس کے بعد وزیر اعظم نے یہ اعلان کیا۔ دوسرے دن ۲۰ جون کو چودھری غلام عباس نے لاہور میں ایک اخباری کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم نون کے بیان کو نامناسب اور غیر متعلق قرار دیا۔ اُنہوں نے کہا وزیر اعظم کا بیان فضول ہے۔ تحریک آزادی کشمیر کے رضا کاروں کو اپنے وطن کے اس حصے میں جانے کے لئے کسی اجازت کی ضرورت نہیں جس پر ہندوستان نے اپنا جارحانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ چودھری صاحب نے مزید کہا کہ کشمیری عوام جنگ بندی معاہدہ کے ہرگز فریق نہیں ہیں اور نہ ہی کسی وعدے کے پابند ہیں۔ اُنہوں نے اعلان کیا کہ وا خود ۲۰ جون کو رضا کاروں کے پہلے جیش کی قیادت کریں گے۔ ۲۳ جون کو

وزیر اعظم نے مشیر امور کشمیر اور صدر آزاد کشمیر سے ملاقات کی اور اس میں رضاکاروں کو حد متارکہ جنگ عبور کرنے سے روکنے کے لئے اقدامات پر غور کیا گیا اسی دن آزاد کشمیر کے کچھ لیڈروں اور کارکنوں کا ایک بیان ریڈیو پاکستان سے نشر ہوا۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ ان لیڈروں اور کارکنوں نے چودھری غلام عباس کے پروگرام سے قطع تعلق کا اظہار کیا ہے مگر دوسرے دن ہی ان تمام لوگوں نے اس بیان کی پر زور تردید کی اور حکومت پر الزام لگایا کہ ان کا بیان از خود بنا کر نشر کرایا گیا۔ جن لوگوں کے نام اس بیان کے سلسلہ میں آئے تھے۔ ۲۴ر جون کو گوجرانوالہ سے ۴۰ رضاکاروں کا پہلا دستہ مولوی عبدالعزیز راجوری کی سرکردگی میں مظفر آباد کے لئے روانہ ہوا۔ اسی دن سیالکوٹ۔ گجرات۔ جہلم راولپنڈی اور ہزارہ کے اضلاع میں تحریک آزادی کشمیر کے پیش نظر دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کیا گیا۔ ساتھ ہی رضاکاروں کے مارچ پر پابندی عائد کی گئی۔ ۲۵ر جون کو سابق پنجاب کے ہر بڑے شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی یہ اقدام کشمیری رضاکاروں کی سرگرمیاں کو روکنے کے لئے کیا گیا۔ حکومت آزاد کشمیر نے تینوں ضلعوں مظفر آباد۔ پونچھ میرپور میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی۔ اور آزاد کشمیر جانے والے تمام راستوں پر نگرانی کا سخت انتظام کیا۔ اسی دن ایبٹ آباد۔ مری۔ مانسہرہ اور گجرات میں حد متارکہ کی طرف جانے والے رضاکاروں کی گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔ اس دن چناری میں ڈیڑھ ہزار رضاکار جمع ہو چکے تھے۔ اسی دن صدر آزاد کشمیر سردار ابراہیم نے کراچی سے ایک بیان میں کہا کہ یہ تحریک بھارت کے خلاف نہیں بلکہ اُن کے خلاف ہے اور اس کا مقصد آزاد کشمیر میں اقتدار حاصل کرنا ہے۔ ۲۶ر جون کو اقوام متحدہ میں پاکستان کے قائمقام نمائندے آغا شاہی نے صدر سلامتی کونسل کو ایک خط کے ذریعے پہلی بار تحریک آزادی کشمیر اور اس سے پیدا شدہ صورت حال کی اطلاع دی۔ اسی دن بخشی غلام محمد وزیر اعظم

مقبوضہ کشمیر نے اعلان کیا۔ کہ ان کی حکومت نے چودھری غلام عباس کی تحریک کے پیش نظر ضروری اقدامات کر رہے ہیں اور چودھری صاحب نے سرحد عبور کی تو ان سے "مناسب" سلوک کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ تحریک کے رضا کاروں کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا۔ اور تحریک۔۔۔ کے ہائی کمانڈ کے رکن مسٹر خورشید نے لاہور کی ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ مظفر آباد میں ۵ ہزار رضا کار جمع ہو چکے ہیں۔ اسی دن شام کو حکومت آزاد کشمیر نے تحریک کی مرکزی قیادت کے رکن راجہ حیدر خان کو گرفتار کر لیا۔ مغربی پاکستان پولیس نے سمبڑیال ریلوے سٹیشن پر سیالکوٹ کے ۱۰۰ رضا کار روک لیے۔

قائد تحریک کی گرفتاری

۲۷ جون کی صبح ساڑھے نو بجے تحریک آزادی کشمیر کے سربراہ چودھری غلام عباس کو عین اُس وقت سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ جبکہ وہ اپنی بیمار والدہ سے رخصت لے کر حد متارکہ جنگ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔۔۔ چودھری صاحب کی گرفتاری کے خلاف آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں پابندیوں کے باوجود احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ مظفر آباد اور سیالکوٹ میں مشتعل کشمیری عوام کو منتشر کرنے کے لیے پولیس کو لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ راولپنڈی۔ مری۔ باغ۔ دھیرکوٹ ہجیرہ۔ پلندری۔ کوٹلی۔ ڈوڈیال۔ کھوئی رٹہ۔ میرپور۔ بھمبر۔ کوہالہ۔ چکار۔ چناری گوجرانوالہ۔ گجرات۔ راولاکوٹ۔ جہلم۔ لاہور۔ پشاور اور کراچی میں بڑے بھاری جلوس نکلے۔ جن میں کشمیری عوام قائد کشمیر چودھری غلام عباس کی فوری رہائی کا مطالبہ کر رہے تھے۔ دفعہ ۱۴۴ توڑنے کے سلسلہ میں اس دن جلوسوں کی قیادت کرنے پر سینکڑوں کشمیری کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ پاکستانی عوام اور اخبارات نے بھی چودھری

صاحب کی گرفتاری پہ شدید غم و غصہ کا اظہار کیا۔ قائد تحریک نے گرفتاری سے قبل آزاد کشمیر کے سابق صدر کرنل شیر احمد خان کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا تحریک کے نئے سربراہ نے اعلان کیا کہ قائد کی گرفتاری کے باوجود بھی پروگرام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوگی۔ مغربی پاکستان کے مختلف مقامات سے رضاکاروں کے دستے چھاری کی طرف مارچ کرتے گئے اسی دن تحریک کی مرکزی قیادت کے رکن سردار عبدالقیوم خان کو چھاری کے نزدیک گرفتار کر لیا گیا۔ وہ رضاکاروں کے ایک بڑے جیش کی قیادت کر رہے تھے اسی دن تحریک کے ایک سرگرم اور ممتاز لیڈر مولانا غلام حیدر جنڈالوی کو گرفتار کر لیا گیا۔ وہ مظفر آباد میں ایک جلوس کی قیادت کرنے والے تھے۔ تحریک کے مرکزی دفتر پر پولیس کا چھاپہ پڑا اور سو کے قریب رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ اسی دن شام کو گوجرانوالہ سے سردار ممتاز خان کی قیادت میں رضاکاروں کا ایک دستہ راولپنڈی پہنچا میرپور، کھوئی رٹہ اور گجرات سے بھی تین دستے رضاکاروں کے مرکزی دفتر پہنچ گئے۔ چھاری میں رضاکاروں کو منتشر کرنے کی کوشش کی گئی۔ کراچی سے ۱۵۰ رضاکاروں کا دستہ راولپنڈی پہنچا۔

رفتارِ کاروآں

۲۸ جون ۵۸ء ——— آج تحریک آزادی کشمیر کے فیصلہ کے مطابق صبح ساڑھے نو بجے ۳۱۳ رضاکاروں کے پہلے جیش نے جنگ بندی لائن کی طرف پیش قدمی کی - اس جیش میں ہر جگہ کے گیارہ گیارہ رضاکار شامل تھے - کیونکہ ہر جگہ کے رضاکار اس جیش میں شامل ہونے کے آرزومند تھے - پولیس نے چھاری سے آگے ہی ان رضاکاروں کو روکنے کی کوشش کی لیکن یہ جانباز رضاکار پولیس کو دھکیلتے ہوئے ۲۰۰ گز آگے نکل گئے - اس پر پولیس نے رضاکاروں پر زبردست لاٹھی چارج کیا اور ان کو زبردستی گاڑیوں میں ڈال کر لے گئی - پندرہ منٹ کے بعد ۳۱۳ رضاکاروں کا دوسرا جیش آپہنچا - اس دستہ کے ساتھ پولیس کا تصادم بھی ہوا - رضاکاروں نے پرامن رہنے کا عزم کر رکھا تھا - چنانچہ پولیس کی لاٹھیوں سے ۱۵۰ رضاکار زخمی ہو گئے - اس دن ہر پندرہ منٹ کے بعد رضاکاروں کا ایک ایک دستہ حدِ متارکۂ جنگ کی طرف بڑھتا گیا - رضاکار بالکل نہتے اور پرامن تھے ان کے پاس لاٹھی تک نہیں تھی - ہر جیش کا سالار سبز پرچم لئے ہوتے تھا - جس پر کلمہ طیبہ تحریر تھا - رضاکار اپنے ساتھ کفن تک لے آئے تھے -

جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اپنے قائد کے حکم پر آزادی وطن کے لئے جان تک قربان کر دینے کا عزم لے کر آئے ہیں۔ رضاکاروں نے پولیس کی فائرنگ کرنے کی دھمکی کے باوجود پیچھے ہٹنے سے انکار کر دیا اور وہ برابر مارچ کرتے جا رہے تھے۔ تاآنکہ پولیس انہیں زبردستی گاڑیوں میں بٹھا کر لے گئی اس کے ساتھ ساتھ رضاکاروں کے جیش برابر آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے مختلف حصوں سے چناری پہنچ رہے ہیں۔ جب ایک غیر ملکی صحافی نے رضاکاروں کے ایک جیش کا فوٹو لینے کی کوشش کی تو سالار نے چیخ کر کہا۔ "ہماری لاشوں کے فوٹو لے کر آئزن ہاور اور میکملن کو بھیجنا" (ریڈیو پاکستان)

آج مغربی پاکستان کے مختلف شہروں میں رضاکاروں نے دفعہ ۱۴۴ کو توڑتے ہوئے جلوس نکالے چنانچہ آج مختلف جگہوں پر ۳۰۰ کے قریب رضاکار گرفتار کر لئے گئے (ڈان۔ کراچی)

<u>۲۹ جون ۵۸ء</u> ——— آج چودھری غلام عباس کی گرفتاری اور تحریک آزادی کشمیر سے حکومت کے ناروا سلوک کے خلاف بطور احتجاج کشمیری مہاجرین نے عید الاضحیٰ نہیں منائی۔ راولپنڈی۔ مری۔ ایبٹ آباد۔ جہلم۔ سیالکوٹ کھوئی رٹہ۔ کوٹلی۔ باغ۔ پلندری۔ مظفر آباد اور گجرات میں سیاہ بلے لگا کر کشمیری رضاکاروں نے جلوس نکالے اور گرفتاریاں دیں۔ پاکستان میں قائد تحریک چوہدری غلام عباس کی اپیل پر یوم کشمیر منایا گیا اور خطیبوں نے چودھری صاحب کی گرفتاری کی مذمت کی اور تحریک آزادی کشمیر

کی کامیابی کی دُعا کی۔ مظفر آباد میں جلوس پر پولیس نے زبردست لاٹھی چارج کیا۔ جس سے ۵۰ رضاکار شدید زخمی ہو گئے ۶ رضاکاروں کی حالت نازک ہے۔ چودہری صاحب کو ۱۵ گھنٹوں کے بعد عید کے روز ہی رہا کر دیا گیا۔ لیکن وہ بچوں سے ملاقات کئے بغیر حدِ متارکہ جنگ کی طرف روانہ ہو گئے۔ چنانچہ کوہالہ پل کے پاس انہیں دوبارہ گرفتار کر کے راولپنڈی سینٹرل جیل لایا گیا۔ ان کے ساتھ تحریک کی مرکزی قیادت کے رکن مسٹر خورشید کو بھی گرفتار کر لیا گیا سیالکوٹ میں رضاکاروں کے دو دستے گرفتار کر لئے گئے۔ مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں میں ۲۰۰ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ (پاکستان ٹائمز لاہور)

۳۰ جون ۱۹۵۸ء —— لاہور اور دوسرے بڑے شہروں میں تحریک آزادی کشمیر کی حمایت میں عام ہڑتال ہوئی اور مظاہرے کئے گئے۔ لاہور میں تمام سیاسی پارٹیوں کا ایک مشترکہ بڑا بھاری عام جلسہ ہوا۔ جس میں تحریک کی پُرزور حمایت کی گئی۔ تحریک کے قائمقام سربراہ کرنل شیر احمد خان کو مظفر آباد سے گرفتار کر کے مری کے نزدیک چھوڑ دیا گیا وہ چناری کی طرف رضاکاروں کے ایک بڑے دستے کی قیادت کرنے والے تھے مظفر آباد میں خواتین کا جلوس نکالا گیا۔ سیالکوٹ میں تحریک کے رضاکاروں نے زبردست مظاہرہ کیا تو پولیس کو لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ سوچیت گڑھ کی طرف مارچ کرتے ہوئے دو جیش گرفتار کر لئے گئے راولپنڈی میں تحریک کے ہائی کمانڈ نے چناری کے علاوہ سریا (میرپور) اور

سوچیت گڑھ (سیالکوٹ) کے راستے بھی رضاکار روانہ کرنے کا فیصلہ کیا
آج مرکزی دفتر کراچی۔ میرپور۔ مری اور پشاور سے رضاکار پہنچے
جاری ہیں ۱۵۲ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ ضلع پونچھ اور مظفرآباد
کے مختلف علاقوں سے رضاکار برابر جاری آرہے ہیں۔ سیالکوٹ
میں کل کے گرفتار شدہ ۴۴ رضاکار آج رہا کر دیئے گئے میرپور میں
تحریک کی مرکزی قیادت کے رکن غازی الٰہی بخش اور ایک سرگرم
کارکن خواجہ محمد سلیمان کو گرفتار کر لیا گیا۔ مظفرآباد سے رضاکاروں کے
دو دستے جاری روانہ ہو گئے ایک کی قیادت راشد عباس کر رہے
تھے۔ مسٹر ساغر نے تحریک میں شمولیت کا اعلان کیا اور سیالکوٹ کے
دورے پر روانہ ہو گئے ("کوہستان" راولپنڈی)

یکم جولائی ۱۹۵۰ء ——— آج تحریک آزادی کشمیر کے پہلے قائمقام سربراہ کرنل
شیر احمد کو اُن کے مکان سے گرفتار کر لیا گیا۔ وزیراعظم ملک لیاقت نے
کشمیری مہاجرین کے مظاہروں کے پیشِ نظر راولپنڈی میں اپنے جلسہ عام
کا پروگرام منسوخ کر دیا۔ مظفرآباد میں تحریک کے تین سرگرم کارکن حاجی
دلی جو۔ ڈاکٹر نذیر احمد بزمی اور ڈاکٹر لطیف چک کو گرفتار کر لیا گیا
باغ اور راولاکوٹ سے ۲۵۰ رضاکار جاری پہنچے۔ سیالکوٹ میں
سوچیت گڑھ کی طرف مارچ کرتے ہوئے رضاکاروں میں سے ۱۵ رضاکار
گرفتار کئے گئے۔ مظفرآباد میں لفٹیننٹ انور شاہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ راولپنڈی
اور مری میں رضاکاروں کے جلوس نکالے گئے۔ دھیر کوٹ میں

تحریک کے تین کارکن گرفتار کر لئے گئے۔ جہلم میں رضاکاروں کی گرفتاریاں اور گجرات میں ۶۵ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ میرپور میں رضاکاروں نے جلوس کی صورت میں سریا کی طرف مارچ کیا۔ گرفتاری سے قبل کرنل شیر احمد خان نے ایک بیان میں کہا کہ تحریک بھارت اور پاکستان کی حکومت کی مخالفت کے باوجود جاری رہے گی۔ آج دن بھر مغربی پاکستان اور آزاد کشمیر کے مختلف مقامات پر تحریک آزادی کشمیر کے ۱۹۵ رضاکار گرفتار کر لئے گئے یہ اُن سینکڑوں رضاکاروں کے علاوہ ہیں۔ جن کو پولیس نے گاڑیوں میں بٹھا کر شہروں سے دُور ویران علاقوں میں چھوڑ دیا۔

("نوائے وقت" راولپنڈی۔ "پاکستان ٹائمز" لاہور)

۲ ر۔جولائی ——— صدر اسکندر مرزا کی صدارت میں لاہور میں مرکزی کابینہ کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا۔ اس سے پہلے صوبائی کابینہ کا بھی ایک اجلاس ہوا تھا۔ دونوں اجلاسوں میں تحریک آزادی کشمیر سے پیدا شدہ حالات پر غور کیا گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ مغربی پاکستان کے اکثر وزیر چودہری غلام عباس کے موقف کے حامی ہیں۔ آج تحریک آزادی کی مرکزی قیادت نے سردار بشیر احمد خان کو تحریک کا دوسرا قائمقام سربراہ مقرر کیا۔ آج راولپنڈی میں ۸ گجرات میں ۴۰۔ مری میں ۱۰ اور جہلم میں ۵ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ سیالکوٹ میں ایک دستہ نے سوچیت گڑھ کی طرف مارچ کیا۔ ۱۲ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ مظفرآباد اور چناری

میں رضاکاروں پر پولیس نے زبردست لاٹھی چارج کیا۔ مظفرآباد میں ۱۱ رضاکار زخمی ہو گئے۔ آج بھی چناری سے سینکڑوں رضاکاروں کو گاڑیوں میں بٹھا کر کاغان کے علاقے میں چھوڑ دیا گیا۔ تحریک کے سیکرٹری جنرل مسٹر یوسف صراف نے ایک بیان میں تحریک کو کچلنے کی پالیسی کی شدید مذمّت کی۔ رضاکاروں پر پولیس کی بے دردانہ لاٹھی چارج کی بھی صراف نے شدید مذمت کی۔ اُنہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ اب تک ۳۶۰۰ رضاکار گرفتار کر لئے گئے ہیں ۱۰۶ رضاکار شدید زخمی ہو چکے ہیں۔ اور اس وقت تک ۲۰ ہزار رضاکاروں نے جنگ بندی لائن کی طرف مارچ کیا۔ ایڈیٹر "چٹان" شورش کاشمیری نے ۲۱۳ رضاکاروں کا ایک جیش لے کر چناری کی طرف چلنے کا اعلان کر دیا۔ انجمن نوجوانانِ مشرقی پاکستان کے سیکرٹری مسٹر رحمٰن نے ایک تار کے ذریعے بنگال سے رضاکاروں کی پیش کش کی۔ (ڈان کراچی)

۳ رجولائی ــــــــــ سرپا محاذ کی طرف تحریک نے زور پکڑا۔ کھوئی رٹہ کے رضاکاروں کا ایک بھاری جیش گرفتار کر کے دور غیر آباد علاقے میں چھوڑ دیا گیا۔ چناری مزید تین دستے رضاکاروں کے پہنچے راولپنڈی میں ۸۔ مری میں ۴۔ جہلم میں ۱۰۔ ایبٹ آباد میں ۴ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ سرپا کے نزدیک جھنگڑ کے مقام پر سالار لطیف بھٹی کی قیادت میں دس رضاکاروں نے جنگ بندی لائن کو عبور کیا اور مقبوضہ کشمیر میں داخل ہو گئے۔ سیالکوٹ میں مزید رضاکاروں کی گرفتاری۔

پشاور سے ایک دستہ رضا کاروں کا چناری روانہ ہو گیا۔ اس کی قیادت سالار عبدالغنی کر رہے تھے۔ کوہالہ میں سات کارکن گرفتار کر لیے گئے کوٹلی میں رضاکاروں کا جلوس نکالا گیا۔ کھوئی رٹہ میں محمد دین جنگی کو گرفتار کر لیا گیا۔ میرپور میں رضاکاروں نے جلوس نکالا تحریک کے قائمقام سربراہ سردار بشیر احمد خان نے ۱۳ جولائی کے دن یوم شہداء کشمیر منانے کی اپیل کی۔ مرزا غلام رسول بیگ کو سردار بشیر کی جگہ راولپنڈی کا کنوینر مقرر کیا گیا۔ وزیر اعظم نون نے پھر اعلان کر دیا کہ اُن کی حکومت حد متارکہ جنگ کو عبور کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دے گی۔ آج تحریک کے ۳۰۵ رضاکار گرفتار کر لیے گئے

("نوائے وقت" راولپنڈی۔ "تعمیر" راولپنڈی)

۴ جولائی —— لاہور میں صدر اسکندر مرزا کی صدارت میں ایک کانفرنس میں تحریک آزادی کشمیر کو سختی کے ساتھ دبانے کا فیصلہ کیا گیا۔ بوقت ضرورت متاثرہ علاقوں کو فوج کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ چناری میں بارش کے باوجود رضاکاروں نے حد متارکہ کی طرف مارچ جاری رکھا۔ پولیس نے اُن پر لاٹھی چارج کیا۔ رضاکاروں کے دو دستے گرفتار کر لیے گئے۔ کوہالہ اور رحیم کوٹ میں بھی رضاکاروں پر لاٹھی چارج کیا گیا۔ باغ میں تحریک کے تین سرگرم کارکنوں کی گرفتاری عمل میں آئی۔ راولپنڈی میں رضاکاروں نے جلوس نکالا۔ ۲۱ رضاکار گرفتار ہوئے میرپور سے رضاکاروں کا ایک دستہ سریا روانہ ہوا۔ قبائلی علاقوں سے خبر آئی ہے

کہ وہاں تحریکِ آزادیٔ کشمیر کی وجہ سے سخت اضطراب پیدا ہو گیا ہے لاہور میں تحریک کے حق میں ایک بھاری جلسہ ہوا۔ اُس کے بعد جلوس نکالا گیا جو رات کے دو بجے ختم ہوا۔ سیالکوٹ میں ۸ رضاکار گرفتار ہو گئے۔ تحریک کی مرکزی قیادت نے ایک اعلان کے ذریعے اُن تمام پاکستانیوں بالخصوص شورش کاشمیری کا شکریہ ادا کیا ہے لیکن اُن کی پیشکش کو قائدِ تحریک کی ہدایت کے پیشِ نظر قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آج تحریک آزادیٔ کشمیر کے ۱۵۰ سے زیادہ رضاکار گرفتار ہو گئے۔ سرینگر ریڈیو کی اطلاع کے مطابق کل ۲۵ رضاکار حدِ متارکہ عبور کر کے مقبوضہ کشمیر میں داخل ہو گئے یہ اُن ۱۶ رضاکاروں کے علاوہ ہیں جو پہلے ہی حدِ متارکہ کو عبور کر چکے ہیں

("ڈان" کراچی)

۵ رجولائی ———— آج میرپور میں تحریک کے دو سرگرم رکن غازی عبدالرحمٰن اور چودھری احسان الحق کو گرفتار کر لیا گیا۔ میرپور سے رضاکاروں کے دو جیش سریا کی طرف گئے۔ لاہور سے ۱۲ رضاکاروں کا ایک دستہ سیالکوٹ گیا۔ کھوئی رٹہ میں رضاکاروں کے ۵ کمانڈر گرفتار کر لئے گئے۔ پلندری میں تحریک کے حق میں ایک بھاری جلوس نکالا گیا۔ آج دن بھر تحریک کے ۱۴۰ رضاکار مختلف مقامات سے گرفتار کر لئے گئے۔

("پاکستان ٹائمز" لاہور)

۶ رجولائی ———— چناری میں ۲۴ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ میرپور میں سریا محاذ کی طرف مختلف علاقوں سے بھاری تعداد میں رضاکار مارچ کر رہے ہیں۔ تمام

ضلع میرپور میں ہڑتال کی گئی۔ راولپنڈی میں دس رضاکار گرفتار کر لیے گئے سیالکوٹ میں رضاکاروں کے ایک جیش نے سوچیت گڑھ کی طرف مارچ کیا۔ تین کمانڈروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ مظفرآباد میں رضاکاروں کے ایک جلوس پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔ آج مختلف مقامات سے ۱۰۰ رضاکاروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ (سول اینڈ ملٹری گزٹ" لاہور)

۷ر جولائی ـــــــ سیالکوٹ میں ۵۰ رضاکاروں کے ایک جیش نے سوچیت گڑھ کی طرف مارچ کیا۔ تحصیل سدھنوتی سے ۵۷ رضاکاروں کا ایک دستہ جناری روانہ ہو گیا۔ چکار سے ۵۰ رضاکاروں کا ایک دستہ جناری گیا۔ مظفرآباد میں قائمقام ضلع کنوینر غلام نبی زرگر کو گرفتار کر لیا گیا۔ باغ میں تحریک کے چند کارکن گرفتار کر لیے گئے۔ ضلع پونچھ کے مختلف مقامات پر جلسے ہوئے جن میں تحریک کی مرکزی قیادت سے مطالبہ کیا گیا کہ ضلع پونچھ میں بھی ایک راستہ حدِ متارکہ کو توڑنے کے لیے مقرر کیا جائے۔ تحصیل باغ سے ۱۵۰ رضاکاروں کے دو دستے جناری کے لیے پیدل روانہ ہوئے۔ پشاور میں مشیر امورِ کشمیر مسٹر دین محمد کے خلاف مظاہرہ کیا گیا۔ ری پبلکن پارٹی کے سالارِ اعلیٰ غازی عبدالجبار خان کی طرف سے مرکزی قیادت کو رضاکاروں کی پیشکش کی گئی۔ تحریک کے قائمقام سربراہ سردار بشیر احمد نے ایک بیان میں وزیر اعظم نون کے تازہ بیان پر نکتہ چینی کرتے ہوئے اُسے بزدلانہ بیان قرار دیا۔ آج مختلف مقامات سے تحریک کے ۱۱۶ رضاکار گرفتار کر لیے گئے۔ ("ڈان" کراچی)

۸ر جولائی ـــــــ سیالکوٹ میں تحریک کے چار ممتاز کارکن گرفتار کر لیے گئے

سیالکوٹ میں رضاکاروں نے شہر میں جلوس کی صورت میں گشت کر کے سوچیت گڑھ کی طرف مارچ کیا۔ راولپنڈی ریلوے سٹیشن پر مشیر امورِ کشمیر کے خلاف زبردست مظاہرہ ہوا۔ ۱۱ رضاکار گرفتار کیئے گئے۔ چناری میں آج ۲۵۰ رضاکاروں نے حدِ متارکہ کی طرف مارچ کیا۔ پولیس نے ان کو زبردستی گاڑیوں میں بٹھا کر کئی میل دور پھینک دیا۔ گجرات اور گوجرانوالہ سے مزید رضاکاروں کے تین دستے چناری روانہ ہو گئے آج تحریک آزادی کشمیر کے ۲۵۰ رضاکار گرفتار کر لیئے گئے۔ ("تعمیر" راولپنڈی۔ "جنگ" کراچی)

۹۔ جولائی ——— آج راولپنڈی میں تحریک کے قائمقام سربراہ سردار بشیر احمد خان کو گرفتار کر لیا گیا۔ کھوئی رٹہ میں چار ہزار رضاکار سریا کی طرف مارچ کرنے کے لیئے جمع ہو چکے ہیں۔ گجرات میں ۱۱۳۔ سیالکوٹ میں ۳۲۔ راولپنڈی میں ۱۳ اور جہلم میں ۲۷ رضاکاروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ باغ میں تحریک کے دو کارکن گرفتار کر لئے گئے دھیرکوٹ سے ایک دستہ راجہ محمد ایوب کی سرکردگی میں چناری جاتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ پلندری سے ایک دستہ چناری گیا۔ آج تحریک آزادی کشمیر کے ۴۰۰ رضاکار گرفتار کر لیے گئے۔

("کوہستان" راولپنڈی۔ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" لاہور)

۱۰۔ جولائی ——— آج مرکزی قیادت نے سربراہ کا عہدہ ختم کر کے کمانڈر مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا اور سید عبداللہ شاہ آزاد کو تحریک کا کمانڈر نمبر ۱ مقرر کیا گیا مرکزی قیادت کے بیشتر ممبروں کی گرفتاری کے پیش نظر ایک نیا قائمقام ہائی کمانڈ مقرر کیا گیا ان کے نام خفیہ رکھے گئے۔ آج تحریک کے سیکرٹری جنرل مسٹر

محمد یوسف صراف کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان کی جگہ مسٹر اے۔ آر ساغر کو تحریک کا قائمقام سیکرٹری جنرل مقرر کیا گیا۔ مظفر آباد میں بیگم راجہ حیدر خان کی قیادت میں خواتین کا بھاری جلوس نکلا۔ راولپنڈی میں بھی خواتین کا ایک جلوس نکالا گیا۔ چناری میں پولیس نے ۳۰۰ رضاکار زیر حراست لئے۔ میرپور میں تحریک کے چند کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ میرپور سے رضاکاروں کا ایک اور دستہ سری روانہ ہوا۔

(کوہستان" راولپنڈی)

۱۱۔ جولائی ——— تحریک کے قائمقام سیکرٹری جنرل مسٹر ساغر نے مرکزی دفتر میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا جس میں انہوں نے حکومت پاکستان۔ آزاد کشمیر حکومت کی پالیسی پر شدید نکتہ چینی کی۔ آزاد کشمیر جانے پر بھی پابندی لگانے پر سخت نکتہ چینی کی۔ انہوں نے اعلان کیا کہ مسلم کانفرنس ہی تحریک آزادی کشمیر کو چلا رہی ہے انہوں نے بتایا کہ اب تک ۲۵ ہزار رضاکار تحریک میں حصہ لے چکے ہیں۔ سیالکوٹ میں ۵۵ رضاکاروں کے ایک دستہ نے حد متارکہ کی طرف مارچ کیا۔ سیالکوٹ میں اب تک ۱۶۶ رضاکار گرفتار ہو چکے ہیں۔ لاہور سے پیر عبدالخالق کی سرکردگی میں رضاکاروں کا ایک جیش سیالکوٹ روانہ ہوا۔ (کوہستان راولپنڈی)

۱۲۔ جولائی ——— تحریک کے کمانڈر ۲۵۱ رضاکاروں کا ایک دستہ لیکر چناری روانہ ہو گئے۔ عباس پور سے ۷۵۔ کنڈل شاہی سے ۸۵ رضاکار چناری روانہ ہو گئے۔ میرپور سے ۳۵ رضاکاروں کا ایک جیش سری کے پاس گرفتار ہوا۔ چناری میں ۲۵ رضاکار گرفتار کئے گئے۔ راولپنڈی میں رضاکاروں

کا جلوس نکالا گیا۔ ۶ رضاکار گرفتار ہو گئے۔ سیالکوٹ میں ۴۱ رضاکار گرفتار کیے گئے۔ آج تحریک آزادی کشمیر کے ۲۰۰ کے قریب رضاکار گرفتار کیے گئے (نوائے وقت" لاہور)

۱۳- جولائی ——— تحریک آزادی کشمیر کے کمانڈر سید عبداللہ شاہ آزاد کوہالہ کے پاس ۱۵ رضاکاروں کے ہمراہ گرفتار کر لیے گئے۔ سیالکوٹ میں ۵۴ رضاکاروں نے سوچیت گڑھ کی طرف مارچ کیا۔ ۴۱ رضاکار گرفتار کیے گئے۔ راولپنڈی میں مفتی غلام محمد کی قیادت میں رضاکاروں نے جلوس نکالا۔ ۶ رضاکار گرفتار کر لیے گئے۔ راولپنڈی میں خواتین نے ناصرہ صدیقی کی قیادت میں جلوس نکالا۔ آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے طول و عرض میں آج کشمیری عوام نے یوم شہدائے کشمیر منایا۔ گوجرانوالہ سے ۵۰ رضاکاروں کا دستہ سیالکوٹ روانہ ہو گیا۔ آج تحریک آزادی کشمیر کے ۵۰۰ سے زیادہ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ مظفر آباد۔ باغ۔ پلندری اور میرپور میں رضاکاروں نے جلوس نکالے (ڈان" کراچی)

۱۴- جولائی ——— مولوی عبدالعزیز راجوری کو تحریک کا کمانڈر مقرر کیا گیا سیالکوٹ۔ مظفر آباد۔ باغ۔ ایبٹ آباد اور میرپور میں جلوس نکالے گئے۔ چناری میں پولیس نے ۱۰۰ رضاکاروں کے ایک دستے کو روک دیا مری کے نزدیک ۵۳ رضاکاروں کا ایک دستہ گرفتار کیا گیا۔ آج تحریک کے ۱۱۰ رضاکار گرفتار ہوئے۔

("نوائے وقت" راولپنڈی)

۱۵؍جولائی ـــــــ دھیر کوٹ میں رضاکاروں کا ایک دستہ گرفتار کیا گیا۔ برسالہ میں تحریک کے سرگرم کارکن سردار علی اکبر گرفتار کر لئے گئے۔ راولپنڈی میں ۱۵ رضاکار گرفتار کیے گئے۔ چناری کے نزدیک ۱۷۵ رضاکاروں کو پولیس نے منتشر کر دیا۔ سیالکوٹ میں آج ۳۰ رضاکاروں نے سوچیت گڑھ کی طرف مارچ کیا۔ آج تحریک کے ۹۰ رضاکار گرفتار ہوئے۔

("پاکستان ٹائمز" لاہور)

۱۶؍جولائی ـــــــ راولپنڈی میں ایک عدالت نے ۸ رضاکاروں کو سات دن کی سزا دی کھوئی رٹہ سے ۲۰۰۰ ہزار رضاکاروں کا ایک بھاری دستہ سرپا کی جانب روانہ ہوا۔ جسے پولیس نے روک کر زبردستی منتشر کیا۔ دستے کے کمانڈروں کو گرفتار کر لیا گیا تحریک کے ایک سرگرم لیڈر چودھری خورشید احمد کو آزاد کشمیر سے نکال دیا گیا۔ کوٹلی میں ۱۳ اور میرپور میں ۱۱ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ سیالکوٹ میں ۶ رضاکار گرفتار کیے گئے ("کوہستان" راولپنڈی)

۱۷؍جولائی ـــــــ سیالکوٹ میں رضاکاروں کے دو جیش گرفتار کر لیے گئے۔ میرپور میں ایک جیش کو سرحد کے بالکل قریب روک کر گرفتار کیا گیا۔ چناری میں ۳۰ رضاکار گرفتار کئے گئے۔ ہندوستان کے نامور اخبار "سٹیٹسمین" کے سیاسی نامہ نگار مسٹر پریم بھاٹیہ نے لکھا ہے کہ جنرل آئزن ہاور صدر امریکہ اور مسٹر میکملن وزیر اعظم برطانیہ نے بھارتی وزیر اعظم مسٹر نہرو کو کشمیر کے متعلق خطوط لکھے ہیں۔ نامہ نگار نے مزید لکھا ہے کہ چودھری غلام عباس کی جاری کردہ تحریک سے ان خطوط کا گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ وسیع پیمانہ پر حد متارکہ جنگ توڑنے

کی تحریک مقبوضہ کشمیر کے لئے شدید خطرہ ہے۔ اور وہاں اس کے اثر سے حالات تیزی کے ساتھ خراب ہو رہے ہیں۔ ("پاکستان ٹائمز" لاہور)

۱۸۔ جولائی ــــــ آج سینٹرل جیل راولپنڈی میں وزیر اعظم ملک نون کی خواہش پر تحریک آزادی کشمیر کی مرکزی قیادت کا ایک اجلاس ہوا۔ اجلاس میں شرکت کے لئے سردار عبدالقیوم راجہ حیدر خان اور غازی الٰہی بخش کو پلندری جیل اور مسٹر یوسف صراف کو منٹگمری جیل سے راولپنڈی لایا گیا۔ تحریک کے قائمقام سیکریٹری جنرل مسٹر ساغر بھی باہر سے شریک ہوئے۔ مرکزی قیادت نے حکومت کی پیش کش کو مسترد کر دیا اور تحریک کو بدستور جاری رکھنے کا فیصلہ کیا اور حکومت کے رویّہ پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اسی دن شام کو مسٹر ساغر اور راولپنڈی کے کنوینر مرزا غلام رسول بیگ اور مسٹر منظور عشائی رکن پبلسٹی بیورو کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ راولپنڈی میں ۱۵ رضاکاروں کو گرفتار کیا گیا سیالکوٹ میں ۱۲ رضاکار گرفتار کئے گئے۔ پشاور سے اور ایک جیش کنوینر خواجہ علی محمد کی قیادت میں چناری روانہ ہو گیا تحریک کے کمانڈر ۲ مولوی عبدالعزیز راجوری کو کوہالہ پل کے پاس گرفتار کیا۔ قاضی حفیظ سالب کو تحریک کا کمانڈر ۳ مقرر کیا گیا۔ آج تحریک کے ۱۲۰ رضاکار گرفتار ہوئے۔ ("نوائے وقت" راولپنڈی)

۱۹ جولائی ــــــ سردار فتح محمد کریلوی کو تحریک کا دوسرا قائمقام سیکرٹری جنرل مقرر کیا گیا۔ مسٹر ساغر نے گرفتاری سے قبل ایک بیان میں کہا کہ اگر ہمیں حدِ متارکہ جنگ عبور کرنے کی اجازت دی جاتی تو ہمارے وطن کی آزادی

قریب آتی۔ سریا محاذ پر پولیس نے رضاکاروں کے تین دستوں کو گرفتار کر لیا۔ چناری کے نزدیک پولیس نے دو جیش روک لیئے راشد عباس کو ۱۲ رضاکاروں کے ہمراہ گرفتار کر کے آزاد کشمیر سے باہر چھوڑ دیا گیا۔ میر پور میں بعض سرگرم کارکن گرفتار کئے گئے۔ سیالکوٹ میں رضاکاروں کے ایک جیش نے حد متارکہ کی طرف مارچ کیا۔ (تعمیر" راولپنڈی)

۲۰ جولائی — شیخ خالد محمود کو تحریک کا کمانڈر مقرر کیا گیا۔ کمانڈر مسٹر سالب کو کوہالہ کے پاس گرفتار کیا گیا مسلم لیگ کی طرف سے خان عبدالقیوم خان صدر مسلم لیگ نے ایک بیان کے ذریعے تحریک آزادی کشمیر کی مکمل حمایت کی۔ حکومت پاکستان اور آزاد کشمیر حکومت کے رویہ اور ظلم و تشدد کی شدید مذمت کی۔ انہوں نے مسئلہ کشمیر میں غور کرنے کے لیئے کل جماعتی کانفرنس بلانے کا مطالبہ کیا۔ اور چوہدری صاحب و دیگر رضاکاروں کی رہائی کا مطالبہ کیا چناری جاتے ہوئے دو جیش گرفتار کر لیئے گئے۔ آج تحریک کے ۰ ۷ رضاکار گرفتار کر لیئے گئے۔ (ڈان" کراچی)

۲۱ جولائی — تحریک کے کمانڈر خالد محمود مظفر آباد میں رضاکاروں کے ایک جیش کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار کر لیئے گئے۔ سیالکوٹ میں ۳۳ رضاکاروں کے جیش نے سوچیت گڑھ کی طرف مارچ کیا۔ ۷ رضاکار گرفتار ہوئے۔ سریا کے نزدیک دو دستے پولیس نے روک لیئے۔ باغ سے ایک دستہ چناری کے لیئے روانہ ہوا۔ تحریک کے سیکرٹری جنرل سردار فتح محمد کرایلوی نے رضاکاروں پر تشدد کے خلاف ایک بیان میں شدید

اخراج کیا ہے۔ ("نوائے وقت" راولپنڈی)

۲۲ جولائی ——— سردار فیروز علی خاں کو کمانڈر ۳ مقرر کیا گیا۔ سردار قیوم حیدر خان اور غازی الٰہی بخش کو واپس پلندری جیل اور مسٹر طراف کو منٹگمری جیل لے جایا گیا۔ راولپنڈی میں آج ۱۱ رضاکاروں کو عدالت نے سات سات دن کی سزا سنائی۔ سیالکوٹ سے ۸۸ رضاکاروں کا ایک جیش سوچیت گڑھ کی طرف مارچ کر گیا۔ ۲۲ رضاکار گرفتار کیئے گئے۔ مرکزی قیادت نے ۲۷ جولائی کے دن "یوم کشمیر" منانے کا اعلان کر دیا۔ میرپور میں بیگم طراف کی قیادت میں خواتین کا جلوس نکالا گیا۔ راولپنڈی میں مرکزی دفتر سے تحریک کے ایک سرگرم کارکن عبدالصمد وانی کو گرفتار کیا گیا۔ چناری کے نزدیک ۲۰ رضاکاروں کے ایک جیش کو گرفتار کیا گیا۔ ("ڈان" کراچی)

۲۳ جولائی ——— تحریک کے کمانڈر ۵ سردار فیروز علی خان کو چناری جاتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ مجاہد عبدالرحمان کو کمانڈر ۶ مقرر کیا گیا وہ بھی رضاکاروں کے ایک جیش کے ہمراہ چناری جاتے ہوئے گرفتار کر لیئے گئے۔ ان کے جیش میں خواجہ لال دین گل بہار بھی شامل تھے۔ راولپنڈی میں آج تحریک کے ۱۲ رضاکاروں کو عدالت میں پیش کیا گیا۔ میرپور میں تحریک کے چار سرگرم کارکن گرفتار کر لیئے گئے۔ سہرا کے نزدیک رضاکاروں کے دو دستے گرفتار کر لیئے گئے۔ چناری جاتے ہوئے ۲۵ رضاکار گرفتار ہوتے۔ مظفرآباد میں رضاکاروں نے جلوس نکالا۔ مرکزی قیادت نے مولوی محمد اسماعیل ذبیح کو کمانڈر ۷ مقرر کیا۔ سیالکوٹ میں رضاکاروں نے

آج بھی سوچیت گڑھ کی طرف مارچ کیا۔ ۹ رضاکار گرفتار کر لیے گئے
("پاکستان ٹائمز" لاہور)

۲۴۔جولائی ——— راولپنڈی سینٹرل جیل میں حکام کی سختیوں کے خلاف بطور احتجاج رضاکاروں نے بھوک ہڑتال شروع کی ۱۵۰ رضاکاروں کو آج راولپنڈی میں ایک عدالت نے سزا سنائی۔ باغ اور راولاکوٹ سے تین دستے چناری کی طرف روانہ ہو گئے سریا کے نزدیک پولیس نے رضاکاروں کے دو دستوں کو روک لیا۔ سیالکوٹ میں رضاکاروں کے ایک جیش کی قیادت کرتے ہوئے ۴ رضاکار گرفتار ہو گئے۔ ("نوائے وقت" راولپنڈی۔ "زمیندار" لاہور)

۲۵۔جولائی ——— قائد تحریک چودھری غلام عباس نے حکومت کو سینٹرل جیل راولپنڈی سے نوٹس دیا کہ اگر تحریکِ آزادیٔ کشمیر کے رضاکاروں سے مختلف جیلوں میں بہتر سلوک نہ کیا گیا تو وہ بھی عام رضاکاروں کی طرح "سی" کلاس میں رہیں گے۔ بسریا (میرپور) میں ۱۳ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ مرکزی قیادت نے ۲۷ جولائی کے دن سے ضلع پونچھ کے عوام کے مسلسل اصرار پر مدارپور (پونچھ) کے راستے بھی مارچ کرنے کی اجازت دی۔ اس کے ساتھ ہی ۲۷ جولائی کے دن "یومِ کشمیر" کے سلسلے میں چار ہزار رضاکار حدِ متارکہ جنگ کی طرف روانہ کرنے کا اعلان کیا اور چناری کے لیے سردار محمد یاسین ایڈووکیٹ مدارپور کے لئے غازی محمد اسماعیل۔ سریا کے لئے چودھری خورشید احمد ایڈووکیٹ اور سوچیت گڑھ کے لئے قاضی نیاز احمد کو سیکٹر کمانڈر مقرر کیا گیا۔ مدارپور کی طرف رضاکاروں کے دو دستوں نے مارچ کیا۔ میرپور میں

خواتین نے بریلیف کمیٹی قائم کی۔ بیگم یعقوب ظفر کو اس کا صدر اور بیگم صراف کو سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ مرکزی قیادت نے سید حیدر شاہ غالب کو تحریک کا کمانڈر ۸ مقرر کیا۔ آج بھی سوچیت گڑھ کی طرف، رضاکاروں کے ایک جیش نے پیش قدمی کی۔ ("کوہستان" راولپنڈی "ڈان" کراچی)

۲۶ جولائی ـــــ قائد تحریک چودھری غلام عباس نے راولپنڈی سینٹرل جیل میں 'اے' کلاس کی مراعات کو ترک کر کے 'سی' کلاس کی مراعات لینی شروع کیں۔ کیونکہ حکومت نے اُن کے نوٹس کا کوئی معقول جواب نہیں دیا۔ مسٹر ذبیح کمانڈر ۷ آج رضاکاروں کا ایک دستہ لے کر مظفرآباد پہنچ گئے۔ تحریک کے کمانڈر ۱ مسٹر آزاد کو رہا کر کے دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ میرپور میں تحریک کے ۵ سرگرم کارکنوں کو نظربند کر دیا گیا۔ کھوئی رٹہ کے نزدیک ۱۳ رضاکار گرفتار کیے گئے۔ سیالکوٹ میں ۶ رضاکاروں کو ایک دستہ کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ کوٹلی۔ باغ اور بھمبر میں تحریک کے حق میں عام جلسے ہوتے احمد شاہ ابدالی کو تحریک کا کمانڈر ۹ مقرر کیا گیا۔

("نوائے وقت" راولپنڈی "امروز" لاہور)

۲۷ جولائی ـــــ آج تمام آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے اکثر مقامات پر تحریک آزادی کشمیر کی طرف سے "یوم کشمیر" منایا گیا ہزاروں رضاکاروں نے حدِ متارکہ کی طرف پیش قدمی کی۔ تمام اہم مقامات پر عام جلسے ہوتے اور جلوس نکالے گئے۔ پھناری میں ۱۰۳ رضاکاروں کا ایک جیش روک دیا گیا۔ ان کے کمانڈروں کو گرفتار کر دیا گیا۔ مظفرآباد میں خواجہ ولی جو کو نظربند کر دیا گیا۔ مدارپور کے نزدیک

سیکٹر کمانڈر غازی اسماعیل کو ایک بڑے جیش کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ سیالکوٹ میں ۱۴۳ رضاکاروں کے ایک بڑے دستہ نے شہر میں جلوس نکالا اور پھر سوچیت گڑھ کی طرف مارچ کیا۔ دستے کے دو کمانڈروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ پولیس نے رضاکاروں کو روکنے کے لئے لاٹھی چارج کیا۔ راولپنڈی میں جلوس نکالا گیا اور دس رضاکار گرفتار کئے گئے آج تحریک کے ۵۰۰ سے زیادہ رضاکار گرفتار کر لئے گئے اور چار ہزار رضاکاروں کو حدِ متارکہ جنگ کی طرف پیش قدمی کرنے سے پولیس نے روک لیا۔

(ڈان" کراچی۔ "نوائے وقت" راولپنڈی)

۲۸۔ جولائی ——— تحریک کے کمانڈر ے مولوی اسماعیل ذبیح کو گرفتار کر لیا گیا۔ میرپور میں رضاکاروں نے جلوس نکالا اس کے بعد سرحد کی طرف پیش قدمی کی۔ جیش کے چار کمانڈروں کی گرفتاری عمل میں لائی گئی مرکزی قیادت نے کراچی کے مسٹر جلال دین کو کمانڈر ۱۰ اور جلال پور جٹاں کے مرزا قدرت اللہ کو کمانڈر ۱۱ مقرر کیا۔ جاری جاتے ہوتے ایک دستہ کو روک لیا گیا سیالکوٹ میں کچھ رضاکار گرفتار کر لیے گئے ۔تحریک کے کمانڈر ۹ سید حیدر شاہ غالب کو گرفتار کر لیا گیا (کوہستان" راولپنڈی "جنگ" کراچی)

۲۹۔ جولائی ——— مرکزی قیادت نے عبدالاحد میر کو کمانڈر ۱۲ مقرر کیا۔ مظفر آباد میں مسٹر سلیم گیلانی کی سرکردگی میں رضاکاروں نے جلوس نکالا۔ اور مرزا لطیف کی قیادت میں جاری جاتے ہوتے ایک دستہ گرفتار کر لیا گیا۔ کوٹلی سے ۱۲۳ رضاکاروں کے ایک جیش نے سرحد کی طرف پیش قدمی کی۔ ان کے ۸

کمانڈروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ کمانڈر ۱۱ مرزا قدرت اللہ کو ۱۷ رضاکاروں کی قیادت کرتے ہوئے کوہالہ کے پاس گرفتار کیا گیا۔ قائد تحریک چودہری غلام عباس کو راولپنڈی سینٹرل جیل سے ایبٹ آباد جیل منتقل کیا گیا۔ سیالکوٹ میں رضاکاروں کے ایک جیش نے سوچیت گڑھ کی طرف پیش قدمی کی۔ دو رضاکاروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ (نوائے وقت" راولپنڈی۔ "ڈان" کراچی)

۳۰۔ جولائی ـــــ تحریک کے کمانڈر ۱۰ مسٹر جلال دین کو چناری جاتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ سیالکوٹ میں ۲۷ رضاکاروں کے ایک جیش نے حد متارکہ کی طرف پیش قدمی کی یہ سیالکوٹ میں تحریک آزادی کشمیر کا تینتالیسواں دستہ تھا۔ اس دستہ کے کمانڈر عبدالغنی اور چار رضاکاروں کو گرفتار کر لیا گیا چناری میں ۲۵ رضاکاروں کو گرفتار کر کے دوڑے جا کر چھوڑ دیا گیا۔ پلندری اور ہجیرہ سے مدارپور کی طرف رضاکاروں کے دو دستوں نے مارچ کیا۔ پشاور سے خواجہ علی محمد کی قیادت میں ایک دستہ چناری روانہ ہو گیا مظفرآباد میں مسٹر رحمان پردیزہ کو نظر بند کیا گیا۔ کوٹلی سے حاجی سخی ولایت کی سرکردگی میں سو رضاکاروں نے سریا کی طرف پیش قدمی کی۔ کھوئی رٹہ میں ایک دستے کے دو کمانڈر گرفتار ہو گئے۔ میرپور سے رضاکاروں کا ایک اور دستہ سریا روانہ ہو گیا یہ میرپور شہر سے تحریک کا گیارہواں جیش تھا مرکزی قیادت نے تحریک کے نظر بندوں کو مغربی پاکستان کی گرم جیلوں میں منتقل کرنے کی مذمت کی۔ (ڈان" کراچی)

۳۱۔ جولائی ـــــ مرکزی قیادت نے مولوی محمد اشرف کو کمانڈر ۱۳ مقرر کیا۔ سیالکوٹ

میں رضاکاروں کے ایک جیش میں سے ۳۱ رضاکار گرفتار کر لیے گئے۔ سیالکوٹ میں اب تک گرفتار ہونے والے کارکنوں اور رضاکاروں کی تعداد ۲۳۲ ہو گئی ہے مرکزی قیادت نے ۱۰ اگست کو ضلع کنوینروں کا اجلاس بلانے کا اعلان کیا۔ لاہور میں تحریک کے مشہور لیڈر سردار محمد عالم نے ایک بیان کے ذریعے حکومت کی تشدد آمیز پالیسی کی مذمت کی ہے اور اعلان کیا کہ تحریک برابر جاری رہے گی۔ ایبٹ آباد میں برلیشن کمیٹی کے ایک اجلاس میں تحریک کو تیز تر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ("کوہستان" راولپنڈی "نوائے وقت" لاہور)

یکم اگست ــــ سیالکوٹ میں ایک عدالت نے تحریک کے ۲۵ رضاکاروں کو ایک ایک ماہ قید کی سزا سنائی۔ ان میں چودھری وزیر علی۔ سردار ممتاز خان گوجرانوالہ۔ چودھری محمد ابراہیم محمد دین اور اے ایم لودھی شامل تھے سریا کی طرف پیش قدمی کرنے والے دس رضاکاروں کو گرفتار کر لیا گیا تحریک کے کمانڈر عے مجاہد عبدالرحمن اور ان کے ۱۷ ساتھی رضاکاروں کو راولپنڈی کی ایک عدالت نے سات سات دن کی سزا سنائی۔ مولوی محمد یوسف گوجرانوالہ کے جیش کو بھی اسی عدالت نے سات سات دن کی سزا دی۔ حویلی سے رضاکاروں کے دو دستے مدار پور کی طرف روانہ ہو گئے۔ باغ کے علاقے میں تحریک کے حق میں جلسے ہوئے۔ ("پاکستان ٹائمز" لاہور۔ "تعمیر" راولپنڈی)

۲ اگست ــــ سریا محاذ پر چودھری غلام نبی کی سرکردگی میں دس رضاکار گرفتار ہوئے ایبٹ آباد میں رضاکاروں نے جلوس کے بعد چناری کی طرف مارچ کیا۔ ۲۰ رضاکار کو اڈے پر ہی گرفتار کیا گیا۔ دھیرکوٹ سے دو دستے چناری گئے۔ پلندری سے

ایک جیش نے مدار پور کی طرف مارچ کیا۔ سیالکوٹ میں ۵ رضا کار گرفتار ہوئے
("نوائے وقت" راولپنڈی۔ "امروز" لاہور)

۲۔ اگست ——— آج تحریک آزادی کشمیر کے اضلاعی کنوینروں کا ایک اجلاس راولپنڈی میں ہوا۔ اس میں تحریک کی رفتار پر غور و خوض کیا گیا اور ۹ اگست کے دن "یوم شیر کشمیر" ۱۴ اگست کو حکومت کے ظلم و تشدد کے خلاف "یوم احتجاج" منانے اور ۲۰ اگست کے دن "یوم کشمیر" منانے کا فیصلہ کیا گیا۔ ان دنوں ہر محاذ پر ۳۱۳ رضا کاروں کا ایک ایک جیش روانہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ تحریک کے قائمقام سیکرٹری جنرل سردار فتح محمد کریلوی نے ایک بیان میں قائد تحریک چودھری غلام عباس کے "اے" کلاس ترک کر کے "سی" کلاس میں رہنے پر اظہار تشویش کیا۔ اور حکومت کے رویہ کی شدید مذمت کی۔ کوٹلی میں تحریک کے دو کارکن گرفتار کر لئے گئے۔ ایبٹ آباد میں ۸ رضا کار گرفتار ہوئے۔ سیالکوٹ میں ۷ رضا کاروں کو ایک جیش کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا۔ (ڈان کراچی)

۴۔ اگست ——— مرکزی قیادت نے رضا کاروں کے ساتھ حکومت کے تشدد آمیز سلوک کی مذمت کی اور تحریک کو اس کے باوجود جاری رکھنے کا اعلان کیا۔ سیالکوٹ میں آج مزید ۷ رضا کار گرفتار ہوتے آج تک سیالکوٹ میں کل ۲۰۲ رضا کار گرفتار ہو چکے ہیں۔ وہاں پولیس رضا کاروں کے کمانڈروں کو ہی گرفتار کرتی ہے دیگر رضا کاروں کو دور لے جا کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ آزاد کشمیر کے مختلف مقامات پر تحریک کے حق میں جلوس اور جلسے ہوئے۔ ("پاکستان ٹائمز" لاہور)

۵ اگست ——— سردار عبدالقیوم نے بھی "اے" کلاس ترک کی۔ باغ میں تحریک

کا ایک سرگرم کارکن گرفتار ہوا۔ دھیرکوٹ میں ۸ رضاکاروں کو گرفتار کیا گیا۔ لفٹیننٹ انور شاہ اور سردار ضیاء خان عباسی دو دستوں کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار کیئے گئے۔ مرکزی قیادت نے راجہ محمد افضل خان کو کمانڈر نمبر ۱۲ مقرر کیا۔ کھوئی رٹہ میں غازی عبدالرحمٰن کی سرکردگی میں ایک ہزار رضاکاروں کا جیش سریا کی طرف روانہ ہوا۔ چودھری محمد اکبر کی قیادت میں ۵۰۰ کا ایک اور دستہ سریا کی طرف گیا۔ دونوں دستوں کو پولیس نے روک کر منتشر کر دیا۔ میرپور سے کالج کے طالب علموں کا ایک جیش سریا روانہ ہوا ہے۔ مسٹر بشیر ڈوگر کی قیادت میں بھی ایک دستہ سریا روانہ ہوا۔ مرزا محمد انور بھی اس جیش کے ہمراہ تھے۔ آج میرپور کے علاقے میں تحریک کے ۶۰ رضاکار اور کمانڈر گرفتار کر لئے گئے۔ دھیرکوٹ میں خواتین کا جلوس نکلا۔

(کوہستان" راولپنڈی)

۱۶ اگست ——— آج بخاری۔ مدارپور اور سریا کی طرف رضاکاروں کے ایک ایک جیش نے پیش قدمی کی۔ کل ۱۴۰ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ سیالکوٹ میں رضاکاروں کے ایک جیش کو مدمتارکہ کی طرف جاتے ہوئے روک لیا گیا۔ ۴۰ رضاکار گرفتار ہوئے۔ (نوائے وقت" راولپنڈی "امروز" لاہور)

۱۷ اگست ——— مرکزی قیادت نے آزاد کشمیر حکومت کے رضاکاروں پر تشدد کی مذمت کی اور رضاکاروں کو ہدایت کی گئی کہ وہ قائد تحریک کے حکم کے مطابق ہر قسم کے تشدد کے باوجود پُرامن رہیں۔ کھوئی رٹہ میں مولوی محمد یوسف کی سرکردگی میں ایک جیش گرفتار ہوا۔ سیالکوٹ میں تحریک کے ۵ رضاکار گرفتار کر لئے گئے (نوائے وقت" لاہور "تعمیر" راولپنڈی)

۸۔اگست ——— تحریک کے نظر بند لیڈروں اور کارکنوں کو مغربی پاکستان کی دور دراز جیلوں میں منتقل کیا گیا۔ راولپنڈی میں ایک عدالت نے ۸ رضاکاروں کو سزا دی۔ مرکزی قیادت نے ایک بیان کے ذریعے نظر بندوں سے بدسلوکی پر احتجاج کیا۔ (نوائے وقت" راولپنڈی)

۹۔اگست ——— تحریک آزادی کشمیر کی طرف سے ہر جگہ "یوم ثیر کشمیر" منایا گیا مظفر آباد میں تین کارکن نظر بند کر دیئے گئے۔ راشد عباس کو آزاد کشمیر سے نکال دیا گیا۔ شیخ غلام قادر کو مظفر آباد میں گرفتار کر دیا گیا۔ سیالکوٹ میں ۶ رضاکار گرفتار ہوئے۔ سریا۔ مدارپور اور چناری کی طرف رضاکاروں کی پیش قدمی جاری رہی۔ (تعمیر" راولپنڈی)

۱۰۔اگست ——— مسلم لیگ کونسل نے ڈھاکہ کے اجلاس میں تحریک آزادی کشمیر کی زبردست حمایت کی اور حکومت کی پالیسی اور تشدد کی مذمت کی راجہ محمد افضل کمانڈر ۴۲ کو گرفتار کر لیا گیا۔ میرپور میں ۵ رضاکار گرفتار ہوئے۔ ۱۲ رضاکار سریا کے نزدیک گرفتار کر لئے گئے۔ چناری میں پھر رضاکار جمع ہونے لگے ہیں۔ مدارپور کے قریب رضاکاروں کے دو دستے گرفتار کر لئے گئے۔ سیالکوٹ میں ۴ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ (ڈان کراچی)

۱۱۔اگست ——— چوہدری خورشید احمد ایڈوکیٹ کو تحریک کا سیکرٹری جنرل بنایا گیا وہ تحریک کے تیسرے قائمقام سیکرٹری جنرل ہیں۔ سردار فتح محمد کریالوی کو تحریک کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ راولپنڈی میں رضاکاروں نے جلوس نکالا۔ کراچی میں تحریک کے حق میں جلسہ ہوا۔ سیالکوٹ میں ۶ رضاکار

گرفتار ہو گئے (کوہستان" راولپنڈی)

۱۲ اگست ——— تحریک کے سیکرٹری جنرل دورے پر چلے گئے۔ دھیر کوٹ میں سردار غفار خان کی گرفتاری عمل میں لائی گئی۔ چناری میں ۲۵ رضاکار گرفتار ہوئے۔ مظفر آباد میں دوبارہ دفعہ ۱۴۴ لگا دی گئی۔ مدار پور کے نزدیک ایک جیش روک لیا گیا۔ سیالکوٹ میں رضاکاروں نے حدِ متارکہ کی طرف مارچ جاری رکھا ۳ رضاکار گرفتار کیے گئے۔

(نوائے وقت" راولپنڈی۔ "پاکستان ٹائمز" لاہور)

۱۳ اگست ——— آج آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے مختلف مقامات پر تحریک کے حق میں جلسے ہوئے۔ میرپور میں رضاکاروں کا ایک جیش گرفتار ہوا۔ سیالکوٹ میں ۴ رضاکار گرفتار کیے گئے۔ چناری کی طرف باغ سے ایک دستہ روانہ ہوا (تعمیر راولپنڈی)

۱۴ اگست ——— تحریک آزادی کشمیر کی طرف سے "یوم احتجاج" منایا گیا۔ عام جلسے ہوئے۔ جن میں تحریک سے متعلق حکومت کی پالیسی کی شدید مذمت کی گئی۔ سیالکوٹ میں ایک بھاری جلوس نکالا گیا۔ چناری کی طرف رضاکاروں کا ایک جیش گرفتار کیا گیا۔ مدار پور کے نزدیک ۱۲ رضاکار گرفتار ہوئے۔ سریا کی جانب رضاکاروں کے ایک جیش نے پیش قدمی کی۔ (ڈان" کراچی)

۱۵ اگست ——— پلندری سے ایک جیش مدار پور روانہ ہو گیا۔ میرپور اور دھیر کوٹ میں رضاکاروں نے جلوس نکالے۔ سیالکوٹ میں ۴ رضاکار سوچیت گڑھ کی طرف ایک جیش کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار ہوئے (نوائے وقت" راولپنڈی "امروز" لاہور)

۱۶ اگست ——— عباس پور سے مسٹر اکبر خان کی سرکردگی میں ۵۰ رضاکار مدار پور کی

جانب روانہ ہوئے۔ لاہور میں آج تحریک کے سیکرٹری جنرل مسٹر خورشید احمد نے اعلان کر دیا کہ آج تک ۴۰۰۰ رضاکار گرفتار ہو چکے ہیں اور تحریک کے ۱۴ مرکزی کمانڈر گرفتار ہیں۔ سیالکوٹ میں رضاکاروں نے جلوس نکالا۔ اور ۵ رضاکار گرفتار ہو گئے۔ (سول اینڈ ملٹری گزٹ" لاہور)

۱۷ اگست ـــــ تحریک کے سیکرٹری جنرل مسٹر خورشید احمد نے لائلپور میں اعلان کیا کہ حکومت کے تشدد کے باوجود تحریک پُرامن طور پر جاری رہے گی۔ مظفر آباد سے ۵۰ رضاکاروں نے چناری کی طرف مارچ کیا۔ خواتین نے ایک جلوس نکالا۔ میرپور سے ایک دستہ سرپا روانہ ہوا۔ ان میں سے ۶ رضاکار گرفتار ہوئے۔ سیالکوٹ میں رضاکاروں نے جلوس نکالا ("نوائے وقت" لاہور)

۱۸ اگست ـــــ ضلع پونچھ کے مختلف علاقوں سے بڑی تعداد میں رضاکار مدار پور کی جانب مارچ کر رہے ہیں۔ سرپا محاذ پر ۱۲ رضاکار گرفتار ہوئے "کوہستان" راولپنڈی)

۱۹ اگست ـــــ آج چناری کی طرف ۳۰ رضاکاروں نے مارچ کیا۔ ان سب کو پولیس نے گرفتار کر لیا۔ سیالکوٹ میں مزید تین رضاکار گرفتار ہو گئے۔ ("نوائے وقت" راولپنڈی)

۲۰ اگست ـــــ راولپنڈی میں رضاکاروں نے جلوس نکالا۔ ۱۲ رضاکار گرفتار ہو گئے۔ میرپور میں ایک جیش کو گرفتار کیا گیا۔ سیالکوٹ میں تحریک کے کارکنوں نے ایک جلسہ کیا ایبٹ آباد۔ پشاور میں کارکنوں کے اجلاس ہوئے ("تعمیر" راولپنڈی)

۲۱ اگست ـــــ مدار پور کے نزدیک ۸ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ میرپور، سیالکوٹ مظفر آباد میں رضاکاروں نے جلوس نکالے "کوہستان" راولپنڈی)

۲۲- اگست ـــــ راشد عباسی کو ایک جیش کی قیادت کرتے ہوئے چناری کے راستے میں گرفتار کر لیا گیا۔ سیالکوٹ میں چار رضاکار گرفتار ہوئے۔
("نوائے وقت" راولپنڈی)

۲۳- اگست ـــــ لاہور میں کل جماعتی کانفرنس نے تحریک آزادی کشمیر کی مکمل حمایت کا اعلان کر دیا۔ اور حکومت پاکستان اور آزاد کشمیر حکومت کے رویہ کی شدید مذمت کی گئی۔ آج میرپور میں ۴ رضاکار گرفتار کیے گئے ("ڈان" کراچی)

۲۴- اگست ـــــ سیالکوٹ میں ایک جیش نے سوچیت گڑھ کی طرف مارچ کیا۔ ۸ رضاکاروں کو گرفتار کیا گیا۔ اب تک یہاں ۳۸۴ کارکن اور رضاکار کن اور رضاکار گرفتار ہو چکے ہیں۔ لاہور۔ ایبٹ آباد، میرپور اور مظفرآباد میں تحریک کے حق میں جلسے ہوئے۔ ("نوائے وقت" راولپنڈی)

۲۵- اگست ـــــ مظفرآباد میں رضاکاروں کا جلوس نکالا گیا۔ ۱۴ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ سیالکوٹ میں ۶ اور میرپور میں ۳ رضاکار گرفتار ہوئے۔
("کوہستان" راولپنڈی)

۲۶- اگست ـــــ مرکزی قیادت کے رکن قاضی خورشید عالم نے سیالکوٹ سے ایک بیان میں کہا کہ اگر حکومت نے ہمارے گزارہ الاونس بند کر دیئے ہیں۔ تو تو وہ شوق سے کرے۔ ہم پاکستان وظیفے لینے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم یہاں اپنے وطن عزیز کو آزاد کرانے کے لئے آئے ہیں اور ہم اس سے کبھی بھی باز نہیں آئیں گے۔ مرکزی قیادت نے راجہ غلام سرور کو تحریک کا کمانڈر ۱۵ اور سردار محمد صدیق کو کمانڈر ۱۶ مقرر کیا ہے ("نوائے وقت" لاہور)

۲۷ اگست ـــــ دھیر کوٹ اور برسالہ سے رضاکاروں کے دو جیش جاری ہو گئے سیالکوٹ میں مزید ۸ رضاکار گرفتار ہو گئے۔ اب تک کل ۲۹۳ رضاکار سیالکوٹ میں گرفتار ہو گئے۔ آج تحریک آزادی کشمیر کی طرف سے "یوم کشمیر" منایا گیا۔ مسٹر کریم اللہ راٹھور کو تحریک کا کمانڈر ۱۷ مقرر کیا گیا۔ راولپنڈی میں مسٹر آزاد خان کی سرکردگی میں ایک جلوس نکالا گیا۔ میرپور اور مدارپور کے نزدیک ۲۲ رضاکار گرفتار ہو گئے (کوہستان" راولپنڈی)

۲۸ اگست ـــــ آج صوبائی اسمبلی میں تحریک آزادی کشمیر سے متعلق بعض ممبروں نے تحریک التوا پیش کی اور اسمبلی میں تحریک کے بارے میں گرماگرم بحث ہوئی تحریک کے قائمقام سیکرٹری جنرل چودھری خورشید احمد نے ایک بیان میں بتایا کہ حکومت پاکستان عوام کی نمائندہ نہیں ہے اسی لئے وہ قوم کے جذبات کا احترام کرنے سے قاصر ہے۔ سیالکوٹ میں ۶ رضاکار گرفتار ہوئے۔

(تعمیر" راولپنڈی ۔ "ڈان" کراچی)

۲۹ اگست ـــــ تحریک کمانڈر ۱۶ سردار محمد صدیق کو گرفتار کیا گیا۔ ملک محمد اکبر کی قیادت میں راولپنڈی میں جلوس نکالا گیا۔ سیالکوٹ اور میرپور میں آج بھی رضاکاروں کی گرفتاری جاری رہی (نوائے وقت" راولپنڈی)

۳۰۔ اگست ـــــ مظفرآباد میں رضاکاروں کا جلوس نکالا گیا۔ میرپور سے فاکاروں کا ایک دستہ سرپا روانہ ہو گیا۔ مدارپور کے نزدیک ۴ رضاکار گرفتار کر لئے گئے (کوہستان" راولپنڈی)

۳۱ اگست ـــــ راولپنڈی میں تحریک کے رضاکاروں کا جلوس اقوام متحدہ کے

ہیڈ کوارٹر تک گیا۔ مظفر آباد۔ چناری۔ کوہالہ۔ پلندری۔ راولاکوٹ۔ باغ میرپور اور سیالکوٹ میں تحریک کے حق میں جلسے ہوئے۔ مدارپور کے قریب رضاکاروں کا ایک دستہ روک لیا گیا۔ میرپور میں ۵۰ رضاکاروں کو بیرگلی کے قریب روک لیا گیا۔ ۴۰ کو گرفتار کیا گیا۔ میرپور جیل سے تحریک کے ۱۲ رضاکار رہا کیے گئے۔ میرپور میں تحریک کے دو کارکن گرفتار ہوئے کوٹلی کے علاقے میں صوفی باغ حسین۔ محمد اکبر خان کو گرفتار کیا گیا نیروبی (افریقہ) سے ایک تار آیا ہے جس میں وہاں کشمیری باشندوں نے چودھری غلام عباس کی تحریک کی پرزور حمایت کی ہے چودھری صاحب کو راولپنڈی کے نزدیک کسی بنگلہ میں نظربند رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔

("کوہستان" راولپنڈی)

یکم ستمبر ——— قائد تحریک چودھری غلام عباس کو منٹگمری جیل سے راولپنڈی سرکٹ ہاؤس میں لایا گیا۔ تحریک کے حق میں مختلف مقامات پر جلسے ہوئے

("تعمیر" راولپنڈی)

۲۔ ستمبر ——— آزاد کشمیر کے اہم مراکز پر رضاکاروں کی بھرتی کا کام پھر شروع کیا گیا۔ سیالکوٹ میں رضاکاروں کے ایک جیش نے سوچیت گڑھ کی طرف مارچ کیا۔ ۲ رضاکار گرفتار ہوئے۔ ("نوائے وقت" راولپنڈی)

۴۔ ستمبر ——— مظفر آباد میں تحریک کا ایک کارکن گرفتار ہوا۔ سندھنوتی کے علاقے سے ۵۰ رضاکاروں کا ایک جیش مدارپور روانہ ہو گیا۔ پونچھ کے بعض علاقوں میں تحریک کے حامیوں کا راشن بند کر دینے کی خبر آئی ہے۔ بھمبر سے ۵۰ رضاکار مدارپور گئے (کوہستان راولپنڈی

۴ ستمبر ——— قائد تحریک چودھری غلام عباس کو گھوڑا گلی کے ریسٹ ہاؤس میں منتقل کیا گیا۔ اس بنگلہ کو گورنر مغربی پاکستان نے ایک خاص حکم کے ذریعے سب جیل قرار دیا۔ تحریک کے سیکرٹری جنرل مسٹر صراف کو راولپنڈی سینٹرل جیل لایا گیا چناری کے نزدیک رضاکاروں کا ایک جیش گرفتار کیا گیا۔ سیالکوٹ میں رضاکاروں نے جلوس نکالا۔ ("پاکستان ٹائمز" لاہور)

۵ ستمبر ——— مرکزی قیادت کے رکن راجہ حیدر خان کو پلندری جیل سے ڈلائی کے ڈاک بنگلے میں منتقل کر دیا گیا اُسے سب جیل قرار دیا گیا۔ مظفرآباد میں خواتین نے ایک جلوس نکالا۔ گوجرانوالہ سے ۵۱ رضاکاروں کا ایک جیش سیالکوٹ روانہ ہوا۔

("نوائے وقت" لاہور)

۶ ستمبر ——— گلگت سے مسٹر عبداللہ کی قیادت میں رضاکاروں کا ایک جیش جاری روانہ ہو گیا۔ سیالکوٹ میں رضاکاروں کے ایک جیش میں سے ۹ رضاکار گرفتار کئے گئے۔ کوٹلی میں خواتین نے جلوس نکالا۔ سیالکوٹ میں آج جیش تحریک کا ۵۵ واں دستہ تھا۔ اور آج تک ۵۴۴ رضاکار گرفتار ہوئے ہیں۔ (اے۔پی۔پی)

۷ ستمبر ——— مظفرآباد میں ۴۰ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ عبدالرحمٰن پرویز کو تحریک کا کمانڈر ۱۵ مقرر کیا گیا۔ مظفرآباد میں تحریک کے ۶ سرگرم کارکنوں کو گرفتار کیا گیا

("کوہستان" راولپنڈی)

۸ ستمبر ——— بھیرہ سے ۵۰ رضاکار میرپور کی طرف گئے مرکزی قیادت کے ایک بیان میں تحریک کے نظر بند لیڈروں اور کارکنوں کی گرتی ہوئی صحت پر تشویش کا اظہار کیا۔ "نوائے وقت" راولپنڈی)

۹ر ستمبر ——— راولپنڈی میں ملک اقبال کی سرکردگی میں رضاکاروں نے ایک جلوس نکالا اور راولپنڈی میں ایک جلسہ عام ہوا۔ میرپور سے ۴۵ رضاکار سریا کی طرف روانہ ہوئے۔ مظفرآباد میں تحریک کا ایک کارکن گرفتار ہوا۔ سیالکوٹ میں مزید ۲ رضاکار گرفتار ہوئے (''تعمیر'' راولپنڈی)

۱۰ر ستمبر ——— سریا کے قریب ۴۵ رضاکار گرفتار کئے گئے۔ مظفرآباد سے چناری کی طرف ایک جیش روانہ ہوا۔ (''نوائے وقت'' راولپنڈی)

۱۱ر ستمبر ——— راولپنڈی اور دیگر مقامات پر تحریک آزادی کشمیر کے جلسے ہوئے راولپنڈی میں جلوس نکالا گیا۔ دیگر مقامات سے بھی ''یوم قائد اعظم'' کے سلسلے میں تحریک کے جلسوں اور جلوسوں کی اطلاع آئی ہے۔ (''ڈان'' کراچی)

۱۲ر ستمبر ——— تحریک کے تیسرے قائمقام سیکرٹری جنرل چودھری خورشید احمد کو گجرات میں گرفتار کیا گیا۔ اُنہوں نے حکومت پر الزام لگایا تھا کہ حکومت تحریک کو دبانے کے لئے قومی خزانے سے روپیہ صرف کر رہی ہے۔ میرپور میں ایک کارکن کو گرفتار کیا گیا۔ ایبٹ آباد میں ایک جلسہ عام ہوا۔ ''کوہستان'' راولپنڈی)

۱۳ر ستمبر ——— تحریک کے کمانڈر ر ٹ[۱۶] سردار محمد صدیق کو گرفتار کیا گیا۔ کوٹلی۔ دھیر کوٹ پلندری اور سیالکوٹ میں تحریک کے حق میں جلسے ہوئے۔ باغ میں تحریک کے دو کارکن گرفتار کئے گئے۔ (''نوائے وقت'' راولپنڈی)

۱۴ر ستمبر ——— گلگت سے میر مقبول کی قیادت میں رضاکاروں کا دوسرا دستہ چناری روانہ ہوا۔ سیالکوٹ سے رضاکاروں کے ایک جیش نے حد متارکہ کی طرف پیش قدمی کی۔ ۴۰ رضاکار گرفتار ہوئے (''تعمیر'' راولپنڈی)

۱۵ ستمبر ـــــ پلندری جیل میں حکام کی سختیوں کے خلاف نظر بندوں نے بھوک ہڑتال کی ہے سردار قیوم نے جیل سے حکومت کی سختیوں کے خلاف ایک خط حکومتِ پاکستان کو روانہ کیا ہے۔ حکومتِ پاکستان نے چودہری صاحب کا مطالبہ قبول کرتے ہوئے تحریک کے تمام نظر بندوں اور قیدی رضاکاروں کو 'اے' کلاس دینے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ چودہری صاحب نے بھی "اے" کلاس کی مراعات قبول کیں۔ ("کوہستان" راولپنڈی)

۱۶ ستمبر ـــــ گلگت سے ایک اور جیش چناری کے لئے روانہ ہوا۔ ایبٹ آباد لاہور سیالکوٹ گوجرانوالہ۔ گجرات اور میرپور میں تحریک کے کارکنوں کے اجلاس ہوئے ("نوائے وقت" راولپنڈی)

۱۷ ستمبر ـــــ میرپور میں تمام ٹرک حکومت نے ضبط کر لئے۔ دھیرکوٹ میں تحریک کا دفتر بند کر دیا گیا۔ مظفرآباد میں تحریک کے حامی طالب علموں کو سکول اور کالج سے نکال دیا گیا۔ ("تعمیر" راولپنڈی)

۱۸ ستمبر ـــــ مظفرآباد۔ باغ۔ حویلی۔ میرپور۔ کوٹلی۔ کراچی میں تحریک کے حق میں جلسے ہوئے ان میں حکومت کے رویہ کی مذمت کی گئی۔ تحریک کے کچھ کارکنوں کو رہا کر دیا گیا۔ ("کوہستان" راولپنڈی)

۱۹ ستمبر ـــــ مولانا غلام حیدر جنڈالوی کو تحریک کا چوتھا قائمقام سیکرٹری جنرل مقرر کیا گیا۔ سیالکوٹ میں رضاکاروں نے جلوس نکالا۔ میرپور میں دو کارکن گرفتار ہوئے۔ ("نوائے وقت" راولپنڈی)

۲۰ ستمبر ـــــ مرکزی قیادت نے ۲۷ ستمبر کو "یومِ کشمیر" منانے کا اعلان کیا

دھیرکوٹ میں تحریک کے ۱۸ رضاکار رہا ہوئے۔ وہاں سے ایک دستہ چناری کے لئے روانہ ہوا۔ ("تعمیر" راولپنڈی)

۲۱۔ ستمبر ——— راولپنڈی میں رضاکاروں نے جلوس نکالا۔ کوٹلی سے ایک جیش سید محبوب شاہ کی قیادت میں سریا روانہ ہوا۔ پلندری میں تحریک کے کارکنوں کا ایک جلسہ ہوا۔ ("کوہستان" راولپنڈی)

۲۲۔ ستمبر ——— ضلع ہزارہ کے مختلف مقامات پر عام جلسے ہوئے۔ مرزا محمد اشرف کو تحریک کا کمانڈر رنمبر ۲ مقرر کیا گیا۔ دھیرکوٹ میں ایک جلسہ ہوا۔ ("تعمیر" راولپنڈی)

۲۲۔ ستمبر ——— دھیرکوٹ سے ایک دستہ چناری روانہ ہوا۔ سیالکوٹ میں ایک جلسہ ہوا۔ چار رضاکاروں کو گرفتار کیا گیا۔ ("نوائے وقت" لاہور)

۲۴۔ ستمبر ——— کوٹلی سے ایک جیش سریا روانہ ہوا۔ آزاد کشمیر کے ٹیکسیشن کلکٹر شیخ عبدالحی کے خلاف تحریک میں حصہ لینے کے الزام میں تحقیقات شروع ہوئی۔ راولپنڈی میں تحریک کے کارکنوں کا جلسہ ہوا۔ ("کوہستان" راولپنڈی)

ستمبر ——— راشد عباس پھر ایک جیش لے کر چناری روانہ ہو گئے۔ مظفرآباد اور میرپور میں خواتین کے جلوس نکالے گئے۔ سیالکوٹ میں ایک جیش کے ۶ رضاکار گرفتار ہو گئے۔ ("ڈان" کراچی)

ستمبر ——— راولپنڈی میں تحریک کا ایک جلوس نکلا۔ تحریک کے سیکرٹری جنرل مولانا جنڈالوی نے ایک بیان میں کہا کہ تحریک مخالفت

کے باوجود جاری رہے گی۔ ("نوائے وقت" راولپنڈی)

۲۷۔ستمبر ——— تحریک کی طرف سے تمام آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے اکثر مقامات پر "یوم کشمیر" کے سلسلہ میں عام جلسے ہوئے۔ کیپٹن عظیم اور اُن کے ساتھ دو مزید کارکنوں کو گرفتار کیا گیا۔ سیالکوٹ میں ۱۶ رضاکار گرفتار ہوئے۔ ("ڈان" کراچی)

۲۸۔ستمبر ——— آج تحریک کے حق میں پشاور۔ ایبٹ آباد۔ مظفرآباد۔ کوٹلی۔ لاہور اور بھیرہ میں عام جلسے اور کارکنوں کے اجلاس ہوئے

("تعمیر" راولپنڈی)

۲۹ستمبر ——— تحریک کی مرکزی قیادت کی طرف سے ایک اعلان جاری ہوا کہ آج تک تین لاکھ کشمیری تحریک میں حصّہ لے چکے ہیں اور ۶۰ ہزار رضاکاروں نے باقاعدہ طور پر حدمتارکہ کی طرف مارچ کیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے سوچیت گڑھ سے ۱۵ ہزار۔ سریا کے راستے تیرہ ہزار اور مدارپور کی طرف ۱۲ ہزار اور چناری کی طرف ۱۳ سو جیتے رضاکاروں کے گئے۔ آج مدارپور میں ۲۷۵ رضاکار گرفتار کیے گئے ("ڈان" کراچی)

۳۰۔ستمبر ——— آج تحریک آزادی کشمیر کے حق میں مختلف مقامات پر عام جلسے ہوئے۔ سیالکوٹ میں تحریک کے ۵ رضاکار گرفتار ہو گئے۔

("نوائے وقت" راولپنڈی)

یکم۔اکتوبر ——— آج چناری کے پاس ایک جیش منتشر کیا گیا۔ میرپور سے بھی ایک دستہ سریا کی طرف روانہ ہوا ("کوہستان" راولپنڈی)

۲۔ اکتوبر ——— آج مدار پور جاتے ہوئے ایک جیش کو پولیس نے گرفتار کیا۔ راولپنڈی ۔مظفر آباد اور میر پور میں تحریک کے کارکنوں کے جلسے ہوئے۔
("تعمیر" راولپنڈی)

۳۔ اکتوبر ——— آج سیالکوٹ ۔ بھیرہ ۔ کوٹلی ۔ ایبٹ آباد اور پشاور میں تحریک کے کارکنوں کے اجلاس ہوتے۔ چناری کے لئے برسالہ سے ایک جیش روانہ ہوگیا۔ ("کوہستان" راولپنڈی)

۴۔ اکتوبر ——— آج میر پور سے رضا کاروں کا ایک دستہ سریا روانہ ہوا۔ سیالکوٹ میں رضا کاروں کے ایک جیش میں سے تین رضا کار گرفتار کیے گئے۔
("نوائے وقت" راولپنڈی)

۵۔ اکتوبر ——— باغ سے چناری کی طرف ۳۰ رضا کاروں کا ایک جیش گیا۔ پلندری سے بھی مدار پور کی طرف ایک دستہ گیا۔ سیالکوٹ میں تحریک کے رضا کاروں نے جلوس نکالا۔ ("کوہستان" راولپنڈی)

۶۔ اکتوبر ——— آج میر پور سے سریا کی جانب ۱۲ رضا کاروں کا ایک جیش گیا۔ راولپنڈی ۔ گجرات اور جہلم میں کارکنوں کے اجلاس ہوئے۔
("تعمیر" راولپنڈی)

۷۔ اکتوبر ——— آج مظفر آباد ۔ چناری ۔ باغ ۔ پلندری ۔ میر پور ۔ اور سیالکوٹ میں تحریک کے کارکنوں کے جلسے ہوئے ۔ ان میں تحریک کی رفتار پر غور کیا گیا۔ ("نوائے وقت" راولپنڈی)

پاداش جرم میں

کشمیر کو آزاد کرانے کے مقدس جرم میں اُس دور کی حکومت پاکستان نے درجنوں لیڈروں۔ سینکڑوں کارکنوں اور ہزاروں رضاکاروں کو گرفتار کر کے جیلوں میں بند کر دیا۔ ان میں مسلم کانفرنس کے وہ سرفروش۔ جانباز اور آزمودہ کار کارکن بھی تھے جنہوں نے کشمیر میں آزادی کے لئے بارہا ڈوگرہ جیلوں کو آباد کیا تھا۔ ان میں پاکستان کے وہ شیدائی بھی شامل تھے۔ جنہوں نے الحاقِ پاکستان کے لئے ڈوگرہ بھارتی سامراج کی قید میں رہنا بھی شوق سے قبول کیا تھا۔ تحریک آزادی کشمیر کے ان جانباز قیدیوں میں آزاد کشمیر کے وہ مجاہدین صف شکن بھی شامل تھے۔ جن کی شمشیر آبدار نے جدید جنگی سازو سامان سے لیس بھارتی افواج کو کشمیر کے محاذ پر بے بس کر کے رکھ دیا تھا۔ لیکن پاکستان کے اُن بزدل حکمرانوں نے ان مجاہدین کو بھی "جنگ کے خوف" کی وجہ سے جیلوں میں بند کر دیا تھا۔ تحریک آزادی کشمیر کے بیشتر ممتاز لیڈر اور کارکن آزاد کشمیر سیفٹی ایکٹ اور پاکستان سیکیورٹی ایکٹ کے تحت نظربند کر دیئے گئے۔ بعض کارکنوں کو باقاعدہ طور پر مقدمہ چلا کر جنگ بندی لائن توڑنے کے مقدس جرم کی پاداش میں سزا دی گئی۔ یہاں تحریک آزادی کشمیر کے نظربند لیڈروں اور ممتاز کارکنوں کے نام دیئے جاتے ہیں جو اس مقدس جرم کی پاداش میں نظربند یا قید رہے ہیں۔ اُن ہزاروں رضاکاروں کے جذبہ سرفروشی کو ہم

بات کی چنداں پرواہ نہیں کہ اُن کے نام کہیں درج ہوں ۔ اُن کا خلوص اور آزادی وطن سے اُن کی بے پناہ محبت ہی اُن کا انعام ہے ۔

ضلع راولپنڈی

(۱)۔ قائد کشمیر چوہدری غلام عباس خان تحریک آزادی کشمیر کے بانی و سربراہ

(۲)۔ مسٹر اے ۔ آر۔ ساغر (سابق قائمقام صدر مسلم کانفرنس) تحریک آزادی کشمیر کے پہلے قائمقام سیکرٹری جنرل ۔

(۳) سید محمد عبداللہ شاہ آزاد (سابق ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس) تحریک کے کمانڈر رہے[۱]

(۴)۔ سردار بشیر احمد خان (سابق صدر مسلم کانفرنس راولپنڈی سرکل) تحریک کے دوسرے قائمقام سربراہ ۔

(۵)۔ سید حیدر شاہ غالب (سابق کنوینر مسلم کانفرنس ضلع گجرات) تحریک کے کمانڈر رہے[۵]۔

(۶)۔ مرزا غلام رسول بیگ ضلع راولپنڈی برٹش کمیٹی کے کنوینر ۔

(۷)۔ مسٹر عبدالاحد میر (ممبر جنرل کونسل مسلم کانفرنس) تحریک کے کمانڈر رہے[۱۲] ۔

(۸)۔ قاضی حفیظ ساگر (ایڈیٹر "آغاز" مظفرآباد) تحریک کے کمانڈر رہے[۲۰] ۔

(۹)۔ عبدالصمد روانی (سابق جنرل سیکرٹری مسلم کانفرنس راولپنڈی سرکل)

(۱۰)۔ مسٹر منظور احمد عثمانی تحریک کے پبلسٹی بیورو کے رکن

(۱۱)۔ احمد شاہ ابدالی تحریک کے کمانڈر رہے[۹]۔

(۱۲) شیخ خالد محمود تحریک کے کمانڈر رہے[16]۔
(۱۳) کریم اللہ راٹھور تحریک کے کمانڈر رہے[17]۔
(۱۴) چودہری راشد عباس (خلف قائد تحریک)۔
(۱۵) سید شعیب الحسن بخاری۔
(۱۶) ملک محمد اقبال راولپنڈی لبریشن کمیٹی کے قائمقام کنوینر رہے[18]۔

(۱۷)۔ ملک محمد اکبر۔
(۱۸)۔ سید محمد عالم شاہ راجوری۔
(۱۹)۔ مفتی غلام محمد
(۲۰)۔ سید محمد مصطفےٰ شاہ
(۲۱)۔ سید ہدایت شاہ راجوری
(۲۲)۔ سید آغا حسین مغموم
(۲۳) غلام احمد شاہ راجوری
(۲۴) محمد شعبان وانی
(۲۵) محمد جمال میر
(۲۶) سید شمس الدین بخاری (نائب صدر امت اسلامی جموں و کشمیر)
(۲۷) عبدالرحمان بٹ
(۲۸) مسٹر عبدالاحد
(۲۹)۔ سید قائم شاہ راجوری

(۳۰) شاہ عبدالعزیز راجوری
(۳۱)۔ سید شاہجہاں شاہ
(۳۲) سید نذاحسین شاہ
(۳۳) سید نور محمد شاہ۔
(۳۴) اقبال حسین شاہ
(۳۵) سید گلزار حسین راجوری
(۳۶) سید یوسف شاہ "
(۳۷) سید طاسین شاہ "
(۳۸) سید زین العابدین شاہ
(۳۹) سید غلام حسین شاہ "
(۴۰) سید یعقوب شاہ "
(۴۱) سید مہر علی شاہ
(۴۲) محمد اشرف تحریک کے کمانڈر رہے[20]
(۴۳) سید شوکت (عمر ۱۱ سال) خلف سید آزاد

ضلع مظفرآباد (آزاد کشمیر)

(۱) راجہ محمد حیدر خان (سابق وزیر دفاع آزاد کشمیر) رکن ہائی کمانڈ و کنوینر پریشن کمیٹی ضلع مظفرآباد۔

(۲) خواجہ غلام نبی زرگر (سابق ممبر مجلس عمل مسلم کانفرنس) قائمقام کنوینر لبریشن کمیٹی ضلع مظفرآباد۔

(۳) خواجہ ولی جو (نائب صدر مظفرآباد میونسپلٹی)

(۴) سید سردار شاہ (سابق ممبر جنرل کونسل مسلم کانفرنس) قائمقام کنوینر مظفرآباد

(۵) خواجہ عثمان جو (" " " ")

(۶) منشی علی گوہر (سابق جنرل سیکرٹری مسلم کانفرنس ضلع مظفرآباد) کنوینر تحصیل لبریشن کمیٹی چناری۔

(۷) شیخ بشارت احمد کنوینر کشمیر سٹوڈنٹس لبریشن کمیٹی۔

(۸) مولوی عبدالقدوس (سابق مفتی ضلع مظفرآباد)

(۹) محمد لطیف چک

(۱۰) شیخ جاوید احمد طالب علم بی۔اے

(۱۱) شیخ عبدالرحمٰن پرویز تحریک کے کمانڈر ۱۹

(۱۲) سید محمد سلیم گیلانی قائمقام کنوینر مظفرآباد۔

(۱۳) " محمد شفیع گیلانی۔

(۱۴) غلام رسول وانی (سابق ممبر جنرل کونسل مسلم کانفرنس)

(۱۵) سردار حمید اللہ قائمقام کنوینر چیناری
(۱۶) سردار محمد یوسف کوٹلہ
(۱۷) ۔سعید اللہ کوہالہ
(۱۸) ۔ شیخ عبدالقیوم بی اے
(۱۹) سردار محمد امین خان چناری
(۲۰) منشی رحمت اللہ خان عباسی
(۲۱) میر محمد خان
(۲۲) محمد یعقوب خان
(۲۳) متولی خان
(۲۴) منشی زید اللہ
(۲۵) سردار محمد اکبر برسالہ
(۲۶) حکیم نذیر احمد بزمی
(۲۷) میر حبیب اللہ (نیوز پیپر ایجنٹ)
(۲۸) محمد اشرف
(۲۹) راجہ موڑول خان چکار
(۳۰) راجہ عظیم خان چکار
(۳۱) عبدالرشید تحریک کے کمانڈر ۱۸ء۔
(۳۲) راجہ گلفام خان (صدر مسلم کانفرنس چکار۔
(۳۳) راجہ مخدوم حسین
(۳۴) راجہ محمد نثار خان
(۳۵) مسٹر عبدالعزیز چکار
(۳۶) راجہ محمد صدیق قائمقام کنوینر مظفر آباد
(۳۷) راجہ گل احمد خان ۔
(۳۸) راجہ منظوم خان۔
(۳۹) راجہ عبدالقیوم خان ۔

ضلع پونچھ (آزاد کشمیر)

(۱) ۔سردار عبدالقیوم خان (مجاہد اول) (سابق صدر حکومت آزاد کشمیر) ممبر ہائی کمانڈ تحریک آزادی کشمیر۔

(۲) کرنل شیر احمد خان (فخر کشمیر) سابق صدر حکومت آزاد کشمیر۔ تحریک کے پہلے قائمقام سربراہ۔
(۳) سردار محمد یٰسین خان ایڈووکیٹ (سابق جائنٹ سیکرٹری مسلم کانفرنس)
(۴) سردار مولانا غلام حیدر خان جنڈالوی مرحوم (سابق ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس) تحریک کے چوتھے قائمقام سیکرٹری جنرل۔
(۵) سردار فیروز علی خان وکیل (سابق ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس) تحریک کے کمانڈر ۔[۵]
(۶) سردار محمد فیاض خان عباسی ایڈیٹر "پاک کشمیر" راولپنڈی رکن پبلسٹی بیورو تحریک آزادی کشمیر۔
(۷) سردار دوست محمد خان کنوینر پولیٹیکل کمیٹی تحصیل باغ۔
(۸) لفٹیننٹ انور شاہ۔
(۹) کیپٹن محمد عظیم کنوینر پولیٹیکل کمیٹی تحصیل سدھنوتی
(۱۰) مولوی محمد اشرف (ناظم آزاد کشمیر جمعیتہ العلما) تحریک کے کمانڈر[۱۳]
(۱۱) سردار محمد بوستان خان۔
(۱۲) سردار عبد الغفار خان (برادر سردار عبد القیوم خان)
(۱۳) میاں غلام محمد (سابق ممبر جنرل کونسل مسلم کانفرنس)
(۱۴) سردار محمد حسین دھڑے (سابق ممبر جنرل کونسل مسلم کانفرنس)
(۱۵) سردار محمد صدیق خان تحریک کے کمانڈر[۱۶]
(۱۶) سردار محمد عنایت خان وکیل۔

(۱۷) سردار محمد حیات خان
(۱۸) راجہ محمد ایوب خان
(۱۹) راجہ عبدالقیوم دھیرکوٹ
(۲۰) سردار محمد اسحاق ہورنہ میرہ
(۲۱) مسٹر محمد عبداللہ پلندری
(۲۲) صوفی محمد یعقوب۔
(۲۳) صوفی محمد سلطان
(۲۴) راجہ اورنگ زیب خان
(۲۵) جمعدار یونس خان
(۲۶) سردار جان محمد وکیل
(۲۷) سردار خان غازی
(۲۸) راجہ محمد افضل خان تحریک کے کمانڈر ۱۹۵۱ء۔
(۲۹) صوبیدار رحمت خان
(۳۰) راجہ شیر خان
(۳۱) سردار محمد الطاف خان کیانی
(۳۲) کیپٹن منور خان
(۳۳) سردار عبدالرزاق خان
(۳۴) سردار محمد ہاشم خان
(۳۵) راجہ محمد عنایت خان
(۳۶) بابو محمد معظم خان
(۳۷) سردار بشیر احمد کھنل
(۳۸) محمد یعقوب خان کیانی
(۳۹) راجہ محمد یعقوب خان
(۴۰) جمعدار محمد الیاس خان
(۴۱) سردار زردست خان
(۴۲) غازی محمد اسمٰعیل خان
(۴۳) خان محمد عبداللہ خان

ضلع میرپور (آزاد کشمیر)

(۱)۔ خواجہ محمد یوسف صراف ایڈووکیٹ (سابق جنرل سیکرٹری مسلم کانفرنس) تحریکِ آزادی کشمیر کے سیکرٹری جنرل۔

(۲) غازی الہی بخش (سابق ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس و صدر مسلم کانفرنس ضلع میرپور) رکن ہائی کمانڈ تحریک)

(۳) غازی عبدالرحمٰن کھوئی رٹہ (سابق ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس)

(۴) چودھری احسان الحق ایڈوکیٹ (سابق جنرل سیکرٹری ضلع مسلم کانفرنس) ضلع میرپور کے قائمقام کنویز

(۵) چودھری خورشید احمد (سابق ممبر کشمیر اسمبلی) تحریک کے تیسرے قائمقام سیکرٹری جنرل۔

(۶) مرزا عطا اللہ خان (سابق ممبر کشمیر اسمبلی)

(۷) سید محبوب شاہ کنویز تحصیل لبریشن کمیٹی کوٹلی۔

(۸) سید سرور شاہ سیکرٹری کوٹلی لبریشن کمیٹی۔

(۹) حاجی سخی ولایت خان کوٹلی

(۱۰) چودھری کرم حسین کنویز لبریشن کمیٹی ڈوڈیال۔

(۱۱) مجاہد عبدالرحمٰن تحریک کے کمانڈر ۲۶

(۱۲) مرزا محمد حسین قائمقام کنویز ڈوڈیال۔

(۱۳) خواجہ گل بہار

(۱۴) ڈاکٹر عبدالمجید بھٹی سیکرٹری ڈوڈیال لبریشن کمیٹی

(۱۵) محمد اکبر کھوئی رٹہ

(۱۶) چودھری چراغدین کھوئی رٹہ

(۱۷) صوفی باغ حسین کھوئی رٹہ۔

(۱۸) عبدالباری کھوئی رٹہ
(۱۹) مسٹر محمد شفیع "
(۲۰) خواجہ محمد سلیمان (سیکرٹری سٹی مسلم کانفرنس)
(۲۱) عبدالواحد
(۲۲) محمد اعظم
(۲۳) حنیف ناصر
(۲۴) عبدالرحمٰن صراف
(۲۵) یعقوب ظفر
(۲۶) میاں عبدالحی
(۲۷) ریاض احمد
(۲۸) ممتاز احمد
(۲۹) چودہری محمد عبداللہ
(۳۰) مرزا فضلداد
(۳۱) میاں محمد ابراہیم۔
(۳۲) نیر محمد شفیع
(۳۳) مرزا فقیر اللہ خان
(۳۴) مرزا فضل حسین خان
(۳۵) سید احمد شاہ
(۳۶) عبداللطیف جعفری
(۳۷) شیخ محمد وارث
(۳۸) چودہری محمد دین جنگی
(۳۹) سید حیدر شاہ
(۴۰) چودہری محمد حسین
(۴۱) راجہ فضل داد خان
(۴۲) غلام احمد شاہ جمیل
(۴۳) سید محمد اعظم شاہ
(۴۴) غلام یاسین شاہ
(۴۵) عبداللطیف شاہ
(۴۶) سید عباس علی شاہ
(۴۷) سید مبارک شاہ

ضلع سیالکوٹ

(۱) چودہری وزیر علی بی۔اے۔

(۲) خواجہ محمد اقبال بٹ ایڈووکیٹ کنوینر پبلیشن کمیٹی ضلع سیالکوٹ۔
(۳) شیخ محمد مبارک (سابق جنرل سیکرٹری مسلم کانفرنس ضلع سیالکوٹ)
(۴) میر عبدالرشید۔ بی۔ ایس۔ سی)
(۵) میر عبدالوحید
(۶) شیخ غلام قادر (سابق آرگنائزر مسلم کانفرنس)
(۷) چودہری محمد ابراہیم
(۸) چودہری علی محمد
(۹) چودہری اکبر علی
(۱۰) چودہری سلطان احمد
(۱۱) " محمد امین
(۱۲) " عبدالغنی
(۱۳) " غلام محمد
(۱۴) " غلام محمد
(۱۵) " لال دین
(۱۶) چودہری عنایت اللہ
(۱۷) جمعدار محمد امین الکھنوری
(۱۸) ملک محمد بوٹا
(۱۹) سید برکت علی شاہ
(۲۰) سید کرامت علی شاہ
(۲۱) صوفی اللہ دتہ
(۲۲) ملک ہاشم خان
(۲۳) ماسٹر عمر الدین

ضلع گوجرانوالہ

(۱) سردار محمد ممتاز خان (سابق صدر مسلم کانفرنس گوجرانوالہ)
(۲) مولوی عبدالعزیز راجوری (سابق آرگنائزر مسلم کانفرنس) تحریک کے کمانڈر ۲۔
(۳) مسٹر سید سعید حسن شاہ نقوی (سابق سیکرٹری ضلع مسلم کانفرنس)

(۴) قاضی حمید اللہ (سابق نائب صدر ضلع مسلم کانفرنس) قائمقام کنوینر لیبریشن کمیٹی ضلع گوجرانوالہ۔

(۵) مولوی محمد یوسف
(۶) سید جعفر شاہ
(۷) قاضی نیاز احمد
(۸) حبیب اللہ قریشی
(۹) راجہ محمد عارف
(۱۰) مولوی محمد الدین
(۱۱) مسٹر محمد شفیع
(۱۲) ماسٹر عبد الحمید
(۱۳) خان غلام الدین
(۱۴) مولوی عبد اللطیف

ضلع لاہور

(۱) شیخ منظر مسعود (جنرل سیکرٹری لاہور سرکل مسلم کانفرنس) کنوینر لبریشن کمیٹی لاہور سرکل۔

(۲) پیر عبد الخالق شاہ (نائب صدر سرکل مسلم کانفرنس لاہور)
(۳) عبد الرشید بٹ
(۴) کرنل فیض علی
(۵) صوبیدار سردار خادم حسین
(۶) حاجی محمد دین
(۷) سردار فتح محمد خان
(۸) مرزا محمد یونس
(۹) مسٹر بشیر احمد
(۱۰) خواجہ غلام قادر
(۱۱) محمد اکبر بھٹی
(۱۲) مسٹر غلام محمد
(۱۳) غلام قادر
(۱۴) خواجہ عبد العزیز

(۱۵) خواجہ محمد شریف
(۱۶) مسٹر عبدالاحد

ضلع گجرات

(۱) مرزا منیر حسین (صدر مسلم کانفرنس ضلع گجرات)
(۲) مسٹر محمدؐ شفیع صراف (جنرل سیکرٹری ضلع مسلم کانفرنس) کنوینر لبریشن کمیٹی ضلع گجرات
(۳) مرزا قدرت اللہ (صدر مسلم کانفرنس جلال پور جٹاں) تحریک کے کمانڈر تھے!!
(۴) سید امداد حسین شاہ بخاری
(۵) چوہدری مقبول رضا سرائے عالمگیر
(۶) مرزا محمد حفیظ
(۷) مرزا محمد افضل
(۸) مرزا الطاف حسین (صدر مسلم کانفرنس سرائے عالمگیر!
(۹) خان محمد یونس خان

ضلع جہلم

(۱) صوبیدار محمد حسین راجوری
(۲) سید ولی شاہ مجاہد
(۳) سید ہدایت شاہ اختر راجوری
(۴) مرزا سید محمدؐ
(۵) محمد یوسف صراف
(۶) محمد یوسف
(۷) مرزا محمد شریف
(۸) نظام الدین زرگر
(۹) محمد اسماعیل بیگ
(۱۰) مرزا وزیر حسین
(۱۱) مرزا محمد لطیف (سابق ممبر جنرل کونسل مسلم کانفرنس)

ضلع ہزارہ

(۱) مولوی محمد اسماعیل ذبیح تحریک کے کمانڈر ؁
(۲) شیخ عبدالرحیم
(۳) سید حسین طارق خلف قمر راجوری

کراچی

(۱) مسٹر کے۔ ایچ خورشید (موجودہ صدر آزاد کشمیر) رکن ہائی کمانڈ تحریک آزادی کشمیر و سیکرٹری کراچی ایکشن کمیٹی۔
(۲) خواجہ جلال الدین کاشمیری تحریک کے کمانڈر ۱۰

نوٹ:۔ ان میں سے ۱۸۰ کے قریب لیڈر اور کارکن سیفٹی ایکٹ کے تحت نظر بند کر دیئے گئے تھے۔

سرگرم کارکنانِ تحریکِ آزادیٔ کشمیر

تحریکِ آزادیٔ کشمیر میں بے شمار کارکن ایسے بھی کام کرتے رہے ۔ جن کو اگرچہ جیل جانے کی سعادت نصیب نہ ہوئی ۔ لیکن اُنہوں نے اس نازک دور میں جیل سے باہر رہ کر تحریک میں دن رات ایک کرکے جس خلوص اور محنت کے ساتھ کام کیا ہے اُس لحاظ سے ان کا درجہ جیل جانے والے کارکنوں سے کچھ کم نہیں ہے یہاں اُن میں سے چیدہ چیدہ کارکنوں کے نام درج کیے جاتے ہیں۔

ضلع راولپنڈی

(۱) مسٹر یاسین عثمانی (خلف خواجہ غلام احمد عثمانی صاحب)

(۲) مسٹر عبدالغفار

(۳) محمد شعبان بٹ

(۴) منشی محمد سلیمان (سابق صدر تحصیل مسلم کانفرنس اوڑی)

(۵) ماسٹر عبدالرحمٰن چغتائی رکن پبلسٹی بیورو تحریک آزادی کشمیر)

(۶) شیخ فقیر حسین

(۷) ولی محمد لون

(۸) سید نذیر حسین شاہ (سابق وزیر خزانہ آزاد کشمیر)

(۹) بیگم ناصرہ صدیقی

(۱۰) بیگم مہر جیلانی

(۱۱) بیگم غلام دستگیر

(۱۲) محمد مختار میر

(۱۳) مسٹر غلام محمدؐ۔
(۱۴) مسٹر نور الدین دار
(۱۵) سید احمد شاہ اندرابی
(۱۶) مسٹر محمد صادق بٹ۔ رکن پبلسٹی بیورو تحریک۔
(۱۷) محمد سلطان
(۱۸) سردار فیروز خان (مری)
(۱۹) سید وہاب شاہ ظفر
(۲۰) مسٹر گلندار خان رکن پبلسٹی بیورو تحریک آزادی کشمیر۔

ضلع مظفر آباد (آزاد کشمیر)

(۱) راجہ محمد اکرم ایڈوکیٹ
(۲) خواجہ علی محمد ر
(۳) ڈاکٹر محمد یونس (چناری)
(۴) خواجہ غلام قادر
(۵) رحمت اللہ چغتائی
(۶) ملک غلام علی۔
(۷) حکیم نظام الدین برمی
(۸) حبیب اللہ خان چناری
(۹) مسٹر علی خان
(۱۰) قمر علی خان
(۱۱) محترمہ بیگم راجہ محمدؐ حیدر خان۔
(۱۲) محترمہ بیگم شیخ عبد الحئی۔
(۱۳) راجہ عبد العزیز
(۱۴) کالو خان
(۱۵) زید اللہ میر
(۱۶) محمد زمان خان
(۱۷) محمد اشرف
(۱۸) مظفر احمد ظفر
(۱۹) خواجہ عبد العزیز
(۲۰) خان زمان مہاجر کھانڈہ

ضلع پونچھ (آزاد کشمیر)

(۱) سردار محمد لطیف خان کنوینر برلیشن کمیٹی ضلع پونچھ۔

(۲) راجہ محمد سرور خان۔ تحریک کے کمانڈر رہے[۱۴]۔
(۳) سید فرید شاہ گیلانی۔ کنوینر لبریشن کمیٹی حویلی تحصیل۔
(۴) صوبیدار میجر غازی محمد انور خان
(۵) راجہ محمد شفیق
(۶) سردار محمد آزاد خان
(۷) سردار محمد یونس
(۸) سعید حسن
(۹) مسٹر منیر حسین
(۱۰) راجہ شبیر خان
(۱۱) خواجہ عزیز الدین
(۱۲) سردار علی محمد خان
(۱۳) سردار نور محمد خان
(۱۴) راجہ عطا اللہ خان
(۱۵) علی اکبر بی۔اے سٹوڈنٹ
(۱۶) نذیر احمد فاروقی ایف اے ،،
(۱۷) عطا اللہ شاہ حکیم
(۱۸) منشی غلام محمد
(۱۹) حکیم غلام محی الدین

ضلع میرپور (آزاد کشمیر)

(۱) سردار فتح محمد خان کریلوی (سابق ممبر کشمیر اسمبلی و ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس) کنوینر لبریشن کمیٹی ضلع میرپور و تحریک کے دوسرے قائمقام سیکرٹری جنرل۔
(۲) کرنل محمود خان (سابق ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس)
(۳) سردار آفتاب خان ایڈووکیٹ (سابق جائنٹ سیکرٹری مسلم کانفرنس)
(۴) ملک فضل کریم برنالوی ایڈیٹر "تنظیم" بھمبر
(۵) بیگم محمد یوسف صراف
(۶) بیگم غازی الہی بخش
(۷) غازی عبدالحمید
(۸) شیخ عبدالرؤف

(۹) عبدالرشید بھٹی
(۱۰) عبدالمالک پہلوان
(۱۱) حاجی اللہ بخش
(۱۲) میر عبدالبشیر خالد
(۱۳) محترمہ زاہدہ بیگم دختر غازی الٰہی بخش
(۱۴) محترمہ خالدہ بیگم دختر غازی الٰہی بخش
(۱۵) راجہ سخی دلیر
(۱۶) سردار سکندر حیات خان
(۱۷) میجر سرور خان
(۱۸) راجہ حسن محمد خان

ضلع لاہور

(۱) سردار محمد عالم خان (صدر مرکزی مسلم کانفرنس)
(۲) غلام محمد آخون
(۳) محترمہ بیگم فاطمہ مرحومہ
(۴) محترمہ بیگم محمودہ
(۵) محترمہ عابدہ سعید
(۶) عبدالمجید بانڈے
(۷) ایم ایس عبدالرشید
(۸) کرنل جمشید علی خان
(۹) شیخ محمد یونس خان
(۱۰) خواجہ محمد شریف بٹ
(۱۱) محمد احمد بٹ
(۱۲) سردار محمد یوسف
(۱۳) چودھری محمد طفیل
(۱۴) راجہ عبدالخالق
(۱۵) ڈاکٹر ملک اعظم
(۱۶) راجہ سید محمد
(۱۷) صادق جہانگیر
(۱۸) خواجہ شمس الدین
(۱۹) چودھری نواب دین
(۲۰) سالار فیروز دین بٹ
(۲۱) محمد اکبر
(۲۲) سردار محمد خان
(۲۳) ڈاکٹر نذر حسین
(۲۴) مرزا محمد یوسف

(۲۵) خواجہ میر عبدالرشید (۲۶) سائیں فضل دین (۲۷) مستری وزیر احمد

ضلع سیالکوٹ

(۱) قاضی خورشید عالم (سابق صدر مسلم کانفرنس ضلع سیالکوٹ وممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس) رکن ہائی کمانڈ تحریک۔

(۲) ڈاکٹر عبدالکریم۔
(۳) شیخ گلزار احمد فدا ایڈیٹر "جہاد" سیالکوٹ
(۴) شیخ محمد سلیم سابق ای جی پی آزاد کشمیر
(۵) خان احمد خان
(۶) قاضی شہاب الدین
(۷) چودہری احمد خان
(۸) شیخ عبدالغنی
(۹) قاضی ذکاء الدین
(۱۰) مسٹر عزیز کاشش
(۱۱) چودہری محمد حسین برنی
(۱۲) منشی رحمت اللہ بٹ
(۱۳) قاضی شمس الدین
(۱۴) منشی غلام علی
(۱۵) خواجہ محمد تاثیر وکیل
(۱۶) میاں محمد اسماعیل وکیل
(۱۷) چودہری فرمان علی "
(۱۸) چودہری غلام مصطفےٰ اطور (سابق ممبر کشمیر اسمبلی)
(۱۹) خان عنایت اللہ خان
(۲۰) سید عنایت شاہ
(۲۱) چودہری گلاب دین
(۲۲) " چراغدین
(۲۳) " الہہ رکھا
(۲۴) میاں نظام دین
(۲۵) چودہری سلطان احمد
(۲۶) " لال دین
(۲۷) " رانم خاں
(۲۸) " غلام حسین
(۲۹) " احمد دین

(۳۰) مسٹر غوث
(۳۱) بشیر احمد خان قیس تیروائی
(۳۲) شیخ محمد امین
(۳۳) جمیل نظامی
(۳۴) عبدالغنی نظامی
(۳۵) سید افتخار حسین
(۳۶) محمد الدین سالار
(۳۷) مرزا محمد افضل
(۳۸) خواجہ محمد امین
(۳۹) خواجہ نبی بخش
(۴۰) محمد حسین ملک
(۴۱) کیپٹن مہر الدین
(۴۲) چودھری فضل کریم۔
(۴۳) مولوی محمد اکبر

ضلع پشاور

(۱) خواجہ علی محمد کنوینر لبریشن کمیٹی پشاور سرکل
(۲) سالار عبدالغنی
(۳) غلام نبی بہادر
(۴) محمد صوفی قادری (سابق صدر مسلم کانفرنس)
(۵) اللہ رکھا ریاسوی (سابق سیکرٹری مسلم کانفرنس)
(۶) محمد شریف چک
(۷) راجہ عطا اللہ خان
(۸) محمد شریف چک
(۹) نور عالم صاحب
(۱۰) سردار محمد سمیع
(۱۱) مسٹر صفدر درانی
(۱۲) مسٹر غلام حسین
(۱۳) مسٹر عزیز شاہ
(۱۴) مسٹر صفدر حسین
(۱۵) مسٹر آزاد
(۱۶) سرور شاہ صاحب

ضلع ہزارہ

(۱) ایم۔اے۔صابر سابق ایڈیٹر "البرق"
(۲) خواجہ عبدالرحمٰن بٹ (سابق صدر مسلم کانفرنس ہزارہ)
(۳) محمد شریف
(۴) عبدالرحمٰن قریشی
(۵) مولوی مہرالدین قمر
(۶) مولوی عبدالباری
(۷) چودہری علی محمد ذیلدار
(۸) خواجہ غلام رسول قادری
(۹) غلام محمد مسرور۔سیکرٹری لبریشن کمیٹی ضلع ہزارہ

کراچی سرکل

(۱) حاجی غلام محی الدین (سابق صدر مسلم کانفرنس کراچی سرکل)
(۲) خواجہ نور محمد صمد کنوینر لبریشن کمیٹی کراچی
(۳) میر محمد اسحاق قائمقام کنوینر لبریشن کمیٹی کراچی
(۴) سید عبدالحمید صاحب شملوی ایڈیٹر "نئی روشنی" کراچی
(۵) خواجہ غلام رسول
(۶) سید فرید شاہ گیلانی
(۷) میر عبدالقیوم
(۸) مرزا احمد حسین کنوینر تحریک آزادی کشمیر خیرپور

ضلع گوجرانوالہ

(۱) مسٹر باغ حسین کنوینر لبریشن کمیٹی ضلع گوجرانوالہ
(۲) میر اللہ رکھا سیکرٹری " " " "

ضلع گجرات

(۱) چودہری احمد خان
(۲) " غلام نبی سرائے عالمگیر
(۳) خان محمد یعقوب خان جموی
(۴) مرزا شہباز خان
(۵) مرزا سیف علی خان
(۶) لفٹیننٹ دوست محمد
(۷) چودہری نور عالم
(۸) چودہری بابا میراں بخش
(۹) " محمد شریف

ضلع جہلم

(۱) ڈاکٹر مظفر حسین شاہ خازن تحریک آزادی کشمیر کنوینر ضلع جہلم۔
(۲) مرزا فقیر محمد (سابق ممبر مجلس عاملہ مسلم کانفرنس)
(۳) محمد اقبال قریشی
(۴) راجہ فضل الرحمٰن سابق وزیر مملکت آزاد کشمیر۔

وطن کی لاج کی خاطر

حکومت پاکستان اور آزاد کشمیر حکومت کی زبردست پابندیوں اور رکاوٹوں کے باوجود تحریک آزادی کشمیر کے دس رضاکار سالار محمد لطیف بھٹی کی قیادت میں سریا محاذ کے نزدیک مقبوضہ کشمیر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ دس رضاکار تحریک کے اصلی مجاہد ہیں۔ تحریک آزادی کشمیر کے ان جانباز اور سرفروش مجاہدوں نے ۲۰ جولائی ۵۸ء کو حدِ متارکہ جنگ کو عبور کیا۔ وہاں ان کے ساتھ کیا بیتی؟ اُسے دہرانے کی ضرورت نہیں سالار لطیف اور ان کے ساتھی یہ سب کچھ جانتے تھے مگر اُس کے باوجود وہ صرف اپنے وطن کی لاج کی خاطر آتش نمرود میں کود پڑے۔

۲۲ دسمبر ۵۹ء کے دن ان مجاہدینِ آزادی کو جموں جیل سے ڈیڑھ ۱½ سال کے قید سخت کے بعد رہا کر کے جب سوچیت گڑھ کے قریب پاکستان کی سرزمین میں دھکیل دیا گیا تو مادرِ وطن کے ان پروانوں نے ان الفاظ میں اپنے وطن عزیز سے خطاب کیا۔

"ہم ایک بار پھر واپس آئیں گے لیکن اسیروں کی حیثیت سے نہیں بلکہ فاتح بن کر اور وطنِ عزیز کو دشمن کے پنجے سے آزاد کرا کے دم لیں گے۔"

(سرحد پر بھارتی فوج کے جوانوں نے یہ الفاظ سنے تو سر جھکا کر پلٹ گئے)

تحریک آزادی کشمیر کے قاید چودھری غلام عباس خان نے ان رضاکاروں کے نام اپنے پیغام میں کہا۔

"یہ دس رضاکار تحریک آزادی کشمیر کے مشعل بردار ہیں جن پر دنیا کا کوئی بھی آزادی پسند فخر کر سکتا ہے"

تحریک آزادی کشمیر کے ان دس مجاہدین کے نام یہ ہیں اور یہ سب میرپور سے تعلق رکھتے ہیں ۔

(۱) سالار محمد لطیف بھٹی
(۲) محمد یعقوب بھٹی
(۳) عبدالغفور
(۴) عبدالرشید
(۵) عبدالجمیل
(۶) محمد اسلم
(۷) نذر محمد
(۸) عاشق حسین
(۹) محمد رفیق
(۱۰) محمد امین

آزادی کے پروانوں پہ کیا گزری

"تحریک آزادی کشمیر مایوسی کے گہرے احساس کا نتیجہ ہے اور اس کے چلانے والوں کے خلوص اور نیت پر شک نہیں کیا جا سکتا۔ چودھری غلام عباس خان ایک قومی ہیرو ہیں۔ انہوں نے آزادی کی راہ میں بیش بہا قربانیاں کی ہیں۔ ہم سب اُن کا دلی احترام کرتے ہیں"

یہ ہیں اُن بیانات اور خیالات کے چند جملے جو وزیر اعظم پاکستان ملک فیروز خان نون نے تحریک آزادی کشمیر سے متعلق وقتاً فوقتاً ظاہر کئے تھے۔ لیکن تحریک آزادی کشمیر کے ان عظیم لیڈروں اور مخلص کارکنوں و رضاکاروں کے ساتھ ملک نون کی حکومت نے جو سلوک روا رکھا مغربی پاکستان اور آزاد کشمیر کی جیلوں میں ان آزادی وطن کے جذبے سے سرشار رضاکاروں کے ساتھ کیا بیتی! ایک طویل اور دردناک داستان ہے ایک ایسی تحریک کو جو خود وزیر اعظم کے الفاظ میں مسئلہ کشمیر سے متعلق مسلسل مایوسی کے گہرے احساس کا ردعمل اور محب وطن انسانوں کے دل کی گہرائیوں کی آواز تھی کو کچلنے کے لئے حکومت پاکستان۔ مغربی پاکستان حکومت اور ان کے زیر اثر حکومت آزاد کشمیر نے جو سنگدلانہ رویہ اختیار کیا اور اسے دبانے کے لئے جو حربے استعمال کئے کوئی انصاف پسند انسان تو کیا کوئی بھی مہذب انسان

انسان ان پر اظہار مذمت کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے قومی اخبارات اور اُس دَور کی سیاسی جماعتوں نے حکومت کے اس رویہ کی شدید مذمت کی۔

حکومت نے تحریک کے ساتھ جو سب سے بڑی زیادتی کی وہ یہ تھی کہ رضاکاروں کو زبردستی پولیس ٹرکوں میں بٹھا کر چناری۔ تتریا۔ مدار پور اور سوچیت گڑھ راولپنڈی اور گوجرانوالہ سے سینکڑوں میل دُور ویران اور غیر آباد مقامات پر چھوڑ دیا جاتا تھا اور ان رضاکاروں کی تمام نقدی اور بعض اوقات اُن کے کپڑے اور جوتے تک چھین لیے جاتے تھے۔ چنانچہ چناری سے رضاکاروں کے بے شمار ٹرک بالاکوٹ سے بھی آگے کاغان کے پہاڑوں پر چھوڑ دیے گئے اس طرح ان رضاکاروں کو سو سو میل سے زیادہ کا فاصلہ پیدل طے کرنا پڑا یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ ۱۹۴۷ء میں جب پنجاب مسلم لیگ نے خضر وزارت کے خلاف اپنی شہرہ آفاق سول نافرمانی کی تحریک شروع کی تو اُس دَور میں بھی حکومت نے تحریک کے رضاکاروں کے بارے میں یہی حربہ استعمال کیا تھا۔ لیگ کے رضاکاروں کو بھی شہروں سے دُور پھینک دیا جاتا تھا۔ یہ بھی اتفاق کی بات ہے کہ اُس زمانے میں بھی خضر وزارت کے مشیرِ اعلیٰ مسٹر مظفر علی قزلباش بطور وزیر داخلہ کے تھے اور اب کی بار مسٹر قزلباش مغربی پاکستان کے وزیرِ اعلیٰ تھے۔ حکومت نے تحریک کے بارے میں اسی پر بس نہیں کیا بلکہ چناری۔ مظفر آباد۔ میر پور۔ اور سیالکوٹ میں تحریک آزادی کشمیر کے مخلص رضاکاروں پر زبردست لاٹھی چارج کرایا گیا۔ چناری میں متعدد بار لاٹھی چارج ہوا۔ مظفر آباد

کالاٹھی چارج ان میں سب سے زیادہ دردناک اور دل خراش تھا۔ ستم بالاستم تو یہ ہے کہ یہ بدترین لاٹھی چارج عین عید قربان کے دن ہوا ہے اور جس بے دردی کے ساتھ مسلمانوں کا خون بہایا گیا۔ اس کی مثال ڈوگرہ بربریت کے دور میں بھی ملنی محال ہے۔ رضاکاروں کو ہوٹلوں میں پکڑ کر مارا۔۔ پیٹا گیا۔ حد تو یہ ہے کہ قلعہ گوجرہ کے جیل میں تحریک کے نظر بند کارکنوں پر لاٹھی چارج کرایا گیا۔ تحریک کے حامیوں کا راشن بند کیا گیا۔ آزاد کشمیر کے ٹرانسپورٹ کمپنیوں کے روٹ پرمٹ منسوخ کیئے گئے۔ بس سروس بند کرائی گئی۔ تحریک کے حامی سرکاری ملازمین کو بلاوجہ تنگ کیا گیا۔ غرض وہ کون سا حربہ تھا جو تحریک کے غیور اور جانباز محب وطن کارکنوں اور رضاکاروں پر استعمال کیا گیا۔ نظر بند کارکنوں کے خلاف جھوٹے مقدمے کھڑے کیئے گئے۔

مغربی پاکستان میں مقیم کشمیری مہاجرین کا گزارہ الاؤنس اور راشن بند کیا گیا تحریک کے نظر بند کارکنوں کو دور دراز اور گرم ترین جیلوں میں قید تنہائی میں رکھا گیا۔ راولپنڈی سینٹرل جیل میں ۱۵۰ رضاکاروں کو مسلسل چھ دن بھوک ہڑتال کرنے پر مجبور کیا گیا۔ تحریک کے قائد چودھری غلام عباس کو صرف ایک ہفتے کے اندر تین (راولپنڈی۔ ایبٹ آباد اور منٹگمری) جیلوں میں تبدیل کیا گیا۔ اور چودھری صاحب کو ایبٹ آباد سے منٹگمری جیل تک تقریباً چار سو میل کا سفر ایک پولیس گاڑی میں طے کرنا پڑا۔ چودھری غلام عباس جو جیل کی سخت زندگی کے عادی ہیں اور جنہوں نے جیل کی طویل زندگی میں کبھی بھی کوئی شکایت نہ کی انہیں بھی یہ کہنا پڑا۔ کہ "ڈوگرہ حکومت نے بھی کبھی اس قسم کی جسارت نہ کی تھی"

قائدِ تحریک نے رضاکاروں پر جیلوں میں سختیوں کے خلاف بطورِ احتجاج "اے" کلاس ترک کی۔ چنانچہ وہ برابر ڈیڑھ ماہ تک "سی" کلاس کی مراعات لیتے رہے۔ یہ سیاسی تحریکوں کی تاریخ میں غالباً واحد مثال ہے کہ قائد نے کارکنوں اور رضاکاروں کو بہتر کلاس دلانے کے لئے بطورِ احتجاج خود بھی "اے" کلاس ترک کی۔ چودہری صاحب کے ساتھ حکومت نے جو رویہ روا رکھا۔ اس کی صدائے بازگشت صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی میں بھی سنی گئی آخر پاکستانی عوام کے احتجاج پر قائدِ تحریک کو گھوڑا گلی سب جیل میں رکھا گیا۔ لیکن جب پانی سر سے گزر چکا تھا تحریک کے لیڈروں اور کارکنوں کے خلاف بدگوئی اور رسوائی کی ایک باقاعدہ مہم چلائی گئی اس حد تک کہ پاکستان کے موقر ترین انگریزی اخبار "ڈان" کراچی کو اس پر زبردست احتجاج کرنا پڑا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ تحریک کے نظربندوں کے عزیز واقارب جو جیل سے باہر تھے کو بھی پریشان اور تنگ کرنے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ ملک کے نامور اور بااثر اخبار "نوائے وقت" لاہور کو اس کے خلاف احتجاجی اداریہ لکھنا پڑا۔ "نوائے وقت" پر ہی کیا موقوف تمام اخبارات نے یک زبان ہوکر اس پر زبردست احتجاج کیا۔ مگر حکومت تھی کہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اور تحریک کے لیڈروں اور کارکنوں سے یہ ناروا سلوک برابر اُس وقت تک جاری رہا۔ جب تک پاکستان کی سیاسی زندگی سے حکمرانوں کی وہ مخلوق ہی غائب نہ ہوگئی۔

زبانِ خلق

تحریکِ آزادیٔ کشمیر کے لیڈروں کی گرفتاری اور رضاکاروں کی سرفروشی سے عالمی رائے عامہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ دنیا کے ممتاز اخبارات نے تحریک کا نوٹس لیا اور کشمیری عوام کے جذبۂ آزادی کا اعتراف کیا۔ یہاں آزاد دنیا کے مشہور اور بااثر اخبار "نیویارک ٹائمز" کا ایک اداریہ دیا جاتا ہے جو مذکورہ اخبار نے ۱۴ جولائی ۱۹۵۸ء کی اشاعت میں لکھا۔

"حال ہی میں عملی جدّوجہد کی ایک اچھی مثال (جس سے مصیبت پر قابو پایا جاسکتا ہے) اور یہ پاکستان اور بھارتی کشمیر کے مابین سیز فائر لائن کو عبور کرنے کی کوشش ہے۔

پاکستان نے کئی مرتبہ تحریک کے رضاکاروں کو سیز فائر لائن عبور کرنے سے روکنے کے لئے مضبوط اقدامات کئے ہیں۔ پاکستان میں اعلےٰ سرکار، ملقول کہتا ہے کہ وہ طاقت استعمال کرکے یہ صورتِ حال جاری نہ رہنے دیں گے اور اگر ضروری ہوا تو اسے سختی کے ساتھ دبا دیں گے۔ یہ صورتِ حال بہت نازک ہے اور پاکستانی عوام مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ یہ ایجیٹیشن بارِ نح پاکستان کے لئے ایک تنبیہہ ہے کہ وہ شروع سے کیا کرتا آیا ہے جس سے کشمیریوں کو آزادانہ رائے شماری کے ذریعہ اپنا سیاسی مستقبل طے کرنے کا موقعہ ملے۔

اس موقعہ پر پاکستان کو یہ سب ماننا پڑے گا۔ علاوہ ازیں اس جدوجہد سے یہ ثابت ہوا ہے کہ عوام ایک پُرامن جدوجہد کے حامی ہیں۔

کراچی کی حکومت کا خیال ہے کہ اب صورتِ حالات ہاتھ سے نکل چکی ہے اور اس پر قابو نہیں پایا جا سکتا۔ تصفیہ کے مواقع کئی مرتبہ ہاتھ سے نکل چکے ہیں اور خطِ متارکہ محفوظ ہے۔ اب کوئی تحریک نو ہو جو اس کی دھجیاں بکھیر دے پاکستان اور ہندوستان خطِ متارکہ جنگ پر متفق ہوئے تھے۔ لیکن مسئلہ کشمیر کا حتمی طور پر حل ہونے میں تعطل کے باوجود یہ خطِ متارکہ جنگ اسی طرح پُرامن طور پر قائم ہے۔ اب پاکستان نے ایک نہایت ہی پُرخلوص عوامی تحریک کو روک دیا ہے یہ تحریک اس کے چلانے والوں کے خلوص اور ایمان کی دلیل ہے۔ جو انہیں مسئلہ کشمیر کے مستقبل پر ہے۔ اس تحریک کا واحد مقصد آزادانہ رائے شماری اور کشمیریوں کے لئے حقِ خود ارادیت حاصل کرنا ہے جو اس تنازعہ کا واحد اور باعزت حل ہے۔"

اعترافِ حقیقت

حکومتِ پاکستان بنام اقوامِ متحدہ

نیویارک - ۲۶ر جون ۶۴ء ——— اقوامِ متحدہ میں پاکستان کے قائمقام نمائندہ مسٹر آغا شاہی نے آج سلامتی کونسل کے صدر کے نام مندرجہ ذیل مراسلہ بھیج دیا۔

"حکومتِ پاکستان نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں سلامتی کونسل کو مطلع کر دوں کہ بھارت کی مسلسل ہٹ دھرمی کی وجہ سے جس کی بنا پر قضیۂ کشمیر کا تصفیہ نہیں ہو رہا ہے۔ سارے پاکستان اور کشمیر میں بے چینی اور پریشان کن حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر گراہم کے حالیہ مشن کی ناکامی سے جو بھارت کی طرف سے مشن کی تمام تر سفارشات مسترد کر دینے سے ہوئی ہے۔ پاکستانی اور کشمیر کے عوام میں بے اطمینانی بڑھ گئی ہے۔ چودہری غلام عباس جو ممتاز کشمیری راہنما ہیں اور جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی نمائندگی کرتے ہیں جو ابھی کچھ عرصہ پہلے حکومت آزاد کشمیر کے سربراہ اعلےٰ تھے نے مایوس ہو کر تحریک آزادی کشمیر شروع کی ہے۔ جس کا مقصد کشمیر کو بھارت سے آزاد کرانا ہے۔ انہوں نے اعلان کیا ہے کہ جن شرائط پر کشمیر میں جنگ بند کی گئی تھی انہیں بھارت نے پورا نہیں کیا ہے وہ اپنا حق خود ارادیت حاصل کرنے کے لئے راست اقدام

کہنے میں حق بجانب ہیں وہ اپنے ساتھیوں اور رضا کاروں کے ساتھ ، ۲۰ جون ۱۹۵۸ء کو کشمیر میں پرامن مارچ کرنا چاہتے ہیں۔ بقول ان کے تاکہ بین الاقوامی انصاف کے سوتے ہوئے ضمیر کو جگایا جا سکے۔ ہزاروں رضا کار ان کے گرد جمع ہو گئے ہیں اور ان کی تعداد میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ انہیں مقامی آبادی کی سرگرم حمایت اور ہمدردی حاصل ہے اور عوام کا پرزور مطالبہ ہے کہ چودھری صاحب کو کشمیر میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے ان کے حدِ متارکہ جنگ عبور کرنے سے جو خطرناک صورت حال پیدا ہو جائے گی۔ حکومتِ پاکستان نے اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کا فیصلہ کیا ہے کہ اپنے بین الاقوامی مواعید کے پیشِ نظر وہ کسی بھی حالت میں حدِ متارکہ جنگ توڑنے کی اجازت نہیں دے گی۔ اور اپنے فیصلہ کو منوانے کے لئے ہر ممکن اور فوری قدم اٹھائے گی اس تحریک کے لیڈروں کو بھی خبردار کر دیا گیا کہ مقبوضہ کشمیر کے عوام اور ان کے لیڈر شیخ محمد عبداللہ کے ساتھ انصاف کے لئے حکومتِ پاکستان اقوامِ متحدہ کی وساطت سے ہر ممکن قدم اٹھاتی رہے گی۔ لیکن وہ اپنے معاہدہ کی خلاف ورزی کبھی بھی برداشت نہیں کرے گی اس صورت حال کے پیشِ نظر حکومتِ پاکستان نے حدِ متارکہ جنگ کشمیر کو توڑنے کا سدباب کرنے کے لئے ہر ممکن قدم اٹھایا ہے"۔ (رائٹر)

نیویارک ۔ ۱۹ جولائی ۱۹۵۸ء ——— آج یہاں اقوام متحدہ میں پاکستان کے نمائندہ کی طرف سے ایک بیان جاری ہوا ہے۔ جو یہ ہے :۔

"حکومت پاکستان چودھری غلام عباس اور ان کے پیروکاروں کی جانب سے

خط متارکہ جنگ پار کرنے کی ہر کوشش کو ناکام بنا رہی ہے - ان کی تحریک کی نہ صرف آزاد کشمیر - مغربی پاکستان بلکہ ملک کے دور دراز حصہ مشرقی پاکستان میں بھی زبردست تائید ہو رہی ہے - اور حکومت کی پابندی کے باوجود آزاد کشمیر میں مظفر آباد - بھمبر اور مغربی پاکستان میں لاہور - راولپنڈی - سیالکوٹ گجرات - گوجرانوالہ اور ایبٹ آباد میں جلسے ہو رہے ہیں اور جلوس نکالے گئے -

حکومت کو اپنے اس رویہ کی وجہ سے مخالف سیاسی جماعتوں کا ہدف ملامت بننا پڑا ہے - لوگوں کے جوش و خروش کا یہ عالم ہے کہ بعض جلوس صرف عورتوں اور بچوں پر مشتمل ہوتے ہیں - حکومت نے اب تک تحریک آزادی کشمیر کے سات چوٹی کے لیڈر اور قریباً ۱۲۰۰ رضاکاروں کو گرفتار کر لیا ہے ۲۴۰ رضاکار مختلف ٹولیوں میں پابندی اور رکاوٹوں کے باوجود خط متارکہ جنگ کے بالکل قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے - پولیس کو اب تک چار بار لاٹھی چارج کرنا پڑا - جس میں رضاکار اور پولیس کے ملازم زخمی ہو گئے ہیں"

ڈائنگ

نیو یارک - ۱۱ جولائی ۱۹۵۸ء - پاکستان کے نمائندہ مسٹر آر - ایس - چھتاری نے صدر سلامتی کونسل کو مندرجہ ذیل خط دیا ہے :-

"حکومت پاکستان یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ پاکستان نے تحریک آزادی کشمیر کے متعلق سلامتی کونسل کو جو مراسلہ بھیجا ہے اس پر بھارت کے نمائندہ نے کیوں غصے کا اظہار کیا ہے - پاکستان نے سلامتی کونسل کی جنوری ۱۹۴۸ء کی

قرارداد کے مطابق صورت حال کی اطلاع دے کر اپنا فرض ادا کیا ہے۔ کشمیر میں جنگ بندی سرحد کی طرف پیش قدمی کی تحریک ایک اہم واقعہ ہے۔ جس کا کشمیر کی صورت حال پر گہرا اثر پڑ سکتا ہے یا صورت حال تبدیل ہو سکتی ہے۔ بھارتی نمائندہ نے پاکستان کے سابقہ مراسلہ پر درج شدہ حقایق پر اعتراض کیا ہے لیکن ان کی تردید میں کوئی ثبوت پیش نہیں کیا اور محض ایک اخبار کی خبر کا سہارا لیا ہے۔ جو کسی ایک دن کا واقعہ کے بارے میں تھی۔ حکومت پاکستان نے تحریک آزادی کشمیر کے لیڈروں اور رضاکاروں کو جنگ بندی سرحد کی طرف پیش قدمی سے روک کر اور انہیں نظر بند کر کے ایک ناگوار فرض ادا کیا ہے۔ اس اقدام سے ملک میں اس وقت بے چینی پھیل گئی ہے جب کہ عام انتخابات سر پر ہیں آزاد کشمیر کے باشندوں اور کشمیری مہاجرین کا کہنا ہے کہ انہیں جنگ بندی سرحد پار کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔"

مسٹر چھتاری نے اپنے خط کے ساتھ غیر ملکی اخبارات اور نیوز ایجنسیوں کی خبریں اور تبصرے بھی منسلک کیئے ہیں۔ جس سے تحریک آزادی کشمیر کی اصل صورت حال کا پتہ چلتا ہے کہ یہ کسی قدر ہمہ گیر صورت اختیار کر گئی ہے۔ (رائٹر)

<u>نیویارک - ۱۴ر جولائی ۱۹۵۸ء</u> ـــــ آج یہاں پاکستان کے قائمقام نمائندہ مسٹر آغا شاہی نے صدر سلامتی کونسل کو مندرجہ ذیل خط دیا ہے:۔

"مجھے اپنی حکومت نے ہدایت کی ہے کہ میں آپ کو اور سلامتی کونسل کے دوسرے ارکان کو تحریک آزادی کشمیر کی تازہ صورتِ حال سے آگاہ کروں۔ جو ان دنوں

آزاد کشمیر اور پورے پاکستان میں چودھری غلام عباس کی جاری کردہ تحریک آزادی کشمیر کے ہزاروں کارکنوں اور رضاکاروں کی گرفتاریوں سے پیدا ہو چکی ہے حکومت پاکستان نے عام جلسوں اور جلوسوں پر پابندی لگا دی ہے اور جنگ بندی لائن کی طرف پیش قدمی کو سختی کے ساتھ روکنے کی کوشش کی ہے لیکن اس کے باوجود ہزاروں رضاکار جنگ بندی لائن کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں اُن کا نعرہ یہ ہے کہ "چناری چلو" (چناری جنگ بندی لائن پر بھارتی مقبوضہ کشمیر میں داخل ہونے کی ایک اہم جگہ ہے)

آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان (راولپنڈی۔ گجرات۔ ایبٹ آباد۔ گوجرانوالہ سیالکوٹ اور لاہور وغیرہ) سے سینکڑوں رضاکار گرفتار کر لئے گئے ہیں وہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جنگ بندی لائن کی طرف مارچ کر رہے تھے۔ چودہری غلام عباس کو ۲۷؍ جون کو اُس وقت گرفتار کر لیا گیا تھا۔ جب کہ وہ عدم تارکہ جنگ کو توڑنے کے لئے چناری کی جانب بڑھ رہے تھے آزاد کشمیر کے دو سابق صدر سردار عبدالقیوم خان اور کرنل شیر احمد خان کو بھی ان ہی حالات میں گرفتار کر لیا گیا۔ چودہری غلام عباس کو ۲۹۔ جون ۵۸ء کو مسلم تہوار عید الضحیٰ منانے کے لئے رہا کیا گیا مگر چودہری صاحب ایک منٹ ضائع کئے بغیر پھر چناری کی طرف روانہ ہو گئے۔ چنانچہ اُن کو پھر گرفتار کر لیا گیا۔

ان ہی حالات میں حکومت آزاد کشمیر کے سابق وزیر دفاع راجہ محمد حمید

خان کو بھی گرفتار کیا گیا وہ بھی پابندیوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چکنا ری کی طرف جارہے تھے۔ تحریک کے لیڈروں کی گرفتاری کی وجہ سے صورت حال سخت خراب ہو چکی ہے اور اخبارات کی غالب اکثریت تحریک کے حق میں ہے۔ اور حکومت پر کڑی نکتہ چینی کی جارہی ہے کہ وہ کشمیری عوام کو اپنے آبائی وطن میں جانے کی اجازت کیوں نہیں دیتی۔

احتجاجی جلسے اور مظاہرے تمام سرحدی شہروں اور لاہور میں شد و مد کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ پولیس کو مظاہرین کو منتشر کرنے کیلئے کئی مرتبہ طاقت کا استعمال کرنا پڑا ہے۔ سیالکوٹ میں ایک بڑا بھاری جلوس اقوامِ متحدہ کے دفتر کے سامنے گیا۔ لوگ اپنے لیڈروں کی گرفتاری کے خلاف سخت غم و غصہ کا اظہار کر رہے تھے۔ دکانیں بطور احتجاج بند رہیں۔

اس کے علاوہ عورتوں نے بھی تحریک میں سرگرم حصہ لینا شروع کیا ہے کیمپ رضاکاروں سے بھرے پڑے ہیں۔ اب اے۔ آر ساغر اور نذیر حسین شاہ بھی تحریک میں شامل ہو گئے ہیں۔ پہلے ان کا تحریک کے ساتھ اختلاف تھا۔ آزاد کشمیر کے صدر سردار ابراہیم تحریک کی مخالفت کی وجہ سے غیر مقبول ہو رہے ہیں۔ اُن کے حامی بھی ان کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں صورت حال مجموعی طور پر بہت خراب ہو گئی ہے۔

حکومت پاکستان نے تحریکِ آزادی کشمیر کے جلسوں اور جلوسوں پر سخت پابندی عائد کر دی ہے تاکہ کوئی شخص جنگ بندی لائن کو عبور نہ کر سکے۔ تحریک کے لیڈروں نے جنگ بندی لائن کو توڑنے کا تہیہ کر لیا ہے اور وہ اپنے اس

عزم پر ڈٹے ہوئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ وہ درجہ اوّل کا بحران پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ عالمی رائے عامہ کے ضمیر کو بیدار کیا جا سکے۔ اور یہ کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر ڈاگ ہمر شولڈ کو یہ دکھایا جا سکے کہ مصنوعی حدوں کے احترام کو کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس تحریک کو پاکستان کی تقریباً تمام بڑی سیاسی جماعتوں کی حمایت حاصل ہے۔ جن میں مسلم لیگ۔ جماعتِ اسلامی۔ نیشنل عوامی پارٹی۔ ملت پارٹی نظامِ اسلام پارٹی اور عوامی لیگ بھی شامل ہیں۔ ان پارٹیوں نے حکومت کی ذمہ داری کو مشکل بنا دیا ہے۔ وہ بدستور اس تحریک کی حمایت کر رہی ہیں۔ تاہم حکومت پاکستان برابر یہ کوشش کرے گی۔ کہ جنگ بندی لائن قائم رہے۔"

یہ خط سلامتی کونسل کے ممبران میں تقسیم کیا جائے۔ (رائٹر)

عوامی تحریک

حد متارکہ جنگ کی اس جانب آزاد کشمیر اور پاکستان کے ان علاقوں میں جہاں جموں و کشمیر کے مہاجر آباد ہیں کشمیری ایک اضطرابی کیفیت میں مبتلا ہیں وہ اس دن کا انتہائی بے صبری سے انتظار کر رہے ہیں جب اُنہیں یہ موقعہ دیا جائے گا کہ وہ اپنے ملک کی قسمت کا فیصلہ اپنی منشا کے مطابق کر سکیں گے۔ گیارہ سال کی طویل مدت اس انتظار اور بے صبری میں گزر گئی لیکن موعودہ دن دور سے دور ہوتا جا رہا ہے جب وہ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے درمیان ایک غیر فطری دیوار حائل ہوتا ہوا محسوس کرتے ہیں۔ اور یہ دیوار ہے "حد متارکہ جنگ"

یہ بے صبری اور طویل انتظار آخر ایک دن اپنے تمام بند توڑ کر کے۔ ایل۔ ایم

(کشمیر بریشن موومنٹ) کی مشہور و معروف تحریک کی صورت میں ایک سیلابی شکل اختیار کر گئے۔ اس تحریک کا طریق یہ تھا کہ حد متارکہ جنگ کی غیر قدرتی دیوار کو پُرامن طریقہ پر توڑ کر مقبوضہ کشمیر میں داخل ہو جائے۔ اس تحریک کا مقصد خود چودھری غلام عباس کے الفاظ میں یہ تھا کہ "بین الاقوامی انصاف کے خوابیدہ ضمیر کو بیدار کیا جائے"۔

تحریک شروع کرنے سے قبل چودھری غلام عباس نے واضح الفاظ میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ کشمیریوں نے جن شرائط کے تحت لڑائی بند کی تھی ہندوستان انہیں پورا کرنے میں ناکام رہا ہے اس لئے کشمیری اس امر میں آزاد ہیں کہ وہ اپنے حق خود اختیاری کو روبہ عمل لانے کے لئے راست اقدام کریں۔ چنانچہ تحریک کا واحد مقصد یہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر کو بھارت کے غاصبانہ قبضہ سے نجات دلائی جائے۔ اس تحریک کو آزاد کشمیر اور پاکستان میں وسیع مقبولیت حاصل ہوئی لیکن حکومت پاکستان نے اپنی بین الاقوامی ذمہ داریوں کے پیش نظر حد متارکہ جنگ کو توڑنے کی اجازت نہ دی۔ جس کے نتیجہ کے طور پر چودھری غلام عباس اور اُن کے ساتھی دوسرے ممتاز کشمیری لیڈر اپنے سینکڑوں کارکنوں کے ہمراہ حدِ متارکہ جنگ کو پار کرنے کی کوشش میں گرفتار کر لئے گئے"۔

اقتباس از انگریزی پمفلٹ بعنوان "کشمیر لبریشن موومنٹ"
شائع کردہ کشمیر پبلیکیشنز۔ مظفر آباد (آزاد کشمیر)
(جون ۱۹۵۹ء)

زنداں تیرا مقام نہیں

۱۰ اکتوبر ۱۹۵۸ء کی رات کو پاکستان میں ایک نئے انقلاب نے اچانک جنم لیا۔ اور ایک دن میں ڈو وزارتیں بنانے والے سیاستدان یکا یک ملک کی سیاسی زندگی سے نابود ہو گئے اور ملک کی بھاگ ڈور ایک عظیم سپاہی فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے سنبھال لی۔ اُنہوں نے آتے ہی ۱۳ اکتوبر ۵۸ء شام کو ایک خاص حکم کے ذریعے تحریک آزادی کشمیر کے نظر بند لیڈروں کارکنوں اور رضاکاروں کو فوری طور پر رہا کرنے کا اعلان جاری کر دیا۔ کیونکہ ایوب خان دل کی گہرائیوں سے یہ محسوس کر رہے تھے کہ تحریک آزادی کشمیر کے محب وطن لیڈروں اور رضاکاروں کا مقام زنداں نہیں ہے۔ چنانچہ ۱۵ اکتوبر ۵۸ء کے دن تحریک کے تمام نظر بند اور قیدی مظفر آباد سینٹرل جیل۔ قلعہ گوجرہ مظفر آباد۔ پلندری جیل۔ میر پور جیل (آزاد کشمیر) راولپنڈی سینٹرل جیل۔ گھوڑا گلی سب جیل۔ کوہاٹ جیل۔ مردان جیل۔ کیمبل پور جیل۔ ہری پور سینٹرل جیل۔ گوجرانوالہ جیل۔ ملتان سینٹرل جیل۔ لاہور ڈسٹرکٹ جیل۔ گجرات جیل اور سیالکوٹ جیل سے رہا کر دیئے گئے۔ قائد تحریک چودھری غلام عباس۔ سیکرٹری جنرل محمد یوسف صراف اور مسٹر کے۔ ایچ۔ خورشید کو گھوڑا گلی سب جیل۔ کرنل شبیر احمد خان کو راولپنڈی سینٹرل جیل۔ راجہ محمد حیدر خان کو دلائی کیمپ سب جیل۔ سردار عبد القیوم خان اور غازی الٰہی بخش کو پلندری جیل سردار

بشیر احمد خان کو ہری پور جیل اور چودھری خورشید احمد کو گجرات جیل سے رہا کر دیا گیا۔ مختلف جیلوں سے ایک سو سے زیادہ نظر بند لیڈر اور کارکن اس دن رہا کر دیئے گئے۔ رضاکار ان کے علاوہ تھے۔

امید کی کرن

فیلڈ مارشل ایوب خان نے اکتوبر کے تیسرے ہفتے کے آغاز میں ہی ڈھاکہ کے ایک عام جلسے میں مسئلہ کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ "پاکستان نے کشمیری عوام کے ساتھ اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ پاکستان اپنے کشمیری بھائیوں کو اُن کا حق خود ارادیت دلائے گا۔ اور میں آج اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان اس وعدے کا پابند ہے اور کشمیری عوام کی آزادی کے لئے آخری اقدام تک کرے گا۔ جس میں جنگ بھی شامل ہے" ظاہر ہے کہ ملک فیروز خاں نون اور فیلڈ مارشل ایوب خان کے خیالات ۔ جذبات اور احساسات میں کس قدر تفاوت ہے، ایک ملک نون تھے جو یہاں تک کہتے تھے کہ وہ بھارت کے ساتھ جنگ کرنے کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ خواہ کشمیریوں کو آزادی ملے یا نہ ملے۔ دوسرے فیلڈ مارشل ایوب خان ہیں ۔ جو برملا کہتے ہیں کہ کشمیریوں کو آزاد کرانے کے لئے پاکستان جنگ سے بھی دریغ نہیں کریگا ایک ایک پاکستانی نے ایوب خان کے اس اعلان میں اپنے ہی دلی جذبات کو پایا۔ چنانچہ قائد تحریک آزادی کشمیر چودھری غلام عباس نے بھی ایک تار کے ذریعے فیلڈ مارشل ایوب خان کے اس اعلان پر اطمینان کا اظہار کیا۔ اس کے بعد قاید تحریک نے مغربی پاکستان کے سرحدی اضلاع کا دورہ کیا

اور تحریک کے کارکنوں سے ملاقات کی۔ اسی دوران ۱۵ جنوری ۵۹ء کو سیالکوٹ میں اُنہوں نے ایک بیان میں تحریک آزادی کشمیر کو عارضی طور پر معطل کرنے کا اعلان کیا۔ اس کا اعلان کرتے ہوئے انہوں نے مندرجہ ذیل بیان دیا:۔

"تحریک آزادی کشمیر بے مقصد ثابت نہیں ہوئی ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کے نتائج بڑے عمدہ برآمد ہوتے ہیں۔ کشمیر کے متعلق پاکستان کی نئی حکومت کے عزائم اور صدر مملکت کے بیانات ہمارے جذبات اور مقاصد کی واضح ترجمانی کرتے ہیں ہم ابھی تک پورے طور پر مطمئن ہوں اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ صدر محمد ایوب خان کے خلوص اور دردمندی پر اعتماد کیا جائے۔ صدر نے قائداعظم کے یوم ولادت پر کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے قوم کو ایک قول دیا تھا۔ اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہا تھا کہ وہ کشمیر اور نہری پانی کے مسائل کو آبرومندانہ طور پر حل کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ ہمیں اس قول کا پاس کرنا چاہیئے۔ اور جب ہم ملک نون اور صدر ایوب کے بیانات کا موازنہ کرتے ہیں تو خود بخود اطمینان قلب میسّر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تحریک آزادی کشمیر کے رضاکار اور کارکن جو یہ سوال کرتے ہیں کہ تحریک آزادی کشمیر کا نتیجہ کیا نکلا؟ اور ہمارا آئندہ قدم کیا ہے اُنہیں میرا جواب یہ ہے کہ ہم نے گزشتہ حکومتوں کو گیارہ سال کی مہلت دی۔ گیارہ سال کی طویل مدت کے بعد نون حکومت کی بے بسی اور شیخ محمد عبداللہ کی گرفتاری سے متاثر ہو کر ہم نے اللہ کا نام لیا اور تحریک شروع

گی اگر ہمیں خطِ متارکہ جنگ کو پار کرنے کی اجازت دی جاتی تو آج کشمیر کی تاریخ مختلف ہوتی۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہوا۔ بہرحال ہمیں اب نئی حکومت کو بھی مناسب وقت دینا ہے اور اصولاً ہمیں ایسا کرنا چاہیئے بالخصوص کشمیر کے متعلق صدر مملکت کے حوصلہ افزا اور ایمان افروز بیانات کے بعد ہمارا اخلاقی فرض یہ ہے کہ نئی حکومت کو نہ صرف مہلت دی جائے بلکہ ملک کے داخلی حالات کو بہتر بنانے اور گوناگوں مسائل کو حل کرنے میں سچے دل سے تعاون کرتے ہوئے حکومت کا ہاتھ بٹائیں۔ کیونکہ ایک مضبوط اور مستحکم پاکستان ہی کشمیر کو آزاد کرا سکتا ہے۔ تحریکِ آزادی کشمیر سالہا سال سے جاری ہے اور اُس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک بھارت کے پنجہ سے کشمیر کو آزاد نہیں کرایا جاتا۔ اسے عارضی طور پر معطل کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ پاکستان میں یہ کافی عرصہ معطل رہی لیکن اسے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ مقبوضہ کشمیر میں شیخ محمد عبداللہ اور اُن کے ساتھیوں نے اسے زندہ رکھا ہے یہ آج بھی زندہ ہے اور اپنا مقصد حاصل کیے بغیر مر نہیں سکتی۔

ہمیں اقتدار سے کوئی دلچسپی نہیں ہے مگر اقتدار سے لاتعلقی اور عدمِ خواہش کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آزاد کشمیر کے حالات کو

بہتر نہ بنایا جائے اور وہاں کے عوام کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ جو جنگِ آزادی میں بازوئے شمشیر زن کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہم ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔"

تحریکِ آزادئ کشمیر

حقیقت - اہمیت - اور - افادیت

مئی ۱۹۵۸ء میں تحریک آزادی کشمیر کے سربراہ چودھری غلام عباس خان نے شیخ محمد عبداللہ کی دوبارہ گرفتاری کے فوراً بعد اُس وقت کے وزیر اعظم پاکستان ملک فیروز خان نون کے نام اپنا وہ تاریخی خط لکھا جسے جون ۱۹۵۸ء کی تحریک آزادی کشمیر کی ابتدا تعبیر کیا جاتا ہے چودھری صاحب نے اپنے اس خط میں وزیر اعظم نون سے کہا تھا کہ شیخ محمد عبداللہ کی دوبارہ گرفتاری کے بعد مقبوضہ کشمیر میں ظلم و تشدد کا جو نیا اور بھیانک دور شروع ہوا ہے اُس کے پیش نظر حد متارکہ جنگ کے اس پار تحریک آزادی میں نئی جان ڈالنا ازبس ضروری ہے تاکہ مقبوضہ کشمیر کے بے بس اور مظلوم عوام اپنے آپ کو اکیلا خیال نہ کریں اور خود شیخ محمد عبداللہ یہ تصور نہ کریں کہ انہیں اکیلا اور بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا ہے - چنانچہ کشمیر کی تحریک آزادی میں نئی جان ڈالنے کے لئے یہ لازمی تھا کہ حکومت پاکستان اپنی پالیسی کو کشمیر سے متعلق ٹھوس اور

جان دار بنائے ۔ چنانچہ چودہری غلام عباس نے حکومت کے سامنے اپنے اس خط میں مندرجہ ذیل تین تجاویز رکھیں۔

۱۔ مسئلہ کشمیر کو اُس وقت تک دوبارہ سلامتی کونسل میں پیش نہ کیا جائے جب تک پاکستان کے اتحادی (امریکہ اور برطانیہ) اُسی طرح پاکستان کے مبنی برحق موقف کی حمایت کرنے کا یقین نہ دلائیں جس طرح روس بھارت کے غلط موقف کی حمایت کرتا ہے

۲۔ بھارت کی ہٹ دھرمی اور مقبوضہ کشمیر میں اُس کے مسلسل جارحانہ پالیسی کے پیش نظر حکومت پاکستان اُن تمام ذمہ داریوں سے دستبرداری کا اعلان کرے جو اُس نے حدِ متارکہ جنگ سے متعلق قبول کی ہیں۔

۳۔ بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں چنگیزیت اور بربریت کا جو طوفان برپا کیا ہے اور وہ جس طرح مقبوضہ کشمیر کے بے بس مسلمانوں کو ظلم و تشدد کا شکار بنا رہا ہے اُس کے پیش نظر بھارت کے ساتھ تمام سیاسی اور تجارتی تعلقات منقطع کر دیئے جائیں۔

چودہری صاحب نے اپنے خط کے آخر میں وزیر اعظم کو آگاہ کیا تھا کہ اگر اُن کی اِن تجاویز میں سے ایک پر بھی عمل نہ کیا گیا تو وہ (چودہری غلام عباس) زخمی کشمیر کی طرف سے عاید کیئے گئے فرض کو ادا کرنے کے لیئے خود کوئی مناسب اقدام کرنے کے لیئے آزاد ہوں گے ۔ خط مئی کے آغاز میں لکھا گیا اور اس کے ساتھ ہی چودہری صاحب نے آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان میں مقیم ۵ لاکھ کشمیری مہاجرین کو اپنی تجاویز کے حق میں ہموار کرنے کے لئے دورہ

شروع کیا۔ آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے مختلف مقامات پر ۲۲ عام جلسوں اور مسلم کانفرنس کارکنوں کے ڈسٹرکٹ کنونشنوں سے خطاب کیا صرف تین ہفتے کے اندر حدِ متارکہ جنگ کے اس پار رہنے والے کشمیریوں کو آزادی وطن کے لئے جدوجہد کرنے کے لئے اس قدر بیدار اور آمادہ کیا کہ تمام کشمیری مادرِ وطن کی آزادی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور ہر طرف سے چودھری صاحب کی تجاویز کی پُرزور حمایت ہونے لگی۔

چودھری غلام عباس کے محبِ وطن اور غیور ساتھیوں نے ان کا پورا پورا ساتھ دیا اور خود بھی چودھری صاحب بقول روزنامہ "کوہستان" راولپنڈی "چودھری غلام عباس ۱۹۴۷ء کے قبل کے غلام عباس کے روپ میں عوام کے سامنے آئے" حکومتِ پاکستان نے ان حالات کے پیشِ نظر چودھری صاحب اور اُن کے ایک ممتاز ساتھی سردار عبدالقیوم کو کراچی آنے کی دعوت دی۔ کراچی میں کئی روز کی بات چیت کے بعد نہ تو ملک نون اپنی منانے میں کامیاب ہوئے اور نہ تو چودھری غلام عباس اپنا پروگرام ملتوی کرنے پر آمادہ ہوئے چنانچہ اُنہوں نے کراچی میں ہی جہانگیر پارک کے ایک عام جلسے میں ایک لاکھ عوام کے سامنے اعلان کر دیا کہ وہ مقبوضہ کشمیر کے مظلوم عوام کے ساتھ تحریکِ آزادی میں شامل ہونے کے لئے جون ۵۸ء میں ہی کسی دن حدِ متارکہ جنگ کو عبور کر کے مقبوضہ کشمیر میں داخل ہوں گے۔ یکم جون کو لاہور میں اعلیٰ سطح کی کشمیر کانفرنس نے چودھری صاحب کے خط پر غور کیا مگر کانفرنس کے بعد ہی ملک نون نے اعلان کیا کہ اُن کی حکومت کسی کو بھی حدِ متارکہ جنگ عبور کرنے کی اجازت

نہیں دے گی۔ ۱۵ جون ۱۹۵۸ء کے دن چودھری غلام عباس کی صدارت میں راولپنڈی میں لبریشن کمیٹیوں کے کنوینروں کی ایک کنوینشن ہوئی جس نے ایک قرارداد کے ذریعے (۹ ذوالحج) مطابق ۲۸ جون ۱۹۵۸ء کے دن چناری کے راستے سے جنگ بندی لائن عبور کرنے کا اعلان کر دیا۔ قرارداد میں اس امر کی وضاحت کی گئی کہ تحریک بالکل پُرامن ہوگی۔ دوسرے دن ہی حکومتِ پاکستان نے اعلان کر دیا کہ وہ کسی شخص کو بھی حدِ متارکہ جنگ عبور کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دے گی۔ کیونکہ اس طرح جنگ بندی معاہدے کی خلاف ورزی ہو گی۔ حکومت آزاد کشمیر نے بھی اس تحریک کی مخالفت کی۔ حتیٰ کہ اُس وقت کے صدر آزاد کشمیر سردار محمد ابراہیم خان نے کہا کہ یہ تحریک بھارت کے خلاف نہیں بلکہ اُن کے خلاف ہے لیکن وزیراعظم ملک نون اپنے بیان میں تحریک کو مسلسل مایوسی کے گہرے احساس کا نتیجہ قرار دیا اور تحریک کے قائدین کے خلوص اور وطن دوستی کی تعریف کی۔ اُنہوں نے صدر آزاد کشمیر کے بیان کو غلط اور افسوسناک قرار دیا۔ ۲۶ جون کو چودھری صاحب نے اپنے ایک تار میں قومی وقار کے نام پر وزیراعظم ملک نون سے اپیل کی کہ وہ اُن کی راہ میں رکاوٹ نہ ڈالے مگر حکومت پاکستان تحریک کو ناکام بنانے پر اُدھار کھائے بیٹھی تھی۔ چنانچہ مقررہ تاریخ سے ایک دن قبل ہی قائد تحریک چودھری غلام عباس کو عین اُس وقت گرفتار کیا گیا جبکہ وہ حدِ متارکہ جنگ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ اسی دن تحریک کے اکثر سرکردہ لیڈر گرفتار کر لئے گئے۔ حکومت پاکستان اور آزاد کشمیر حکومت نے تحریک کے رضاکاروں کو روکنے کے لئے زبردست انتظامات کر دیئے۔ لیکن ان تمام پابندیوں کے باوجود

۲۸ جون ۵۸ء کے دن وقتِ مقررہ پر ۳۱۳ رضاکاروں کا پہلا جیش چناری سے دو میل آگے حدِ متارکہ جنگ کی جانب مارچ کرتا گیا۔ ان کو روکنے کے لیے پولیس کو زبردست لاٹھی چارج کرنا پڑی آخران کو گرفتار کر کے کاغان کے علاقے میں چناری سے دو سو میل کے فاصلے پر چھوڑ دیا گیا۔ مگر اس کے باوجود حدِ متارکہ جنگ کی طرف تحریک کے کارواں چلتے ہی گئے۔ روزانہ ہزاروں جانباز رضاکار حدِ متارکہ جنگ کی طرف مارچ کرتے گئے اور گرفتار ہوتے گئے۔ آزاد کشمیر اور پاکستان میں ایک آگ سی لگ گئی۔ مغربی پاکستان کے اکثر شہروں میں چودھری غلام عباس کی گرفتاری کے خلاف دفعہ ۱۴۴ کے باوجود زبردست مظاہرے ہوئے اور احتجاجی جلوس نکلے۔ پاکستان کے قومی پریس اور اس دور کی تمام سیاسی جماعتوں نے تحریک آزادی کشمیر کی پُرزور حمایت کی حتیٰ کہ برسرِاقتدار جماعتوں کے کارکنوں نے بھی تحریک کی حمایت کی۔ مغربی پاکستان کی صوبائی اسمبلی اور پاکستان کی قومی اسمبلی میں تحریک پر بحث کی گئی۔ لیڈروں کی گرفتاری کے باوجود تحریک پورے زور سے جاری رہی۔ چنانچہ پہلے ہفتے ہی حکومت پاکستان کے ایک سرکاری اعلان (جو اقوام متحدہ میں جاری ہوا) میں یہ تسلیم کیا گیا کہ تحریک کے سات چوٹی کے لیڈر اور ۱۲۰۰ رضاکار گرفتار کیے جا چکے ہیں۔ عوام کے اصرار پر تحریک کے ہائی کمانڈ نے مدارپور۔ سریالہ اور سوچیت گڑھ کے راستے بھی رضاکاروں کے لیے کھول دیے۔ چنانچہ رضاکاروں نے چاروں راستوں سے حدِ متارکہ جنگ پر یلغار کی۔ صرف سوچیت گڑھ کے راستے ہی پاکستان کی نیم سرکاری خبر ایجنسی کی اطلاع کے مطابق ۱۰۰ سے

زیادہ جیش رضاکاروں کے مارچ کرتے گئے اور صرف ان کے کمانڈروں کو ہی گرفتار کرکے گرفتار شدگان کی کل تعداد سیالکوٹ میں ۵۰۰ کے قریب پہنچی ۲۷ ستمبر ۱۹۵۸ء کے دن جب کہ تحریک کو تین ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا بانی کمانڈر کے ایک اعلان کے مطابق تین لاکھ کشمیریوں نے اس تحریک میں حصہ لیا تھا۔ جن میں ۲۱ ہزار رضاکاروں نے باقاعدہ حدِ متارکہ جنگ کی طرف مارچ کیا۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ قائد تحریک کی ہدایت کے مطابق پاکستان کے عوام کو اس تحریک میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دی گئی۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ پاکستان کی بین الاقوامی نیک نامی پر حرف آئے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ نون حکومت کے لئے اس صورت میں اس تحریک کو قابو میں رکھنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔ جو سیلاب اس طرح آتا وہ نون حکومت کو ان دنوں ہی خس و خاشاک کی طرح بہا لیتا۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ جب نون حکومت نے پاکستان کی محب وطن فوج کو حدِ متارکہ جنگ کی طرف جانے والے رضاکاروں کے بارے میں خبردار کیا تو فیلڈ مارشل ایوب خان (جو اس وقت فوج کے سپہ سالارِ اعظم تھے) نے ذاتی طور پر اپنے نوجوانوں کو یہ ہدایت دی تھی کہ "تحریک آزادی کشمیر کے رضاکاروں کو صرف روکا جائے اور ان کے ساتھ کسی قسم کا نامناسب سلوک نہ کیا جائے۔ کیونکہ وہ آزادی وطن اور پاکستان کی سالمیت کی خاطر یہ اقدام کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ عزت کے مستحق ہیں" غرض یہ تحریک پورے جوش و جذبہ کے ساتھ اور تحریک کے چلانے والوں کی توقع سے بھی زیادہ چلی۔ اس کے لئے کوئی تیاری بھی نہیں کی گئی تھی۔ تین

ہفتے کی مدت بھی اس قسم کی تحریکوں کے لئے کوئی وقت ہے ؟ لیکن صرف قائدِ تحریک کے پُراز خلوص نعرۂ مستانہ نے صرف تین ہفتے کے اندر جنگ بندی لائن کے اس پار کے کشمیری عوام کو آزادئ وطن کے لئے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیئے اپنا تن من دھن قربان کرنے پر تیار کر دیا۔

بعض لوگ ضرور یہ سوچتے ہوں گے کہ تحریک دس سال میں پہلی بار اور وہ بھی جون ۵۸ء میں چودھری غلام عباس کو چلانے کی کیا ضرورت محسوس ہوئی ؟ اس کا جواب صاف اور واضح ہے۔ جہاں تک جنگ بندی کا تعلق ہے چودھری صاحب نے کبھی بھی اسے تسلیم نہیں کیا ہے۔ انہوں نے جنگ بندی والی کانفرنس میں بھی اس کی شدید مخالفت کی اس کے فوراً بعد اس وقت کے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان مرحوم کے نام اپنے ایک خط میں بھی اپنے اس موقف کا اظہار کیا۔ ۱۹۵۱ء میں چودھری غلام عباس کی صدارت میں ان کے ایما پر مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ نے بھی اپنی ایک قرارداد میں کہا ہے کشمیری عوام جنگ بندی لائن کے پابند نہیں ہیں۔ اس کے بعد بھی چودہری صاحب ہمیشہ اپنی تقاریر میں ان ہی خیالات کا برملا اظہار کرتے رہے۔ شیخ محمد عبداللہ کی پہلی گرفتاری کے بعد ستمبر ۵۳ء میں لاہور کنونشن میں بھی چودہری صاحب نے مسلم کانفرنس کی طرف سے جنگ بندی لائن کو تسلیم نہ کرنے کا اعلان کرا دیا۔ اب رہا یہ سوال کہ جون ۵۸ء میں ہی تحریک چلانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ اس بارے میں قائدِ تحریک اپنی متعدد تقاریر میں کہہ

چکے ہیں کہ شیخ محمد عبداللہ کی دوبارہ گرفتاری نے انہیں تحریک آزادی کے لئے کوئی عملی قدم اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ اس سلسلہ میں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جب پہلی بار اگست ۱۹۵۳ء میں شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کو گرفتار کیا گیا تو اس وقت بھی قائد کشمیر چودہری غلام عباس۔ نے یہی نعرہ لگایا تھا۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۵۳ء کے دن مسلم کانفرنس کے لاہور کنونشن کی تاریخی قرارداد اس کا زندہ جاوید ثبوت ہے چودہری غلام عباس نے شیخ صاحب کا بھارت کے ساتھ عدم تعاون اور اُن کی دوبارہ گرفتاری کے بعد دیانت داری کے ساتھ یہ محسوس کیا ہے کہ ۱۹۳۸ء کے قبل کا "شیر کشمیر" کشمیری مسلمانوں کو واپس مل گیا ہے اس لئے چودہری صاحب نے اپنا فرض خیال کیا کہ وہ بھی شیخ محمد عبداللہ کے ساتھ ۱۹۳۸ء کے قبل کے "رئیس الاحرار" کے روپ میں آئے اور حد متارکہ جنگ کے اس طرف تحریک آزادی کو اُس جوش ولولے اور بے باکی کے ساتھ جاری کریں۔ جس جوش ولولے اور بے باکی کے ساتھ شیخ محمد عبداللہ نے اُس پار تحریک آزادی کو جاری رکھا ہے یہاں اس بات کو بھی پیش نظر رکھنا ہو گا کہ جب شیخ محمد عبداللہ بھارتی لیڈروں کے فریب میں آکر پاکستان کے مخالف تھے اور اُس وقت تمام پاکستان شیخ صاحب کو "غدار" کہتا تھا لیکن اُن دنوں بھی چودہری غلام عباس، شیخ محمد عبداللہ کے بارے میں ایک جدا رائے رکھتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۵۱ء میں چودہری صاحب نے آزاد کشمیر ریڈیو سے بحیثیت "نگران اعلےٰ حکومت آزاد کشمیر تقریر کرتے ہوئے یہ پیش کش کی کہ وہ شیخ محمد عبداللہ کی حکومت اور اُس کے ملیشیا فوج کے ہوتے

ہوئے بھی رائے شماری کرلنے کے لئے تیار ہیں اس بات کے لئے پاکستان کے اُس وقت کے بعض ارباب اقتدار بھی چودھری صاحب سے خفا ہو گئے تھے لیکن چودھری صاحب نے اُس کی چنداں پرواہ نہ کی۔ اسی طرح شیخ محمد عبداللہ بھی چودھری غلام عباس کے بارے میں یہی رائے اور اخلاص رکھتے ہیں۔ چنانچہ کشمیر کمیشن کے ایک چیئرمین مسٹر جوزف کاربیل نے اپنی کتاب (DANGER IN KASHMIR) "کشمیر میں خطرہ" میں صفحہ ۱۴۷ پر لکھا ہے۔

"شیخ محمد عبداللہ نے مجھ سے کہا کہ میں چودھری
غلام عباس سے ملنے کا خواہشمند ہوں ہم دونوں کبھی
بڑی گہری دوستی کے رشتوں میں بندھے رہ
چکے ہیں ہم دونوں نے آزادی کے لئے ساتھ ساتھ
جدوجہد کی ہے۔ ہم ایک ساتھ جیل میں رہے ہیں
اور ہم نے کشمیر کے مستقبل کے متعلق بہت سی
گفتگو کی ہے۔"

جوزف کاربیل کا کہنا ہے کہ شیخ صاحب نے متعدد بار اپنی اس خواہش کا اظہار کیا ہے۔ ریاست جموں و کشمیر کے ان دو عظیم راہنماؤں کے جذبات اور احساسات کس قدر آپس میں ہم آہنگ ہیں اُس کا اور ایک ثبوت کلکتہ کے نامور انگریزی اخبار "سٹیٹسمین" کے سابق ایڈیٹر "آئین سٹیفن" کی کتاب (HORNED MOON) کا یہ اقتباس ہے جو وہ چودھری غلام عباس

سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھ رہے ہیں۔

"ان دونوں نے جب بھی ایک دوسرے کا ذکر کیا
تو بڑے ادب۔ احترام اور عقیدت سے گو وطن کے
مستقبل کے متعلق تلخ مسائل نے انہیں جدا کر دیا ہے
چونکہ وہ کبھی دوست اور ہم سفر رہ چکے ہیں۔ اُن
کی وسیع قلبی ماضی کو بھلانے سے قاصر تھی۔
دونوں کے دلوں میں حبّ وطن کا ایک شعلہ سا
فروزاں تھا دونوں کے دلوں میں اپنے ملک کے
حالات کے متعلق ایک سلگتی ہوئی بے چینی قابلِ
فہم ہے"

یہ کتاب (HORNED MOON) غالباً ۱۹۵۲ء میں لکھی گئی ہے اور اُن دنوں شیخ صاحب مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعظم تھے ان واقعات کی روشنی میں چودھری غلام عباس کا شیخ محمد عبداللہ کی دوبارہ گرفتاری پر اُن کے درد و کرب کی کسک محسوس کرنا بعید از حقیقت نہیں۔ چودہری غلام عباس آخر مقبوضہ کشمیر کے اُن بے بس اور مظلوم مسلمانوں پر ظلم و تشدد کی شدّت کو کیونکہ محسوس نہ کرتے جن کی خدمت کرتے ہوئے اُنہوں نے اپنی عمرِ عزیز کا بیشتر حصہ ڈوگرہ جیلوں میں بسر کیا ہے جن کی غلامی کے احساس نے اُنہیں طالبِ علمی کے زمانے میں بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیا۔ اس نے بجا طور پر کہا

جا سکتا ہے کہ چودھری غلام عباس کشمیری عوام کے ہیں اور کشمیری عوام چودہری غلام عباس کے - ان حالات میں چودھری صاحب نے بقول اُن کے زخمی کشمیر کی طرف سے عائد کیئے گئے فرض کو ادا کرنے کے لئے تحریک آزادی کشمیر کا آغاز کیا اب اس مضمون کو ختم کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس تحریک کی کامیابی اور ناکامی کے موضوع پر کچھ کہا جائے - جہاں تک اس تحریک کی وسعت اور اہمیت کا تعلق ہے اس کی کامیابی شک وشبہ سے بالا تر ہے - البتہ اگر نصب العین کو حاصل کرنا ہی کسی تحریک کی کامیابی تصوّر کی جائے تو ممکن ہے کہ اس تحریک کو کامیاب خیال نہ کیا جائے - مگر میرا خیال ہے کہ مقصد کو فوری طور پر حاصل کرنا کسی تحریک کی کامیابی کے لیئے ضروری ہے نہ لازمی - اگر یہی بات ہوتی تو سید احمد شہید کی تحریک احیائے اسلام - ۱۹۱۹ء کی شہرہ آفاق تحریک خلافت ۱۹۳۱ء کی کانگرسی سول نافرمانی - ۱۹۴۲ء کی "ہندوستان چھوڑ دو" کو بھی ناکام تحریکوں میں شمار کرنا پڑے گا - مگر کوئی بھی مورّخ ان کی ناکامی کا فتویٰ نہیں دے سکتا ہے - اس طرح جون ۱۹۵۸ء کی "تحریک آزاد کشمیر" کو بھی ناکام تحریک نہیں کہا جا سکتا ہے - اس تحریک نے دس سال میں پہلی بار دنیا کو اس بات کا عملی ثبوت دیا کہ حد متارکہ جنگ کے اس طرف کشمیری عوام موجودہ حالت کو ہرگز ہرگز قبول نہیں کریں گے - اور وہ وقت آنے پہ اپنے آپ کو پھر آزادی وطن

کے لیے آگ و خون کے سمندر میں ڈال سکتے ہیں اور اگر چودھری غلام عباس اور اُن کے رہنما کاروں کو حدِ متارکہ جنگ پار کرنے میں مداخلت نہ کی جاتی تو بقول ایک مشہور پاکستانی صحافی کے "کشمیر کی تاریخ ہی بدل جاتی اور اس دن سے کشمیر کی نئی تاریخ لکھی جاتی۔

اس تحریک کی کامیابی کا یہ تابناک پہلو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے کہ اس تحریک سے جنگ بندی کے بعد پہلی بار بھارتی حکمرانوں کو شدت کے ساتھ یہ احساس ہوا ہے کہ کشمیر کو ہضم کرنا اُن کے لئے اتنا آسان نہیں جتنا وہ خیال کرتے تھے۔ چنانچہ پاکستان کی سابق قومی اسمبلی کے ایک ممتاز ممبر کو جب اُن کے قیام دہلی کے دوران بھارت کی ایک ممتاز ترین سرکاری شخصیت سے ملاقات کا موقعہ ملا تو مسئلہ کشمیر کا ذکر آتے ہی اُس ممتاز ترین سرکاری بھارتی شخصیت نے اُن سے کہا تھا۔

"جنگ بندی کے بعد پہلی بار ہمیں چودھری غلام عباس کی جنگ بندی لائن توڑنے کی تحریک نے سب سے زیادہ پریشان کیا۔ چنانچہ ہم مسلسل کئی دن اپنی کابینہ کے اجلاس کرتے رہے اور اس تحریک سے پیدا شدہ صورت حال پر غور کرتے رہے

اس سے پہلے تو ہم کشمیر کے مسئلہ کو بھول گئے تھے
لیکن ہم ملک نون کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے
ہمارا کام آسان کر دیا "

تحریک کا یوم التوار

۱۵؍جنوری سنہ ۱۹۵۹ء

"ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما"

شہید ملت خان لیاقت علی خان

نے

کہا ہے

"کشمیر کے حقیقی مالک وہاں کے چالیس لاکھ باشندے ہیں۔ جب تک وہ یو۔این۔او کے زیر اہتمام آزادانہ رائے شماری کے نتیجے پر اپنے مستقبل کا خود فیصلہ نہیں کرتے۔ مسئلہ کشمیر حل نہیں ہوگا"۔

(۱۱ ستمبر ۱۹۵۱ء کراچی کے جلسۂ عام میں)

تصویرِ کشمیر

از حفیظ جالندھری

(۱)

وادیٔ و کہسار پر ایسی بہار آئی ہوئی
نخلِ آدم زاد پر لیکن خزاں چھائی ہوئی
اس قدر خوش رنگ کلیاں اور مرجھائی ہوئی
راکھ میں چنگاریاں جیسے ہوں کجلائی ہوئی

حسرت آلودہ ہے چہرہ ہر جوان و پیر کا!
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا!

(۲)

جس کی محنت سے چمن میں روئے گل پر خندہ ہے
اس کا گھر تاریک اس کا اپنا منظر گندہ ہے
نقشِ صناعی کا جس کی لوحِ دل پہ کندہ ہے
اس کی مجبوری کو دیکھو بندگی کا بندہ ہے

سانس لینے میں بھی اس کو خوف ہے تعزیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا

۳

یہ چمن اغیار کی شعلہ خرامی کے لئے
یہ ثمر شیریں ہیں اپنی تلخ کامی کے لئے
زندگانی ہے یہاں مرگِ دوامی کے لئے
مائیں جنتی ہیں یہاں بچے غلامی کے لئے
ہر نفس اِک سلسلہ ہے قید بے زنجیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا

۴

ہموطن ہی جب نہ اپنے ہموطن کے کام آئے
سر پہ ہمسائے کے ہمسایہ ہی جب طوفاں اٹھائے
کیا بنا سکتی ہے پھر اے دوست تیری ہائے ہائے
یہ مناظر دیکھتا جا اور نہ کر اظہار رائے
ورنہ فتویٰ ایک دن لگ جائے گا تکفیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا

سرفروشو! ان چراغوں سے ضیا لیتے ہوئے
آگے اور آگے بڑھو نامِ خدا لیتے ہوئے